وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زھوقا (القرآن)

مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے کفر و ایمان کے موضوع پر
مناظر اہلسنت مولانا عبدالاحد قاسمی و بریلوی مناظر اعظم مطیع الرحمن رضوی
کے مابین طے ہونے والے مناظرے سے

مفتی مطیع الرحمن کی

داستانِ فرار

مرتبہ
ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی عفی عنہ
خطیب مرکزی مسجد سجان گڈھ راجستھان

پسند فرمودہ
حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت فیوضہم
استاذ حدیث و مہتمم دارالعلوم دیوبند

تقدیم
فخر المناظرین حضرت مولانا سید محمد طاہر حسین صاحب گیاوی مدظلہ العالی

مکتبہ مدنیہ دیوبند
9897915323

وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (القرآن)

مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے کفر وایمان کے موضوع پر
مناظر اہلسنت مولانا عبد الاحد قاسمی و بریلوی مناظر اعظم مطیع الرحمن رضوی
کے مابین طے ہونے والے مناظرے سے

مفتی مطیع الرحمن کی

مرتبہ
ابوحنظلہ عبد الاحد قاسمی عفی عنہ
خطیب مرکزی مسجد سجان گڈھ راجستھان

اسنادِ فرمودہ
حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت فیوضہم
استاذ حدیث و مہتمم دارالعلوم دیوبند

تقدیم
فخر المناظرین حضرت مولانا سید محمد طاہر حسین صاحب گیاوی مدظلہ العالی

مکتبہ مدنیہ دیوبند
9897915323

تفصیلات

نام کتاب	مفتی مطیع الرحمن کی داستانِ فرار
مصنف	ابو حنظلہ عبد الاحد قاسمی عفی عنہ خطیب مرکزی مسجد سجان گڈھ راجستھان۔ موبائل: 9024799841
صفحات	۲۲۱
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	مکتبہ مدنیہ دیوبند

ملنے کے پتے

مکتبہ مدنیہ دیوبند   مکتبہ صفدریہ دیوبند

دیوبند کے تمام کتب خانوں سے حاصل کر سکتے ہیں

مرکزی مسجد سجان گڈھ، راجستھان

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کا انتساب اولاً اپنے والدین محترمین حفظھما اللہ تعالی کی جانب کروں گا جنہوں نے شدید عسرت وافلاس میں مثالی صبر وشکر اور دعاؤں کے ساتھ ناچیز کو مشکلوں میں مسکرانے کا ہنر سکھایا

اور

استاد محترم جناب قاری وسیم احمد صاحب مدظلہ کی جانب جنہوں نے ناچیز کیلئے کبھی کسی بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا

اور

مادر علمی دار العلوم دیوبند کی پرنور علمی فضاؤں کی جانب جہاں رہ کر ہر قسم کے باطل سے ٹکرا جانے کا حوصلہ ملا

نیز

ان تمام سعادت مند روحوں کے نام جو حق ظاہر ہونے کے بعد قبول کرنے کا حوصلہ رکھتی ہیں

فہرست

کلمات تبریک

محدث جلیل، استاذ الاساتذہ، نمونۂ اسلاف

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مدظلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

(Mufti) Abul Qasim Nomani

Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband

(مفتی) ابو القاسم نعمانی

مہتمم دار العلوم دیوبند، الھند

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222429, Fax: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

Ref. No.......... Date:....................

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

سال گذشتہ بھوپال کے شہر اندور میں اہل سنت والجماعت علماء دیوبند اور بریلوی علماء کے درمیان ایک مناظرہ طے ہوگیا، جس کا موضوع تھا بریلوی حضرات اپنے پیشوا اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب کا ایمان ثابت کریں۔

دونوں طرف سے مناظرین کا تعین بھی ہوگیا؛ لیکن بریلوی حضرات نے مناظرہ سے فرار اختیار کیا۔ اس مناظرہ میں اہل سنت علماء دیوبند کی طرف سے مناظر اہل سنت مولانا عبدالاحد قاسمی اور بریلوی مناظر مفتی مطیع الرحمٰن کے درمیان جو مکاتبت ہوئی ہے وہ بڑی معلومات افزا ہے۔ اگرچہ زبانی مناظرہ نہیں ہوسکا؛ لیکن اس مکاتبت کو غور سے دیکھا جائے تو اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ خود اعلیٰ حضرت صاحب اور دیگر بریلوی علماء کی تحریروں کی روشنی میں اعلیٰ حضرت صاحب کا ایمان ثابت کرنا مشکل ہے۔ راہ فرار اسی مکاتبت کی دستان ہے۔ جو اہل علم اور عوام کے لیے بھی مفید اور معلومات افزا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حق شناسی کا ذریعہ بنائے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۱۴۳۸/۳/۲۱ھ=۲۰۱۶/۱۲/۲۱ء

تقریظ گرامی

رئیس المتکلمین، مناظر اسلام، فاتح غیر مقلدیت استاذ محترم

حضرت مولانا **مفتی محمد راشد اعظمی** صاحب دامت فیوضہم

استاد حدیث وفقہ و ناظم اعلیٰ شعبہ تحفظ سنت دار العلوم دیو بند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

زیر نظر کتاب بریلوی طبقہ کے زباں زور مفتی جناب مطیع الرحمن رضوی کے ایک اہم مناظرے سے راہ فرار اختیار کرنے کی تفصیل پر مبنی ایک دلچسپ اور پر حقیقت تحریر ہے۔

مناظرہ کا موضوع "احمد رضا خان کا کفر و اسلام" تھا۔ اس مسئلہ میں خان صاحب موصوف کی پوری زندگی اور ان کی آخرت داؤ پر لگی تھی، اگر ان بریلویوں کو اپنے اعلی حضرت سے کچھ بھی لگاؤ اور محبت ہوتی تو آگے آکر ان کی مدافعت کرتے۔ لیکن ان کو بیچ منجدھار میں ایسا چھوڑ کر بھاگ گئے کہ بڑی حیرت اور عبرت ہوئی۔

واضح ہو گیا کہ ان کے پاس اپنے اس رہنما کو بچانے کیلئے کچھ تھا ہی نہیں۔ مناظر اہل سنت مولانا عبد الاحد قاسمی مدظلہ ماشاء اللہ بڑی جرأت ایمانی کے ساتھ آخر دم تک میدان میں

ڈٹے رہے، جو ہر دور میں اہل حق اور اہل ایمان کا شیوہ رہا ہے۔

راہ حق کی طلب رکھنے والے حضرات اس تحریر کو غور سے پڑھیں ان شاء اللہ ”جاء الحق وزھق الباطل“ کا سماں نگاہوں کے سامنے آجائیگا!

اللہ تعالیٰ مولانا عبدالاحد صاحب اور ان کے رفقاء کے کارناموں اور جانفشانیوں کو قبول فرما کر ان کو خدمت حق کا بہترین صلہ عنایت فرمائے۔ آمین

محمد راشد اعظمی

۲۴ / ربیع الاول ۱۴۳۸ھ

تقریظ

بقیۃ السلف حجۃ الخلف

حضرت مولانا سید محمد سلمان صاحب مدظلہ

ناظم اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور

MADRASA
MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247001
(U.P.) INDIA
Ph. : (0132) 2655542 Fax : 2659912

Ref. No. ....

Dated ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ و کفیٰ وسلام علی عبادہِ الذین اصطفیٰ   امابعد!

مولانا عبدالاحد قاسمی کی مرتب کردہ کتاب ''داستانِ فرار'' دیکھنے کا موقع ملا، اپنی مشغولیات کی وجہ سے مکمل تو نہیں دیکھ سکا لیکن جتنا حصہ بھی دیکھا، حق شناسی کے لئے مفید و بہتر پایا۔

''بریلوی مناظر مولانا احمد رضا خان کا ایمان واسلام ثابت کریں'' اس عنوان پر گذشتہ سال شہر ''اندور'' میں اہل سنت والجماعت علماء دیوبند اور اہل بدعت بریلوی جماعت کے مابین ایک مناظرہ طے ہوا تھا،، لیکن بریلوی جماعت کے مناظر نے مناظرہ سے پہلوتہی اور راہِ فرار اختیار کی، اس لئے مناظرہ نہیں ہوسکا، البتہ مناظرہ کے لئے فریقین کے درمیان جو مکاتبت ہوئی اس کو پڑھنے سے بریلوی مناظر کی علمی کم مائیگی اور نفسیاتی پریشانی بخوبی ظاہر ہوتی ہے، بریلوی مناظر نے مناظرہ سے بچنے کے لئے لیت ولعل اور مختلف حیلوں، بہانوں کے ذریعہ اپنی عزت بچانے کی بھرپور کوشش کی لیکن مولانا عبدالاحد قاسمی کی علمی گرفت کے سامنے وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔

مولانا موصوف نے مکاتبت کی کارروائی کو ''داستان فرار'' کے نام سے مرتب کر کے موضوع کی نزاکت اور اپنے حریف کی کمزوری کو طشت ازبام کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے امت کے لئے نافع اور احقاق حق وابطال باطل کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔

محمد

ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تقریظ

محقق العصر، نمونۂ اسلاف، فاتح رضاخانیت، استاد العلماء

حضرت مولانا **محمد اسرائیل** قاسمی صاحب گھوسی دامت برکاتہم

استاذ حدیث مدرسہ مرقاۃ العلوم، مئوناتھ بھنجن مشرقی یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکل فرعون موسیٰ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز — چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ناظرین کرام! جہاں اشرف المخلوقات یعنی حضرت انسان کی صحیح رہنمائی کیلئے ہدایت کا آخری اور مکمل سامان موجود ہے، وہاں اس انسان کو راہ راست سے ہٹانے کیلئے ابلیس کو بھی تا قیامت مہلت ملی ہوئی ہے، جس کے نتیجہ میں حق وصداقت کے خلاف طرح طرح کے فتنوں کے ابھرنے کا سلسلہ بھی برابر جاری ہے۔

انگریز کے دور اقتدار میں غیر منقسم ہندوستان کے اندر اسلام کے خلاف کئی فتنے رونما ہوئے، بعض تو کھلے مخالف، جیسے "قادیانیت اور چکڑالویت" اور بعض اسلام کا حسین لباس زیب تن کئے ہوئے، جیسے "رضاخانیت اور غیر مقلدیت"۔

عام مسلمان کے حق میں یہ دونوں فتنے نہایت خطرناک ہیں ؛ کیونکہ ان میں سے ایک کی بنیاد ذاتی اور عطائی کی پرفریب تاویل سے غیر اللہ میں الوہی صفات کا عقیدہ رکھنا، جہالت کے باعث عوام میں رائج بدعات وخرافات اور مشرکانہ افعال ورجحانات کو اصل دین کے رنگ میں پیش کرنا، اور اہل حق کی صاف ستھری عبارات میں تحریف وخیانت کر کے ان کی جانب انتہائی گندے عقائد منسوب کرنا ہے۔

عطائی کی تاویل سے خدا کے علاوہ کسی بھی ہستی سے متعلق علم غیب، حاضر وناظر، اور مختار کل وغیرہ کا عقیدہ سراسر جاہلانہ اور باطل محض ہے؛ کیونکہ یہ مذکورہ صفات خدا کے ساتھ خاص ہیں، جس طرح تمام صفات کا ذاتی ہونا خالق کے ساتھ خاص ہے عطائی کا گذر ہی نہیں، اسی طرح مخلوق کیلئے تمام صفات کا عطائی ہونا اس کے لوازم میں سے ہے، ذاتی ہونے کا تصور ممکن ہی نہیں، لہذا نہ خالق کی صفات کو ذاتی اور عطائی کے خانوں میں رکھا جا سکتا ہے، نہ مخلوق کی صفات کو ذاتی اور عطائی کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔

جس طرح خالق کی تمام صفات کا ذاتی ہونا متعین اور متیقن ہے اور عطائی ہونے کا تصور کفر ہے، اسی طرح مخلوق کی تمام صفات کا عطائی ہونا متعین اور متیقن ہے اور ذاتی ہونے کا تصور موجب کفر ہے، چنانچہ عطائی کی تاویل سے خدا کی کسی بھی صفت کا منکر اس لئے کافر ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کی صفات کو عطائی بھی تصور کرتا ہے، کیونکہ بغیر عطائی کے تصور کے اس کا انکار ناممکن ہے، اور جب یہاں پر عطائی کا کوئی محل ہی نہیں اور ذاتی ہی ہونا متعین اور متیقن ہے تو پھر عطائی کی تاویل سے کسی بھی صفت کا انکار خدا کی ذاتی صفات ہی کے انکار پر محمول ہوگا۔

اس انکار میں دو خرابیاں ہیں، ایک تو خدا کی صفات کے عطائی ہونے کا تصور کہ بغیر تصور کے انکار ناممکن ہے، دوسرے جہالت کی وجہ سے درحقیقت ذاتی صفت ہی کا

انکار۔اور یہ بلاشبہ کفر ہے۔

اور مخلوق سے کسی صفت کی نفی کو ذاتی پر محمول کرنا اسکی صفات کے ذاتی اور عطائی ہونے کے تصور پر مبنی ہے، اور مخلوق کی صفات کا ذاتی ہونا محال ہے، کہ خود اس کا اپنا وجود اور اسکی اپنی ذات ہی ذاتی نہیں تو پھر صفات جو ذات کے تابع ہیں ان کا ذاتی ہونا کیونکر ممکن ہوگا۔

اب اگر کوئی شخص مخلوق سے کسی صفت کی نفی کو ذاتی پر محمول کرتا ہے تو گویا وہ مخلوق کیلئے صفات کا ذاتی اور عطائی ہونا دونوں مانتا ہے، کیونکہ کسی چیز کی نفی اور اس کا انکار اس کے تصور کو مستلزم ہے، بغیر تصور شئی کے اس کا انکار ناممکن ہے، اور جب مخلوق ذاتی کا محل ہی نہیں تو پھر اس سے کسی صفت کی نفی عطائی کی ہی نفی ہوگی، ذاتی کی نفی معتبر نہ ہوگی۔

لہذا جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ مخلوق سے کسی صفت کی نفی ذاتی پر محمول ہے، اور وہ صفت بطور عطائی کے حاصل ہے تو وہ بھی دو خرابیوں میں مبتلا ہے، ایک مخلوق کیلئے ذاتی صفت کے ہونے کا تصور؛ کیونکہ بغیر تصور کے اس کا انکار اور نفی ناممکن ہے۔ دوسرے جہالت کے باعث ذاتی ہی کو عطائی کے عنوان سے ثابت ماننا، اور یہ یقیناً اعلیٰ جہالت کا کرشمہ ہے، اور اعلیٰ حضرت کی اعلیٰ جہالتوں کا اعلیٰ نمونہ۔

اس کے علاوہ دوسرے فرقے (غیر مقلدین) کی بنیاد عمل بالحدیث کی آڑ میں قرآن وسنت کے مطابق ائمۂ مجتہدین کے ذریعہ صحابہؓ سے جو متوارث شرعی عمل مسلسل چلا آرہا ہے اس کو غلط قرار دینا اور دین کے معاملے میں صحابہؓ کے قول وعمل کو ناقابل تسلیم اور غیر معتبر ٹھہرانا، یعنی چودہ سو برس سے آج تک جو دین جس سلسلہ سے مسلسل چلا آرہا ہے وہ غیر معتبر ہے، کیونکہ اس کے حاملین ایسے لوگ ہیں جن کا قول وعمل قابل اعتبار نہیں (معاذ اللہ) اور جس کا قول وعمل غیر معتبر ہو وہ اعتبار کے قابل نہیں رہ جاتا، جس کا لازمی نتیجہ دین سے اعتبار کا ختم ہوجانا ہے، اس طرح کی فکر اور ذہن کسی بھی مسلمان کیلئے نہایت خطرناک ہے۔

اس طرح کے زہر آلود مشن کے حامل شیطان کے کارندے ایسے علاقوں کو اپنے لئے بہت غنیمت سمجھتے ہیں جہاں وہ مسلمانوں میں علم کی کمی اور عملی کمزوری دیکھتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالی کو بھی کب تک یہ گوارا ہوگا کہ اس کے بھولے بھالے بندے برابر گمراہ کئے جاتے رہیں۔لہذا وہ اپنے دین کی حفاظت اور اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے اپنے کچھ خاص بندوں کو منتخب کرلیتا ہے، ایسے ہی خوش نصیب لوگوں میں اس وقت مناظر اسلام حضرت مولینا ابوحنظلہ عبدالاحد صاحب قاسمی سہارنپوری مدظلہ وعم فیوضہ کی ایک ذات گرامی بھی ہے، آپ سجان گڈھ راجستھان کی مرکزی مسجد کے امام وخطیب اور کل ہند مجلس تحفظ سنت کے اہم فرد ہیں۔

فرق باطلہ سے متعلق آپ کا مطالعہ بہت وسیع ،ذہن دوررس ،اور نگاہ نہایت باریک بیں ہے،مولینا موصوف کو سجان گڈھ اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں میں ان دونوں ہی فتنوں سے برابر پالا پڑتا رہتا ہے،اور پوری کامیابی کے ساتھ آپ ان کا مقابلہ کرتے رہتے ہیں،آج صورتحال یہ ہے کہ اس علاقہ میں مولینا موصوف کا نام سنکر اہل باطل کو لرزہ آتا ہے، ابھی مہینہ کے اندر کی بات ہے کہ راجستھان کے شہر بہادرا کے قریب موضع (جوگی والا) میں غیر مقلدین کے بہت سے نام نہاد علماء کتابوں کا ڈھیر لئے دھوکہ سے مناظرہ کیلئے آگئے اور خلاف توقع مولینا کو دیکھ کر نہایت ذلت کے ساتھ اپنی کتابیں لیکر بھاگ نکلے۔

آج سے ڈیڑھ سال قبل ذوقعدہ ۱۴۳۶ھ میں خود سجان گڈھ میں رضاخانیوں سے مناظرہ طے ہوا مگر رضاخانی مناظر فاروق رضوی تاریخ مقررہ اور وقت معینہ پر نہ آیا۔

اسی طرح چند ماہ پیشتر شہر اندور میں بھی رضاخانیوں ہی سے مناظرہ طے ہوا اور فریق مخالف نے اپنے مایۂ ناز مناظر مفتی مطیع الرحمن کو بحیثیت مناظر نامزد کیا،مگر رضاخانیوں کا یہ مایۂ ناز مناظر مولینا موصوف کے مقابلہ میں آنے کیلئے کسی طرح تیار نہ ہوا۔

اسی مناظرہ شہراندور کے سلسلہ میں مولینا موصوف اور مفتی مطیع الرحمن کے مابین تحریروں کا جو تبادلہ ہوا ہے اسکی پوری تفصیل بنام (مفتی مطیع الرحمن کی داستان فرار) کتاب میں پڑھیں اور محظوظ ہوں، یہ کتاب تحقیقی مواد پر مشتمل علمی اور موضوع سے متعلق اپنی نوعیت کی منفرد اور دلنشیں ایک شاہکار کتاب ہے۔

اللہ تعالی مولینا موصوف کو پورے حوصلہ کے ساتھ باطل کا مقابلہ کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے، اور صحت وعافیت کے ساتھ ان کا سایہ دراز فرمائے اور ان کی دینی خدمات کو ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

محمد اسرائیل
خادم مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو۔ یوپی
۱۰/ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ بروز چہارشنبہ
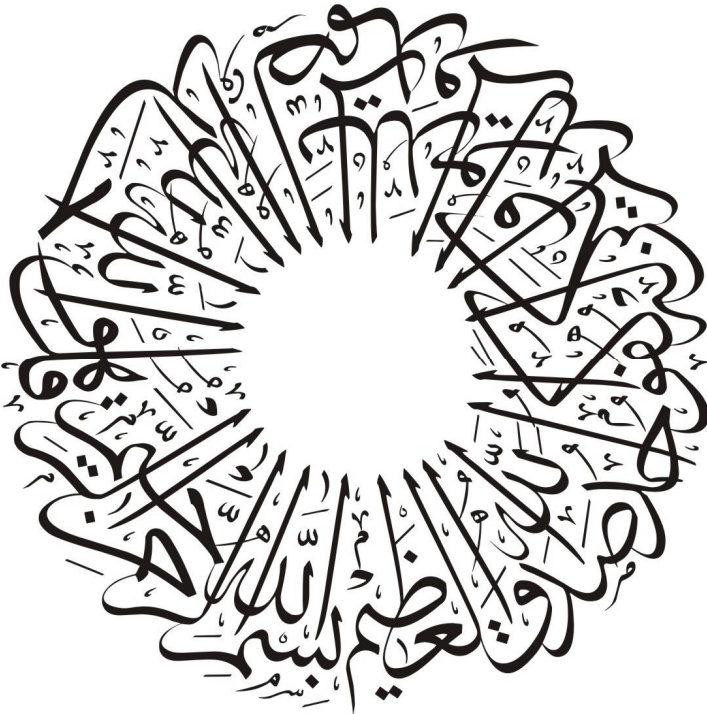
تقاریظ

اکابرین، مشائخین و محدثین

مدرسہ لطیفیہ تعلیم القرآن سردار شہر

محقق العصر حضرت مولانا محمد عارف حسین قاسمی مدظلہ

استاذ حدیث جامعہ ھذا

و

نمونہ اسلاف، حضرت مولانا اکرام الحق صاحب مدظلہ

نائب شیخ الحدیث جامعہ ھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

اس دنیا میں ہمیشہ حق و باطل کی کشمکش رہی ہے، حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں احقاق حق اور ابطال باطل کرتے رہے، اخیر میں امام الانبیاء خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل کے بہتر فرقوں میں اور

امت محمدیہ کے تہتر فرقوں میں بٹ جانے کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے ایک فرقے کو ناجیہ فرمایا اور اس کی علامت یہ بتلائی کہ وہ جماعت عقائد واعمال میں میری اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتباع کرنے والی ہوگی ،اسی جماعت حقہ کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں ،اس جماعت کا کام لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے واقف کرانا ،دینی علوم وتعلیمات کے اندر تاویلات زائغہ کرنے والوں کا نوٹس لینا اور کتاب وسنت کی روشنی میں ان کا مدلل جواب دینا ہے، بفضلہ تعالی آج پوری دنیا میں دارالعلوم دیوبند بحیثیت مرکز اہل سنت والجماعت متعارف ہے۔لیکن ستم بالائے ستم کہ باطل فرقوں کا ایک طبقہ اکابر دیوبند رحمہم اللہ کی توہین وتذلیل بلکہ تکفیر میں سرگرداں رہتا ہے ،ان کی عبارتوں سے غلط مطلب نکال کر الزام تراشی کرتا رہتا ہے، بفضلہ تعالیٰ فضلاء دارالعلوم دیوبند ان کی الزام تراشی اور تکفیر بازی کا بھرپور دندان شکن جواب دیتے رہے ہیں اور عامۃ المسلمین کی صحیح رہنمائی کرتے رہے ہیں ،ان ہی ہونہار فضلاء دیوبند میں سے مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالاحد قاسمی دامت برکاتہم خطیب مرکزی مسجد سجان گڈھ وناظم تحفظ سنت راجستھان ہیں ،جن کی اطراف کے بریلویوں اور غیر مقلدوں سے پنجہ آرائی ہوتی رہتی ہے ،اس نبرد آزمائی نے موصوف کو کم عمری ہی میں ایک کہنہ مشق مناظر بنادیا ،جن کی حاضر جوابی ،انداز بیاں ،زبان کی صفائی کے ساتھ استحضار دلائل وبراہین سے مخالفین انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں اور راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

چنانچہ زیر نظر رسالہ ”مفتی مطیع الرحمن کی داستان فرار“ جو جواب اور جواب الجواب پر مشتمل ہے ،موصوف نے بڑی عرق ریزی جدوجہد ہوشیاری سے مناظر مخالف کا تعاقب کیا ہے ،مناظر مخالف جو اپنے آپ کو بریلویوں کا مناظر اعظم کہتا ہے اسٹیج پر روبرو ہونے کی جرأت وہمت تو نہیں کرسکا البتہ اپنی عزت بچانے کیلئے تحریری لن ترانیوں کے ذریعہ جسارت بیجا اور کوشش لاحاصل ضرور کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کے علم وعمل اور عمر میں برکت دے اور مسلمانوں کو اس رسالے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔آمین یارب العالمین۔

فقط والسلام

کتبہ: محمد عارف حسین قاسمی

خادم التدریس مدرسہ اسلامیہ لطیفیہ سردارشہر

چورو(راجستھان)

۲۵/جنوری ۲۰۱۷ء

احقر تحریر بالا سے مطمئن اور متفق ہے۔

محمد اکرام الحق غفرلہ

خادم مدرسہ اسلامیہ لطیفیہ سردارشہر

ضلع چورو راجستھان

۱/۵/۱۴۳۸ھ

باسمہ تعالیٰ

الحمدللہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

احقاق حق اور ابطال باطل علماء دین کا فرض منصبی ہے،تاریخ اسلام گواہ ہے کہ ہر دور میں اہل حق علماء نے اپنی زبان وقلم سے اس فریضہ کو انجام دیا ہے،زیر نظر کتاب ”مفتی مطیع الرحمن کی داستان فرار“ (جو باصلاحیت نوجوان فاضل مولانا عبدالاحد قاسمی کی قلمی کاوش ہے) اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے،مولانا موصوف کو رد بدعات اور خاص طور سے رد غیر مقلدیت کے موضوع پر خاص دسترس حاصل ہے،اور قریباً ایک دہائی سے سجان گڈھ

واطراف میں فتنۂ رضاخانیت وغیر مقلدیت کا جرأت کے ساتھ مقابلہ کررہے ہیں،اورالحمدللہ ان کی محنت وجہد مسلسل سے ان فتنوں کے اوپر کچھ حدتک روک لگی ہے،اس کام کو منظم طور پر انجام دینے کیلئے علاقہ کے علماء کرام کے مشورہ سے ایک ادارہ "انجمن تحفظ سنت" احقر کی صدرات میں قائم کررکھا ہے،مولانا موصوف اس ادارہ کے روح رواں اور فعال جنرل سکریٹری ہیں۔مذکورہ کتاب کا مسودہ تیار کرنے کے بعد مولانا نے دیوبند وسہارنپور کے اکابر علماء کے سامنے پیش کیا اورالحمدللہ اکابرین نے ان کی محنت کو سراہتے ہوئے حوصلہ افزاء کلمات سے نوازا ہے،مولانا موصوف ہمارے پاس بھی تشریف لائے اور ہمارے سامنے مذکورہ کتاب سے متعلق تفصیلات عرض کرنے کے بعد کتاب سے متعلق تقریظ کیلئے چند سطور لکھنے کی گذارش کی،بندہ نے عزیز موصوف کی تشجیع خاطر کیلئے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے چند سطور تحریر کردیئے ہیں،اس امید کے ساتھ کہ اللہ رب العزت ہمارا شمار بھی دین کی حفاظت واشاعت کے لئے کام کرنے والوں کی تائید کرنے والوں میں کرلیں۔

اخیر میں اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے مولانا موصوف کی اس قلمی کاوش کو قبول فرمائے،اوراس کو امت کیلئے نفع بخش بنائے،اورموصوف کو اخلاص کے ساتھ دین متین کی خدمت کیلئے قبول فرمائے۔آمین

مری کمی کو نہ دیکھ ، اخلاص کو دیکھ
دین جس سے بڑھتا ہے اس افلاس کو دیکھ

دستخط

محمدابراہیم بہلیم غفرلہ

(حضرت مولانا محمدابراہیم صاحب مدظلہ،مہتمم مدرسہ لطیفیہ تعلیم القرآن سردارشہرو

سابق صدر جمعیۃ علماء راجستھان وصدر ادارہ تحفظ سنت راجستھان وصدر مجلس تحفظ ختم نبوت راجستھان)

مذکورہ تحریر کی مکمل تائید کرتا ہوں.

اسد الدین غفرلہ

خادم التدریس جامعہ لطیفیہ سردار شہر

(استاذ العلماء حضرت مولانا اسد الدین صاحب شیخ الحدیث جامعہ ھذا)

بندہ بھی مولانا موصوف ان کی تصنیف اور مذکورہ دونوں اکابر کی تحریر کی مکمل تائید کرتا ہے.

محمد شکیل قاسمی غفرلہ

۱۳ / جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ

(مفتی محمد شکیل صاحب قاسمی، استاذ حدیث ومفتی جامعہ ھذا)

رائے گرامی

عالم نبیل، حبر جلیل، متکلم اسلام

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ

سرپرست خانقاہ و مرکز اہل السنہ والجماعۃ و امیر عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

و چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروسز سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد الیاس گھمن

Molana Muhammad Ilyas Ghumman

Cell:00923328768787

E-mail: ilyasghumman@gmail.com

www.ahnafmedia.com

سرپرست خانقاہ و مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا ● امیر عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ● چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروسز

تاریخ: 16-دسمبر 2016

حوالہ: ت-47-2016

محترم و مکرم مولانا عبد الاحد قاسمی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

"مفتی مطیع الرحمٰن کی داستانِ فرار" کے عنوان سے آپ کی مرتب کردہ کارروائی مناظرہ کو بندہ نے مختلف مقامات سے دیکھا ہے جس میں آپ نے اھلِ بدعت کے ساتھ مناظرے کے حوالے سے فریقین کے خطوط و تحاریر اور مخالفین کی تحاریر کے مفصل جوابات جمع فرمادیے ہیں۔ بہت اچھا ہوا کہ یہ کارروائی مرتب ہوگئی اور لوگوں کے پاس حقیقتِ حال مرتب اور منضبط صورت میں پہنچ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کا قبول فرمائے، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی مزید توفیق بخشے اور تادمِ آخر صحیح عقائد و نظریات کی ترویج کی اس محنت پر کاربند رکھے۔ آمین

اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں چند گزارشات ہیں:

1: اپنے مسلک کو اعتدال کے ساتھ پیش کیا جائے۔

2: مخالفین کو گالی اور برے القابات دے کر گفتگو کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

3: مناظرہ سے ممکن حد تک بچا جائے، اگر اس کے علاوہ احقاقِ حق کی کوئی اور صورت نہ ہو تو اس سے گریز بھی نہ کیا جائے۔

4: مخالفین کے لیے بھی دعا کا اہتمام کیا جائے۔

5: عوام و خواص کو فتنہ سے بچانے اور ہدایت کو عام کرنے کی نیت سے گفتگو کی جائے۔

اللہ رب العزت ہم سب سے دینِ متین کی خدمت کا کام لے اور اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

محتاجِ دعا

خانقاہ و مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487

تقریظ گرامی

مناظر اسلام، فاتح رضا خانیت، فاضل اجل

حضرت مولانا **ابوایوب قادری** صاحب حفظہ اللہ

مرکزی مناظر عالمی اتحاد اہل السنہ والجماعۃ سرگودھا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

برادر مکرم، محقق ذیشان، مسلک اہل السنہ کے محافظ وپاسبان، حضرت مولانا عبدالاحد قاسمی صاحب زید مجدھم وفضلھم وشرفھم وعلمھم وعملھم نے حکم فرمایا اس روئیداد کے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہند کے علماء کے علم وفضل، فہم وفراست کے سامنے ہم اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھتے ہیں، چونکہ وہاں علم وہنر کا گہوارہ اور چشمہ صافی موجود ہے اور وہاں کے اہل علم براہ راست اس سے مستفید ہوتے ہیں اور مجھ جیسے فقیر دیکھنے کو ہی ترس رہے ہیں۔ لعل اللہ یرزقنی صلاحا

القصہ مجھے معلوم ہے میرے برادر مکرم اسے کسر نفسی قرار دیں گے لیکن میں نے حقیقت کو آشکارا کیا ہے۔

اب میں ان کے حکم کو پورا کرنے کیلئے چند باتیں عرض کرتا ہوں:

رضاخانیوں نے ہمارے اکابر کے بارے میں الزامات کا سلسلہ محض اس لئے شروع کیا کہ وہ اپنے عقائد باطلہ کی ترویج کرنا چاہتے تھے، گستاخ گستاخ کہنے کی بنیاد پر وہ سمجھتے تھے کہ لوگ ہمیں دین کا خیر خواہ سمجھ کر ہمارے عقائد باطلہ کو قبول کریں گے، مگر ایسا نہ ہوسکا، علماء حق ان کے مقابل آئے اور جگہ جگہ ان کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ کبھی سید السادات حضرت مولینا مرتضی حسن چاندپوری اور کبھی شیخ الاسلام حضرت مولنا سید حسین احمد مدنی اور کبھی فاتح رضاخانیت مولینا منظور احمد نعمانی رحمهم الله تعالى رحمةً واسعةً مباركةً اور بھی مختلف اکابر نے ان کے دانت کھٹے کئے لیکن کہتے ہیں کہ "غالب کا ہے انداز بیاں اور" برادر مکرم نے اس وقت کی ضرورت کو بھانپتے ہوئے طرز ہی بدل دیا کہ رضاخانی حضرات اپنے آباء واجداد کے فتاوئے کفر و گستاخی تلے خود دبے ہوئے ہیں اس لئے ان کو عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے فتاوی سے پہلے خود کو بچانا چاہئے۔

چونکہ رضاخانی حضرات نے آج تک ایسا مناظرہ کرنا تو دور سنا بھی نہیں۔ لہذا وہ میدان میں آنے کی جسارت کیونکر کرتے؟ بلکہ میرا ذوق تو یہ کہتا ہے کہ یہ مفتی مطیع الرحمن تو بیچارہ کیا چیز ہے اختر رضا ازہری، ہاشمی میاں اور دیگر ان کے بڑے بھی میدان میں نہیں آئیں گے۔

باقی یہ متکبر شخص (مطیع الرحمن) یوں اپنی جان بچانے کی کوشش کرنے لگا کہ ابوحنظلہ (یعنی مولانا عبدالاحد قاسمی صاحب) ایک غیر معروف شخص ہے اور میرے ہم پلہ نہیں، لہذا میرا اس سے مناظرہ نہیں بنتا الخ، حالانکہ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے بڑے تو یوں لکھ گئے کہ "بالمقابل کو حقیر و معمولی تصور نہ کرے اس لئے کہ کبرو عجب سے کبھی غیر معروف سے بھی مار کھانی پڑتی ہے" (اصول مناظرہ اویسی ص ۲۷)

مفتی مطیع الرحمن صاحب ہماری گذارش یہ ہے کہ اگر بالفرض بات یوں ہی ہوتو بھی آپ کو دیکھنا چاہئے تھا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے مناظرہ کیا اور مالک ابن صیف یہود کے عالم کو مناظرے کیلئے یہود نے بلایا تو آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تیرا علم مجھ سے بہت کم ہے لہذا مناظرہ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، حالانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا علم مبارک یقیناً نمرود سے بہت زیادہ تھا۔ باقی رہی بعض فن مناظرہ کی کتب میں برابری کی بات تو اس کا ہمیں علم تھا اور ہمیں یہ بھی معلوم تھا کہ مفتی مطیع الرحمن کا علم بھی نہ ہونے کے برابر ہے جیسا کہ مناظرہ بنگال سے معلوم ہوجاتا ہے؛ لیکن پھر بھی ہم سنیوں نے نبی پاک ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے اور دین ابراہیمی کے بانی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے کہ انہوں نے کافروں سے مناظرہ کرلیا تھا تو یہ بیچارہ مطیع الرحمن بھی نمرود اور مالک بن صیف کی ہی کی صف کا آدمی ہے اس لئے اس سے مناظرہ کرلیا جائے۔

اور یہ بھی حسین اتفاق ہے کہ انہیں کے گھر کی کتاب تفسیر نعیمی میں لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مالک ابن صیف سے فرمایا جب وہ مناظرے کیلئے آیا کہ اے مالک ابن صیف کیا تو توریت جانتا ہے؟ وہ بولا، اس وقت عرب میں مجھ سے بڑا عالم توریت کوئی نہیں، فرمایا تجھے قسم ہے اس رب کی جس نے موسی علیہ السلام پر توریت اتاری کیا توریت میں یہ آیت ہے کہ ان اللہ یبغض الحبر السمین، اللہ تعالی موٹے پادری کو ناپسند فرماتا ہے، وہ بولا کہ ہاں! فرمایا تو بہت پلا ہوا موٹا عالم ہے بحکم توریت تو مردود بارگاہ الہی ہے کہ تو اپنی قوم سے رشوتیں لیکر حرام خوری کرکے موٹا ہوا ہے (مالک بن صیف بہت موٹا تازہ تھا) تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا پہلے بحکم توریت اپنا ایمان ثابت کر۔ اس فرمان عالی پر مالک گھبرا گیا۔ (تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۶۸۴ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

ہم نے بھی اس سنت کی پیروی میں ان سے کہا کہ تم بھی اپنی کتابوں سے اپنا ایمان ثابت کرو۔ اور سوئے اتفاق دیکھئے کہ مالک ابن صیف نے تکبر سے اپنے آپ کو بہت بڑا عالم کہا تھا اور مفتی مطیع الرحمن بھی یہی کچھ کہ رہا ہے، وہ بھی گھبرا گیا تھا یہ بھی گھبرا گیا اور مناظرے سے بھاگ کر جان چھڑانے میں ہی عافیت سمجھی۔

میں اپنے مناظرین بھائیوں سے ایک گذارش کرتا چلوں کہ اس سنت کو ضرور اپنائیں اور مالک ابن صیف کے پیروکاروں کو یوں ہی پھنسائیں کہ تمہاری کتابیں تمہیں بے ایمان کہتی ہیں تم اپنا ایمان انہیں سے ثابت کرو۔ اس مطالبے پر آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ مالک ابن صیف اور مفتی مطیع الرحمن کی طرح دم دبا کر بھاگتے ہی نظر آئیں گے۔

یہ طریقہ سنت ہونے کی وجہ سے انتہائی آسان بھی ہے، اس کی ایک آدھ مثال ملاحظہ فرمائیں۔

فاضل بریلوی نے کنزالایمان سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۰ "ان اللہ علی کل شئی قدیر" کا ترجمہ کیا ہے کہ بے شک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ جب کہ مفتی احمد یار نعیمی نے "جاء الحق" میں لکھا ہے کہ:

دیوبندی عقائد	اسلامی عقائد
اللہ تعالی جھوٹ بول سکتا ہے	جھوٹ بولنا عیب ہے جیسے کہ چوری یا زنا کرنا وغیرہ اور رب تعالی ہر عیب سے پاک ہے، ومن اصدق من اللہ حدیثا (قرآن کریم) نیز خدا کی صفات ہیں نہ کہ ممکن، لہذا خدا کیلئے سکتا کہنا بے دینی ہے (جاء الحق

ص ۱۸۴ خاتمۃ الکتاب)

اب دیکھئے" سکتا " کا لفظ فاضل بریلوی نے استعمال کیا اور اسے استعمال کرنے پر گجراتی صاحب نے بے دینی کا فتوی جڑ دیا ،یعنی ان کے نزدیک فاضل بریلوی بے دین تھا۔اب فیصلہ تو انہیں کرنا ہے کہ دونوں میں بے دین کون سا ہے فاضل بریلوی یا گجراتی ؟

دوسری بات یہ بھی مدنظر رہے کہ ہمارے متعلق یہ بھی جھوٹ ہے کہ ہمارے اکابر نے لکھا ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ،اور اگر بالفرض کہیں ہو بھی تو اسے اس شعر کی تشریح میں دیکھا جائے :

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا

تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

(نغمۃ الروح)

تو یہ تمہارے اس خدا کے متعلق ہے جو کہ شعر میں تم نے بنایا ہے۔

دوسری مثال ملاحظہ فرمائیں : فاضل بریلوی لکھتے ہیں کہ : یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے ، جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا شفاعت کی کیا حاجت ہو ، پھر انبیاء اولیاء سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار کرنا صریح بد دینی اور بحکم فقہاء موجب اکفار ہے ،فقہاء کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے ۔(فتاوی افریقہ ص ۱۲۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ انبیاء واولیاء کو اختیارات کاملہ سے نہیں نوازا گیا ورنہ شفاعت کا انکار ہوتا ہے

جبکہ مولوی سعید احمد اسعد کے والد مفتی محمد امین صاحب لکھتے ہیں کہ ۔وہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں عیب تلاش کرتا ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا فلاں شئے کا اختیار نہیں تھا۔(دو جہاں کی نعمتیں ص ۳۹)

اب چونکہ فاضل بریلوی کی عبارت سے مختارکل کا انکار لازم آتا ہے اور یہاں منکر کو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عیب لگانے والا قرار دیا گیا۔ گویا یہ محتاج نہیں مانتا تو شفاعت کا منکر ہوکر کافر ٹھہرا اور وہ فاضل بریلوی محتاج مان کر اور اختیار نہ مان کر گستاخ ٹھہرا۔

اللہ جزائے خیر عطا فرمائے رضاخانی مسلک کے قاطع اور شرک و بدعت کے ماحی اور سنت و شریعت کے حامی، بطل حریت مولانا عبدالاحد قاسمی صاحب کو کہ انہوں نے مفتی مطیع الرحمن اور اس کے حواریوں کی شکست کا حال ظاہر و باہر کردیا، اب ہر آدمی انکی شکست اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔

اللہ جل مجدہ سے دعا ہے کہ اھل السنہ دیوبند کو دونوں جہان میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار رکھے۔

ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

محمد ابوایوب قادری
جھنگ، پنجاب پاکستان

تقریظ

محقق العصر، مناظر اسلام، فاتح رضاخانیت

حضرت مولانا **ساجد خان نقشبندی** صاحب مدظلہ

کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ:

قارئین کرام! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ **ایما امراء قال لاخیہ یا کافرا فقد باء بہا احدھما** (بخاری) **زاد مسلم ان کان کما قال والا رجعت الیہ** جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلاضرور پڑے گی اگر جیسے کہا وہ فی الحقیقۃ کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر کا حکم اسی قائل پر پلٹ کر آئے گا۔ یہ علمائے اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی کرامت ہے کہ کل تک جو فرقہ ضالہ انہیں کافر کہتے کہتے نہ تھکتا آج انہیں اپنے ایمان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔فرقہ بریلویہ کی للکار کے جواب میں علمائے دیوبند نے ہر وقت ہر سطح پر اپنے اکابر کے دفاع کا حق ادا کیا مگر دوسری طرف فاتح رضاخانیت ابن شیر خدا حضرت مولانا مرتضی حسن چاند پوری رحمہ اللہ سے لیکر مناظر اسلام فاتح رضاخانیت حضرت مولانا عبدالاحد قاسمی صاحب مدظلہ العالی تک جب بھی علمائے دیوبند نے مولوی احمد رضا خان

ودیگر اکابر بریلویہ کے کفر و ایمان پر بات کرنا چاہی تو رضا خانیوں نے ہمیشہ اس موضوع سے پہلوتہی اپنائی جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ خان صاحب کا کفر اس قدر واضح ہے کہ اس پر مناظرہ کرنا گویا اپنے ہی پیر پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔خان صاحب کا کفر و ایمان وہ موضوع ہے کہ جس پر خود خان صاحب گفتگو کیلئے تیار نہ ہوئے تو آج کل کے یہ مناظرین بھلا اس پر گفتگو کیلئے کیسے حامی بھر سکتے ہیں؟۔مولوی مطیع الرحمن رضوی نے علمائے دیوبند کا سامنے کرنے سے گریز کرنے کیلئے جو لایعنی و لچر بہانے پیش کئے یہ کوئی نئے نہیں ان سے پہلے یہ تمام کام ان کے خان صاحب بھی کر چکے ہیں۔جب حضرت چاندپوریؒ نے کسی طرح پیچھا نہ چھوڑا تو آخر یہ بہانہ بنایا کہ تم ہمارے پائے کے نہیں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ،حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ وغیرہما سے اپنی وکالت لکھوا کر لاؤ حضرت چاندپوریؒ نے یہ بھی کر دیا مگر خان صاحب کو نہ آنا تھا نہ آئے۔یہی وطیرہ رضوی صاحب نے بھی اپنایا مگر ظاہر ہے کہ یہ سب فرار کے بہانے تھے رضوی صاحب نے نہ میدان مناظرہ میں آنا تھا نہ آئے۔

میں یہاں رضا خانی مناظرین سے سوال کرنا چاہوں کہ آخر اصول مناظرہ کی کس کتاب میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اول تو پوری دنیا کو کافر بناتے پھرو اور پھر جب کوئی گفتگو کا کہے تو کہو کہ فلاں فلاں سے وکالت نامہ لکھوا کر لاؤ؟۔دوسروں کی علمی و جماعتی حیثیت ناپنے والوں نے کبھی اپنی حیثیت کا بھی اندازہ لگایا ہے؟ بالفرض پوری جماعت دیوبند میں کسی نام نہاد رضا خانی مناظرے کے پائے کا آدمی نہ ہو تب بھی انعقاد مناظرہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے رضا خانی حکیم الامت مولوی منظور اوجھیانوی المعروف مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

’’مناظرہ میں فریقین کا علم میں برابر ہونا ضروری نہیں بڑا عالم معمولی علم والے سے بھی مناظرہ کرے۔(تفسیر نعیمی،ج ۴ ص ۲۱)

رضوی صاحب جب خود آپ کے مذہب میں بڑی شخصیت معمولی حیثیت کے آدمی

سے بھی مناظرہ کرسکتا ہے تو جماعتی حیثیت کا پنکچر لگانا سوائے فرار کے بہانے کے اور کیا ہے؟
رضاخانیوں کا یہ عجیب اصول ہے کہ جب ان سے مناظرہ کی بات کی جاتی ہے تو اپنا مناظر بھی یہ خود طے کرتے ہیں اور ہمارے مسلک کا بھی یعنی چٹ بھی ان کی پٹ بھی ان کی کہ ہماری طرف سے یہ مناظر ہوں گے اور تم اپنی جماعت سے فلاں فلاں کو لے آؤ، جیسا کہ رضوی صاحب نے یہاں کیا کہ رضاخانیوں کی طرف سے کفر کے فتوے لگنے کے باوجود یک جنبش قلم خود کو جماعت رضاخانیہ کا نمائندہ کہہ کر مولانا عبدالاحد قاسمی صاحب سے مطالبہ کر دیا کہ اپنی طرف سے مولانا ارشد مدنی صاحب مدظلہ العالی کو لے آؤ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔ یا تو ہر فریق اپنا اپنا مناظر خود طے کرے یا اگر فریق مخالف کو ہمارا مناظر طے کرنے کا اختیار ہے تو پھر ہمیں بھی یہ اختیار دیا جائے کہ ہم بریلوی مسلک کا مناظر اپنی مرضی سے طے کریں یہی معقول بات مولانا عبدالاحد قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے کی مگر ظاہر ہے کہ مناظرہ کرنا کب تھا یہ سب تو فرار کی شرمناک حرکتیں تھیں۔ یہاں ایک لطیفہ بھی سناتا چلوں ہمارا حیدرآباد میں عبارات اکابر پر مناظرہ طے ہوا جب ہم میدان مناظرہ میں پہنچے تو بریلوی مناظر نے پہلا اعتراض ہم پر یہ کیا کہ دیوبندی اپنے اتنے بڑے بڑے علماء کو لے آئے ہم ان سے مناظرہ نہیں کریں گے یعنی مناظرے سے پہلے فرار کیلئے بہانہ کہ بڑے مناظر لاؤ بڑے مناظر آنے کے بعد بہانہ کے بڑے کیوں لائے چھوٹے لاؤ (یہ مناظرہ نیٹ پر دیکھا جاسکتا ہے) یعنی

غرض دوگونہ عذاب است جان مجنون را
بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلی

مولانا قاسمی صاحب کی مضبوط علمی گرفت کا ایسا رعب رضوی صاحب پر پڑا کہ انہیں مناظرہ سے پہلوتہی کرنے کیلئے جھوٹ بولتے ہوئے بھی شرم نہیں آئی مثلاً رضوی صاحب نے

اپنے خط میں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ''تجانب اہل سنت'' کا انکار کر دیا اور کہا کہ یہ غیر معتبر آدمی کی ہے قاسمی صاحب نے اس کی خوب خبر لی لیکن قارئین کے علم میں اضافہ کیلئے بتا تا چلوں کہ یہ کتاب خود مولوی حشمت علی رضوی کی ہے چنانچہ خود حشمت علی لکھتا ہے:

''ان کے عقائد کفریہ کی اجمالی تفصیل اور ان پر شرعی رد وطرد کی مختصر تکمیل فقیر کی املاء لکھوائی ہوئی کتاب مستطاب مسمی بنام تاریخی **تجانب اهل السنة عن اهل الفتنه** میں ملاحظہ ہو''۔(فتاوی الحشمتیہ ،ص ۲۷۳ مطبوعہ پاکستان)

اور مولوی حشمت علی رضوی کی استنادی حیثیت قاسمی صاحب واضح کر چکے ہیں۔بالفرض ابوطیب دانا پوری ہی کی ہو تب بھی کتاب کی استنادی حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ حشمت علی رضوی کے بھائی محبوب علی رضوی نے جو حشمت علی رضوی کے ''تلامیذہ پسندیدہ زمان'' تلامذہ کے نام لکھے ہیں ان میں ایک نام ''حضرت مولانا مفتی ابوالطاہر محمد طیب صاحب قادری دانا پوری مفتی جاورہ (ایم ،پی) '' بھی ہے۔(سوانح شیر بیشہ سنت،ص ٦٦ ،رضویہ پبلشنگ لاہور)

اسی طرح بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے مطیع الرحمن رضوی نے ''ابلیس کا رقص'' نامی کتاب کا انکار کرتے ہوئے اسے دیوبندیوں کی گھڑی ہوئی کتاب لکھ دیا مولانا قاسمی صاحب نے اس کی بھی خوب خبر لی ہے۔رضاخانیوں نے خود اس کے جواب میں ایک کتاب ''دعوت اسلامی کے خلاف پروپیگنڈہ کا جائزہ'' نامی کتاب شائع کی ہے جس میں اس کتاب کو اپنے ہی لوگوں کی کتاب تسلیم کیا ہے۔اسی طرح قاسمی صاحب نے حوالہ پیش کیا کہ آپ کے مولوی حسن علی رضوی اس کتاب کو اپنے مسلک کی مستند کتاب مانتے ہیں حسن علی رضوی کی حیثیت بھی ذرا ملاحظہ فرمالیجئے:

''ضیغم اہلسنت رئیس التحریر مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی سیدنا محدث اعظم پاکستان

علیہ الرحمۃ کے نامور خلفاء و تلامذہ میں سے ہیں''۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر (آخری قسط)، ص ۳۰۰)

رضوی صاحب! جواب دیں ہم آپ کو جھوٹا مانیں یا آپ کے ضیغم اہلسنت کو؟ جس آدمی کو اپنے گھر کی کتابوں کا علم نہ ہو وہ جماعت کا نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

ملا علی قاریؒ نے اہل بدعت کی ایک نشانی یہ بتلائی کہ یہ ایک دوسرے ہی تکفیر و تردید کرتے رہتے ہیں یہی کچھ آج رضاخانی کر رہے ہیں مولوی احمد رضا خان نے جو تکفیر مشین گن بریلی میں نصب کی تھی اس کا نشانہ آج خود بریلوی مسلک ہے ان کا کوئی مولوی ایسا نہیں ہوگا جو دوسرے کے فتوے سے کافر نہ ہو تفصیل دیکھنی ہو تو مناظر اسلام حضرت مولانا ابو ایوب قادری صاحب مدظلہ العالی کی لاجواب کتاب ''دست و گریبان ۳ جلدوں'' کا مطالعہ کریں۔ اس حقیقت کا اعتراف در پردہ ہر بریلوی کو ہے کہ خان صاحب کے فتووں سے ان کی ذات تو کجا ہم خود محفوظ نہیں تو بھلا میدان میں آکر دفاع کیسے کریں؟ اسی لئے بہتری اسی میں ہے کہ صم بکم عمی بن جائیں۔ اس دعوے کی حقیقت کا اندازہ آپ کو یہ کتاب پڑھنے پر ہوگا کہ جیسے ہی رضوی صاحب نے خان صاحب کے دفاع میں چند سطریں لکھیں خود ہی خان صاحب کے تکفیری فتووں کی زد میں آگئے بطور مشت نمونہ خروار ایک مثال ہم بھی نقل کر دیتے ہیں رضوی صاحب نے اپنے ایک خط میں ''تقویۃ الایمان'' کا حوالہ دیا جب کہ خان صاحب اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

''سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ تقویۃ الایمان کا پڑھنا بعض لوگ برا بتاتے ہیں اور بعض اچھا کہتے ہیں برا بتانے والے حضور کا حوالہ دیتے ہیں ہم مشکوک ہیں جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: یہ ناپاک کتاب سخت ضلالت و بے دینی اور کلمات کفر پر مشتمل ہے اس کا

پڑھنا زنا اور شراب خوری سے بدتر حرام ہے''۔

(فتاوی رضویہ جلد ششم، ص ۱۸۳ مطبوعہ دار العلوم امجدیہ کراچی)

اب جواب دیں رضوی صاحب آپ اس کو پڑھ کر کیا زنا.......!!!اس طرح کے کئی فتوے رضوی صاحب کی خدمت میں پیش کئے جاسکتے ہیں؛ لیکن سر دست اتنا ہی کافی ہے۔ رضوی صاحب کو مناظر اعظم سمجھنے والے رضاخانی اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں کہ کس طرح ان کا یہ مناظر مولانا قاسمی صاحب مدظلہ العالی کے سامنے چاروں شانے چت ہے۔ جبکہ اہل سنت مناظرین کے پاس بھی اس کتاب کا ہونا از حد ضروری ہے کیونکہ اس کتاب میں مولوی احمد رضاخان کے کفر و ایمان پر بات کرنے کیلئے دار العلوم دیوبند کی تائید موجود ہے لہذا رضاخانیوں کا یہ شکوہ بھی آج ختم ہوگیا کہ اس موضوع پر مناظرہ کیلئے کسی بڑے ادارے سے تائید لکھوا کر لاؤ۔ فللہ الحمد

ساجد خان نقشبندی

۲/ دسمبر ۲۰۱۶ء

تقریظ

مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد عمیر صاحب قاسمی مد ظلہ

اندور

Reg. No. 03/27/03/11700/09
Madrasa Khadijatul Kubra
21, Aslam State, Green Park colony, Indore M.P.

Ref. No. Date : ....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد !

حضرت مولانا عبدالاحد صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی کتاب مستطاب موسوم بہ مطیع الرحمان کی داستان فرار پڑھنے کا موقع ملا دل باغ باغ ہوگیا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پڑھتے چلے جاؤں اور کہیں بھی اس کا اختتام نہ ہو۔

حضرت مولانا عبدالاحد صاحب نے بڑی ہی تحقیق سے اور عرق ریزی سے کام لیا ہے اور مطیع الرحمان رضوی کے ہر ایک دعویٰ کو ہباءً منثورا کر دیا اور بڑے ہی اچھوتے انداز میں دلائل قاہرہ سے مطیع الرحمان رضوی پر قہر برسایا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بریلوی رضاخانی علماء اہل سنت، علماء دیوبند پر کیچڑ اچھالتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں اور طرح طرح کے واہیات بکتے ہیں، لیکن جب معاملہ برعکس ہوتا ہے اور بات احمد رضا خاں صاحب کے کفر و ایمان کی ہوتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے رضاخانیوں کو سانپ سونگھ گیا ہو اور کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون کے مصداق ہوجاتے ہیں۔

اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ رب العزت اس تحقیق وتدقیق کے ذریعہ حق وباطل کی تمیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

احقر محمد عمیر قاسمی عفی عنہ
خادم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ، اندور
وکل ہند مجلس تحفظ سنت وانجمن تحفظ سنت، اندور

تقریظ

فاتح رضاخانیت مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب مدظلہ

کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناظرِ اسلام فاتح رضاخانیت
حضرت مولانا مفتی
نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ
مدیر اعلیٰ: ادارہ نور سنت پاکستان
امیر: انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان
مدیر: جامعۃ المرتضیٰ مہران سٹی
ناظم: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ادارہ نور سنت پاکستان
Idara Noor-e-Sunnat Pakistan

Mufti
Najeebullah Umar
Email: mnajeebullahumar@gmail.com
Mob: +92-300-5860955
www.facebook.com/muftinajeebullah.umar

تاریخ: 10/2/2017
حوالہ: ____________

باسمہ تعالیٰ

محترم المقام مناظراھلسنت حضرت
مولاناعبدالاحدقاسمی صاحب مدظلہ
السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ
کچھ عرصہ قبل آپکی جانب سے جب مجھے یہ
اطلاع موصول ھوئی کہ آپ ھندستان کی دھرتی
پردفاع اھلسنت کی خدمت سرانجام دے رھے
ھیں تومجھے انتھائی مسرت ھوئی۔
آپنے رضاخانیت پرخصوصی کام کا آغازفرمایا۔اور
رضاخانیت کے سرغنہ""مفتی مطیع الرحمن
رضوی"" کو جھنجوڑااور اس سے خط وکتابت کا
سلسلہ شروع کیاتوھماری خوشی میں اوراضافہ
ھوگیا۔زیرنظرکتاب""مفتی مطیع الرحمن رضوی
کی داستان فرار"" اسی خط وکتابت کامجموعہ
ھے۔اوراسم بامسمی ھے۔میں نے اس کتاب کوکئی
مقامات سے پڑھا۔
ماشاءاللہ دلی تسکین حاصل ھوئی۔اللہ تعالی
آپکی کاوشوں کوقبول فرمائے آمین

محتاج دعا
نجیب اللہ عمر

تقدیم

امام المناظرین، حجۃ الباحثین، فاتح رضاخانیت، شیر اسلام

حضرت مولانا سید طاہر حسین گیاوی صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا اَمَّا بَعْدُ!

مولانا عبدالاحد قاسمی کی کتاب ”داستان فرار“ پڑھنے کے بعد مفتی مطیع الرحمن رضوی صاحب کی طبیعت اوران کے دلچسپ فرار کا اندازہ ہوا، کہ مولانا عبدالاحد قاسمی کی تحریر اوران کے انداز استدلال سے گھبرا کر مفتی مطیع الرحمن رضوی نے حق بات کی قے کردی ہے (یعنی یہ کہا کہ میں مولانا قاسمی سے مناظرہ نہیں کرسکتا)، داستان فرار کے حرف حرف کا حق ہونا بالکل واضح ہے، مفتی مطیع الرحمن رضوی صاحب آغاز تحریر سے یہ تأثر دینا چاہتے تھے کہ وہ بہت بڑے مناظر اور عالم ہیں؛ لیکن انجام وہی نکلا جس کی امید کی جارہی تھی۔

جب کوئی شخص فرضی صلاحیتوں اور باطل قوتوں کی بنیاد پر بڑا بننے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا انجام کار وہی نکلتا ہے جو منطقی طور پر مفتی مطیع الرحمن صاحب کا نکلا، مولانا عبدالاحد قاسمی

نے مفتی مطیع الرحمن صاحب کی ناکامیوں اور الجھی طبیعت کے دلچسپ پہلوؤں کو" داستان فرار " کی شکل میں قارئین کرام کے سامنے کر دیا ہے، جس کا حرف حرف مولانا عبدالاحد قاسمی کی صداقت کی گواہی دینے کیلئے کافی ہے۔

دلائل اور حقائق کی دنیا میں مفتی مطیع الرحمن صاحب میں ذرا بھی غیرت ہوتی تو اپنی مکاریوں اور ناکامیوں کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے ، اور یہ حقیقت انہیں تسلیم کرنی چاہئے کہ فریب کاری کے پردے میں انہوں نے خود کو چھپانے کی جو کوشش کی ہے اس میں وہ بری طرح ناکام ثابت ہوئے اور مولانا عبدالاحد قاسمی کے سامنے فرار کے سوا ان کیلئے دوسرا کوئی راستہ نہیں بچا۔

جہاں تک خان صاحب کی تکفیر کا مسئلہ ہے وہ بالکل واضح ہے ،مولانا مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے خان صاحب کی زندگی میں ہی ببانگ دہل یہ اعلان کر دیا تھا کہ جس طرح انہوں نے دوسروں کی تکفیر کی ہے اسی طرح وہ خود بھی کافر ہیں اور اس کے ثبوت کیلئے ان کے عقائد اور ان کی تحریرات شاہد عدل ہیں ،کوئی بھی منصف مزاج آدمی ان کی تحریروں کو دیکھ کر اور ان کے عقائد کو پڑھ کر بلا کسی ہچکچاہٹ کے ان کو کافر کہہ سکتا ہے۔

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جس فتوے کو انہوں نے گواہ بنا کر تکفیر کی ہے آج تک عرب وعجم میں کہیں بھی اس فتوے کو یا اس کی باضابطہ صحیح نقل کو پیش نہیں کیا جا سکا، اور شوق تکفیر دیکھئے کہ تکفیر کی کوئی بھی بنیاد نہ ہونے کے باوجود بریلوی علماء اپنے خان صاحب کی اس فریب کاری پر برابر ان کی حمایت میں اپنے تکفیری مشغلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں، جب کہ سب کو معلوم ہے کہ یہ جعلی فتوی خاص بریلی میں گھڑا گیا ہے۔

آج مفتی مطیع الرحمن صاحب نے بھی اسی طرح کے جعلی فتووں اور تحریروں پر اپنے مسلک کی بنیاد قائم ہونے کے باوجود اہل حق سے الجھ کر گویا خود ہی اپنے فرار کی تاریخ رقم کی

ہے جو بنام ”داستان فرار“ کتابی شکل میں قارئین کے سامنے ہے، جس کا حرف حرف ان کے فرار کا گواہ ہے۔

دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہم سب کو اور پوری امت کو ہدایت نصیب فرمائے (آمین)

سید طاہر حسین گیاوی

۶ / ربیع الاخریٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۶ / جنوری ۲۰۱۷ء
بروز جمعرات

نوٹ:۔ناچیز نے اپنی اس کتاب پر حضرت والا سے مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی تھی؛ لیکن اسی دوران حضرت پر شدید بیماری کا حملہ ہوا اس لئے حضرت والا تفصیلی مقدمہ نہیں لکھ سکے؛ لیکن پھر بھی ذرہ نوازی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ناچیز کی حوصلہ افزائی کیلئے حضرت والا نے یہ تحریر شدید علالت ونقاہت کے درمیان ہی اپنے محترم صاحبزادے مولانا عبدالناصر صاحب کو املا کرائی ہے، ابھی الحمدللہ حضرت کی طبیعت روبصحت ہے، سبھی حضرات سے حضرت والا کی صحتیابی کیلئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً امابعد:

علمائے دیوبند سے بریلویوں کے اختلاف کی قسمیں

اہلسنت والجماعت علماء دیوبند سے بریلویوں نے جو اختلاف کیا ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱)عقائد کا اختلاف

(۲)اعمال (بدعات ورسومات) کا اختلاف

(۳)عبارات کا اختلاف۔

عقائد کا اختلاف

یہ بدیہی امر ہے کہ تمام اختلافات میں سب سے اہم اور بنیادی اختلاف عقائد کا اختلاف ہوتا ہے، اسی لئے علماء اہلسنت دیوبند کے نزدیک بریلویوں کی گمراہی کی سب سے اہم اور بنیادی وجہ ان کے عقائد کا فساد ہے، بریلویوں نے جن عقائد خمسہ (علم غیب، حاضروناظر، نوروبشر، مختارکل اور نداءلغیر اللہ) کو اپنا شعار بنایا ہوا ہے اہلسنت کے نزدیک یہ مذکورہ پانچوں عقیدے نہایت خطرناک اور کفریہ ہیں۔

چنانچہ مدرسۂ دیوبند کے سرپرست اول، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

"حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا، نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے"۔(فتاوی رشیدیہ ص ۱۰۴)

بانیٔ دارالعلوم دیوبند، حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر نہ سمجھنا چاہیے ورنہ اسلام کیا ہوگا کفر ہوگا"۔(فیوض قاسمیہ ص ۴۸)

حکیم الامت، مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

"یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ظاہراً بشر تھے حقیقتاً بشر نہ تھے کفر ہے، اور آپ کو ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر ماننا شرک ہے (ملخصاً)"۔(فتاوی امدادیہ ج ۵ ص ۲۳۴)

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

"جیسے علم بالذات خداوند جل وعلا کی صفت ہے اسی طرح علم محیط بھی خداوند علام الغیوب جل وعلا کی صفت خاص ہے ان اللہ بکل شئی محیط صفت خاصہ الٰہیہ کا کسی دوسرے میں اعتقاد کرنا اسی کا نام شرک ہے، پس جو شخص یہ اعتقاد کرتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعطاء الٰہی ہر جگہ حاضر وناظر ہیں تو گو یہ علم ذاتی کا تو اعتقاد نہیں ہے لیکن علم محیط کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اعتقاد ہے، اور یہ ایسا ہی شرک ہے جیسا کہ علم ذاتی کا اعتقاد کرنا شرک ہے الخ"۔(فتاویٰ خلیلیہ ج ۱ ص ۳۳۸)

خلاصہ یہ کہ مذکورہ عقائد کا کفر وشرک ہونا اکابر علماء دیوبند نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ متقدمین علماء کی طرح علماء دیوبند کے اکابر واصاغر کے

مطبوعہ فتاوی میں شاید ہی کوئی مجموعہ ہو جس میں بریلویوں کے ان مذکورہ عقائد کو کفریہ قرار نہ دیا گیا ہو۔

دراصل یہ عقائد یا تو شیعہ نے اپنے اماموں کے متعلق گھڑے یا بریلویوں نے انبیاء واولیاء کے متعلق گھڑے، یہ عقائد سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں، ان عقائد کو تسلیم کرنے کی صورت میں قرآن وسنت کے نصوص قطعیہ کا صریح انکار لازم آتا ہے جو بالیقین کفر ہے۔

اس لئے ہمارے نزدیک بریلویوں سے اختلاف کی سب سے اہم اور بنیادی وجہ یہ مذکورہ عقائد ہیں، اس لئے: الاھم فالاھم: اصول کے تحت بریلویوں سے جب بھی مناظرہ ہو تو سب سے پہلے عقائد پر ہو کیونکہ ہمارے نزدیک ان کی سب سے بڑی گمراہی یہی عقائد ہیں۔

لطیفہ

بریلوی حضرات ان عقائد کو اپنے مسلمہ قطعی عقائد میں شمار کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی اختلاف کی جڑ اور بنیاد ان عقائد کو نہیں بلکہ عبارات کو قرار دیتے ہیں اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک ان کے ان قطعی اور مسلمہ عقائد کا انکار کرنے والا کافر تو در کنار فاسق بھی نہیں بلکہ اہلسنت میں سے ہے، چنانچہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں:

"یہ خاص مسئلہ (علم غیب) جس طرح ہمارے علماء اہلسنت میں دائر ہے مسائل خلافیہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مثل ہے کہ اصلاً محل لوم نہیں، ہاں ہمارا مختار قول اخیر ہے الخ"۔ (فتاوی

رضویہ ج ۲۹ ص ۸۷ ۴)

گویا خان صاحب کے نزدیک منکر علم غیب پر لعن وملامت جائز نہیں ؛ کیونکہ اس کے انکار سے منکر اہلسنت سے خارج نہیں ہوگا بلکہ اشاعرہ وماتریدیہ کے اختلاف کی طرح منکر ومقر دونوں فریق حق بجانب ہیں ۔ مشہور بریلوی عالم محمود احمد رضوی صاحب خان صاحب کے اسی قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"جس تفصیل سے ہم حضور سید عالم ﷺ کیلئے علم غیب ثابت کرتے ہیں یہ ہمارا قول مختار ہے، اور نہ ضروریات دین سے ہے اور نہ ضروریات مذہب سے ؛ بلکہ باب فضائل سے ہے ، اور جو لوگ حضور ﷺ سے بغض وعناد کی بنیاد پر اس تفصیل سے حضور کیلئے **علم ماکان ومایکون** کا اثبات نہیں کرتے ہم ان کو کافر و گمراہ تو درکنار فاسق بھی نہیں کہتے" (بصیرت ج ۱ ص ۲۶۷)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بریلویوں کا یہ عقیدہ علم غیب اتنا بے حیثیت ہے کہ اگر کوئی شخص تحقیق یا غلط فہمی نہیں بلکہ بغض وعناد کی بنا پر بھی اس عقیدہ کو تسلیم نہ کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہی حال دوسرے عقائد کا ہے، چنانچہ بریلویوں کے مستند عالم عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں۔

عوام کو مغالطہ دینے کیلئے ایصال ثواب ،عرس ، گیارھویں شریف ،نذر ونیاز ،میلاد شریف، استمداد ، علم غیب ،حاضر وناظر ،اور نور وبشر وغیرہ مسائل پر دھواں دھار تقریریں کرکے یہ یقین دلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اختلاف انہیں مسائل میں ہے، حالانکہ اصل اختلاف ان مسائل میں نہیں ہے، بلکہ بنائے اختلاف وہ عبارات ہیں جن میں بارگاہ رسالت علی صاحبہ الصلوۃ والسلام میں کھلم کھلا گستاخی اور توہین کی گئی ہے۔ (مقدمہ حسام الحرمین ص ۴)

بریلویوں کے رئیس القلم ارشد القادری صاحب نے "پہلی بنیاد" کا عنوان قائم کر کے علماء دیوبند کے اکابر اربعہؒ کی عبارتیں نقل کی اور اس کے بعد لکھا :

"دیوبندی علماء کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ پہلی بنیاد ہے الخ"۔ (مقدمہ الصوارم الہندیہ ص ۹)

دراصل بریلویوں نے جملہ اہلسنت کے برخلاف یہ عقائد گھڑ تو لئے لیکن انہیں اندازہ ہے کہ ان کے ثبوت میں قرآن وسنت کے دلائل تو دور متقدمین بلکہ متأخرین مسلمہ علماء بھی ان کا ساتھ دینے کو تیار نہیں، اور ان عقائد پر مناظرے کی صورت میں انہیں اپنا انجام صاف نظر آتا ہے، اس لئے دھوکہ دینے کیلئے یہ شوشہ چھوڑ دیا کہ ہمارا اصل اختلاف ان عقائد میں نہیں؛ بلکہ عبارات میں ہے۔

ہم بریلویوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا عقائد کا اختلاف اصل نہیں ہوتا؟ اور کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے بنیادی عقائد پر گفتگو کیلئے تیار نہیں ہوتے؟

جبکہ ہمارے نزدیک عقائد کا اختلاف ہی اصل ہے اور اعمال وعبارات اس کے بعد ہیں اس لئے ہم صاف کہتے ہیں کہ بریلویوں سے گفتگو کے وقت سب سے پہلے ان کے عقائد کو زیر بحث لایا جائے، اس کے بعد دوسری چیزوں کو، کیونکہ یہ الٹا اصول بریلویوں کا ہوسکتا ہے کہ عقائد کا اختلاف اصل نہیں، ہمارا یہ اصول نہیں، ہمارے نزدیک تو ان کی سب سے بڑی گمراہی یہی عقائد ہیں۔

(۲) اعمال کا اختلاف

دوسرا نمبر ہے اعمال کے اختلاف کا جسے سنت وبدعت کا اختلاف بھی کہتے ہیں، وہ تمام

اعمال جو بریلویوں نے جملہ اہلسنت کے برخلاف اپنی عبادات میں اضافہ کر لئے ہیں، مثلاً۔ اذان سے قبل درود وسلام کا اضافہ، ایصال ثواب کے نام پر تیجہ چالیسویں وغیرہ کا اضافہ، دفن کے بعد قبر پر اذان کا اضافہ، مختلف رسومات کے ساتھ محفل میلاد کا انعقاد، وغیرہ۔ یہ تمام اعمال بدعات کی قبیل سے ہیں، اوران کا مرتکب کافر تو نہیں ہوگا لیکن فاسق اور اہل سنت والجماعت سے خارج ضرور ہے، ہمارے نزدیک یہ بدعات بریلویوں کی گمراہی کی دوسری بنیاد ہیں، اس لئے بریلویوں سے گفتگو میں دوسرے نمبر پر یہ اعمال زیر بحث آنے چاہیئے۔

لیکن بریلویوں کے نزدیک سنت وبدعت کا یہ اختلاف محض مستحب وغیر مستحب کا اختلاف ہے اوران کی بنیاد پر کسی کو فاسق کہنا یا لعن طعن کرنا جائز نہیں، چنانچہ چھتیس (۳۶) بریلوی مفتیوں کی مصدقہ کتاب "معرفت" میں مستحبات کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

"اذان سے پہلے درود، نماز کے بعد کلمہ، مرنے پر قل اور چہلم، معراج شریف اور شب برأت میں عبادت، میلاد منانا، جمعہ کی نماز کے بعد کھڑے ہوکر سلام پڑھنا، نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سن کر انگوٹھے چومنا، یہ اعمال نہ کرو مگران کو بدعت نہ کہو بدعت کہنا گناہ ہے، مستحب اعمال ہیں کرو تو ثواب نہ کرو تو گناہ نہیں"۔ (معرفت ص ۶۷)

اگرچہ دلائل نہ ہونے کی وجہ سے مناظرے کے وقت بریلوی علماء ہوشیاری دکھاتے ہوئے محض جان چھڑانے کیلئے ان اعمال کو مستحب کہہ جاتے ہیں؛ لیکن اپنی عوام میں گلے پھاڑ پھاڑ کر جب تقریریں کرتے ہیں تو ان اعمال کی وجہ سے علماء دیوبند کی تکفیر سے بھی گریز نہیں کرتے؛ لیکن مناظرے کے میدان میں بریلویوں کے نزدیک سنت وبدعت کا یہ اختلاف محض فروعی ہو جاتا ہے اوران کی بنیاد پر کسی کو اہل سنت سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) عبارات کا اختلاف

تیسرے نمبر پر عبارات کا اختلاف ہے ،جس طرح بریلویوں کو اہل سنت کی بعض عبارات پر اعتراض ہے اسی طرح اہلسنت کو بھی بریلوی علماء کی بہت سی عبارتوں پر اعتراض ہے ،اور یہ اعتراضات مختلف نوعیت کے ہیں ،بعض عبارات میں تو صرف تعبیر کی غلطی کا اختلاف ہے جبکہ بعض نہایت شدید ہیں اور توہین الوہیت ورسالت پر مبنی ہیں ؛لیکن چونکہ اکثر عبارات میں کچھ نہ کچھ تاویل (خواہ تاویل بعید ہی کیوں نہ ہو) کا امکان ہے اس لئے ان کی بنیاد پر احتیاطاً تکفیر نہیں کی جاتی ۔

جبکہ بریلویوں کے نزدیک اصل اختلاف یہی عبارات کا اختلاف ہے اور عبارات میں بھی بطور خاص اکابر اربعہ (حضرت نانوتوی ،حضرت گنگوہی ،حضرت سہارنپوری ،حضرت تھانوی رحمہم اللہ) کی وہ عبارات ہیں جو احمد رضا نے حسام الحرمین میں نقل کی ہیں ،اسی لئے یہ حضرات ہمیشہ سب سے پہلے مناظروں میں انہیں عبارات کو زیر بحث لانے کی کوشش کرتے ہیں ،انہیں عبارات کی بنیاد پر اہلسنت کی تکفیر کرتے ہیں ،اور ان میں صاحب عبارات کی کوئی بھی تاویل وتوجیہ سننے کیلئے قطعاً تیار نہیں ہوتے ۔

جبکہ خود ان عبارات کے مفہوم کو کفریہ بنانے کیلئے قطع وبرید کرنے کو بھی جائز ؛ بلکہ ضروری سمجھتے ہیں ،علماء اہلسنت تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ ہزاروں مرتبہ ان عبارات میں بریلویوں کے سمجھے ہوئے مطلب سے برأت وتحاشی کا اظہار کر کے ایسے مفہوم کو خود بھی کفر قرار دے چکے ہیں ،لیکن بریلوی حضرات ہیں کہ برابر اپنے اعلیٰ حضرت کی اتباع میں اس بات پر مصر ہیں کہ ان عبارتوں کا جو مفہوم صاحب عبارات بیان کر رہے ہیں وہ مراد نہیں ہے بلکہ انہوں نے جو سمجھا وہی متعین ہے ،جبکہ متفقہ اصول ہے کہ کسی بھی عبارت کی تشریح کا سب سے پہلا حق مصنف کو ہوتا ہے اور خود احمد رضا خان نے بھی اسے تسلیم کیا ہے چنانچہ ایک جگہ

حضرت تھانویؒ کو خطاب کر کے لکھتے ہیں ۔آپ کے لفظوں کا دوسرا کیوں شارح بنے ع:
تصنیف را مصنف نکو کند بیاں (مکتوبات رضا ص ۱۲۹) اسی طرح ایک جگہ لکھتے ہیں ۔کتب فتاوی میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں (تمہید ایمان ص ۴۱) لیجئے! سارا معاملہ ہی ختم، قائلین نے پہلوئے کفر بالکل مراد نہیں لیا؛ بلکہ سرعام اس سے تبری اور تحاشی ظاہر کی ہے، اس لئے اصولی طور پر ان عبارات کی وجہ سے کفر کا الزام سراسر بے بنیاد اور ضد وعناد پر مبنی ہے۔

ہم ایک بار پھر عرض کرتے چلیں کہ ہمارے نزدیک بنیادی اختلاف عقائد ہیں عبارات نہیں اس لئے پہلے عقائد کو زیر بحث لایا جائے؛ لیکن اگر بریلوی حضرات عقائد پر گفتگو کو تیار نہیں ہوتے (اور امید بھی یہی ہے) تو پھر آیئے: چشم ماروشن دل ماشاد: بسم للد کیجئے عبارات پر ہی گفتگو کر لیتے ہیں؛ لیکن گفتگو اصولی انداز میں ہوگی، اور اصول قرآن نے بیان کر دیا ہے یایھا الذین اٰمنوا ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا۔ الایۃ (حجرات) ترجمہ:"اے ایمان والو جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لیکر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو" اسی آیت سے استنباط کرتے ہوئے محدثین نے یہ اصول بنایا کہ روایت سے پہلے راوی کی تحقیق ضروری ہے، اگر راوی ثقہ، عادل اور ضابط ہوا تو اسکی روایت پر توجہ کیجا ئیگی، اور اگر راوی کذاب، وضاع ودجال ہو تو اس کی روایت کے ساتھ وہی معاملہ کیا ہے جو اقبال مرحوم نے فرمایا ہے کہ

نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے　　　اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

چونکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ اکابر علماء دیوبند پر سب سے پہلے "حسام الحرمین" کے نام سے حرمین کے علماء سے کفریہ فتوی لکھوا کر لانے والا احمد رضا ہے اور پھر اسی حسام الحرمین کی بنیاد پر دیگر بریلوی بھی تکفیر کرنے لگے، اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اس فتوے کے راوی

احمد رضا خاں کی تحقیق کر لی جائے کہ یہ معتبر بھی ہے یا نہیں؟ اگر یہ راوی معتبر اور ثقہ نکلا تو پھر اس کے فتوے حسام الحرمین پر بھی گفتگو کر لی جائیگی، اور اگر یہ راوی ہی کذاب ودجال نکلا تو ظاہر ہے پھر اس کے فتوے پر بحث کرنا ہی لاحاصل ہوگا۔

اور بہتر ہے کہ ہم یہ بحث خود بریلویوں کے پسندیدہ اصول کی روشنی میں کریں، چنانچہ بریلوی حکیم الامت احمد یار نعیمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ہجرت سے پہلے کفار قریش نے یہود عرب کی جماعت کو جن میں مالک ابن صیف بھی تھا حضور انور سے مناظرہ کرنے کیلیئے بلایا، مالک بن صیف یہود کا بہت بڑا عالم تھا، کفار قریش کا مقصد تھا کہ لوگوں کے سامنے حضور انور کی بے علمی یا علمائے یہود کے مقابلہ میں حضور کی بے بسی لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ حضور پر ایمان نہ لائیں، جب مالک بن صیف مناظرہ کیلیئے حضور انور کے سامنے حاضر ہوا تو حضور انور نے اس سے پوچھا کہ اے مالک بن صیف کیا تو توریت جانتا ہے؟ وہ بولا اس وقت عرب میں مجھ سے بڑا عالم توریت کوئی نہیں، فرمایا تجھے قسم ہے اس رب کی جس نے موسی علیہ السلام پر توریت اتاری کیا توریت میں یہ آیت ہے کہ ان اللہ یبغض الحبر الثمین اللہ تعالی موٹے پادری کو ناپسند فرماتا ہے، وہ بولا کہ ہاں، فرمایا کہ تو بہت پلا ہوا موٹا عالم ہے، بحکم توریت تو مردود بارگاہ الٰہی ہے کہ تو اپنی قوم سے رشوتیں لیکر حرام خوری کر کے خوب موٹا ہوا ہے (مالک بن صیف بہت موٹا تازہ تھا) تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا پہلے بحکم توریت اپنا ایمان ثابت کر، اس فرمان عالی پر مالک گھبرا گیا"۔ (تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۵۶۲، مواعظ نعیمیہ ص ۷۵)

راوی کی تحقیق کا یہ طریقہ سنت سے ثابت ہے اور بریلویوں کا بھی پسندیدہ ہے، اس لئے ہم بریلویوں سے کہتے ہیں کہ سنت سے ثابت اس طریقہ پر عمل کرتے ہوئے پہلے اپنے اعلی حضرت اور کفریہ فتوے کے راوی کو اپنے ہی اصول اور فتاوی جات کی روشنی میں معتبر

ثابت کردو،اور معتبر ہونے کیلئے سب سے پہلی شرط اسلام ہے،اس لئے سب سے پہلے احمد رضا کے کفر واسلام پر گفتگو ہوگی ،اگر اسلام ثابت ہو گیا تو پھر ثقاہت وصداقت کا نمبر آئیگا، اور اگر اسلام ہی ثابت نہ ہوسکا ۔اور قیامت تک ہو بھی نہیں سکے گا۔تو پھر جس کے خود کے پاس ایمان واسلام نہ ہو وہ دوسروں کے کفر واسلام پر بحث کا مجاز کیونکر ہوگا۔

اس اصولی انداز میں اگر بحث ہوتو یقینا نتیجہ خیز ہوگی ؛لیکن چونکہ بریلویت نام ہی اصولوں سے بغاوت کا ہے اس لئے بریلوی زہر کا پیالہ پی جائیگا؛لیکن اصولی گفتگو کیلئے کبھی تیار نہ ہوگا۔

ہم نے تو تجربہ کرلیا آئندہ آنے والی نسلیں بھی تجربہ کرلیں ،نتیجہ وہی ہوگا جو اس وقت مفتی مطیع الرحمن کے فرار کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

جس وقت یہ موضوع طے کیا گیا اسی وقت ماہرین نے پیش گوئی کردی تھی کہ مفتی مطیع الرحمن صاحب مناظر اعظم کا منصب رکھتے ہیں،اور بڑے تجربہ کار وخزاں دیدہ مناظر ہیں اس لئے وہ کبھی اس موضوع پر مناظرہ کی حماقت نہیں کریں گے۔

میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے ان تمام اکابرین،اساتذہ اور محبین ومخلصین کا جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں ،دعاؤں اور تجربات سے ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی ،جن میں سرفہرست میرے مخلص ومشفق بزرگ حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی حفظہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند،استاد محترم حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی حفظہ اللہ،رئیس المناظرین حضرت مولانا سید طاہر حسین گیاوی حفظہ اللہ،حضرت مولانا اسرائیل قاسمی حفظہ اللہ ،اکابرین سردار شہر بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا اسدالدین خاں صاحب حفظہ اللہ جنہوں نے غایت شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے بغیر کسی مطالبہ کے ازخود ہی کتاب کی طباعت کے اخراجات برداشت فرمائے ، نیز حضرت مولانا عبدالجبار صاحب حفظہ اللہ چورو،حضرت مولانا مبارک

قاسمی صاحب حفظہ اللہ کاندھلہ حضرت مولانا ابوایوب قادری صاحب حفظہ اللہ، حضرت مولانا نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ مولانا ساجد خان صاحب حفظہ اللہ وغیرہ ہیں۔

نیز ان حضرات کا بھی جو اس مناظرے کے محرک بنے جن میں سرفہرست مولانا ذاکر صاحب، مولانا کمال الدین صاحب اور اندور کے احباب ہیں۔

اور بطور خاص عزیز مکرم مولانا زین العابدین قاسمی بہرائچی کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح و ترتیب میں بڑی محنت اور خلوص کا مظاہرہ فرمایا۔

اللہ ان تمام ہی حضرات کو اپنی شایان شان اجر عطا فرمائے اور ان کے سایۂ عاطفت کو قائم و دائم رکھے۔

آخر میں تمام ہی قارئین سے التجاء ہے کہ ناچیز کیلئے دعاء فرمائیں اور کوئی غلطی سامنے آئے تو مطلع فرمائیں۔

اللہ اس کتاب کو قبول فرما کر ذریعۂ ہدایت بنائے اور ناچیز کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی سہارنپوری

تمہید مناظرۂ ہٰذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ واصحابہ الطیبین الطاھرین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ امابعد:

شہر اندور کے بعض احباب نے احقر کو فون کے ذریعہ خبر دی کہ بریلویوں سے ”احمد رضا خان صاحب“ کے کفرواسلام کے موضوع پر مناظرہ طے ہوا ہے اور بریلویوں نے اپنے اعلیحضرت کے ایمان کو ثابت کرنے کا چیلنج قبول کرکے اپنی جانب سے مفتی مطیع الرحمن رضوی کو مناظر نامزد کردیا ہے جبکہ اہلسنت والجماعت دیوبند کی جانب سے بطور مناظر ناچیز ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی کا نام بریلویوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے، نیز دونوں فریق کی جانب سے اپنے اپنے مناظر سے رابطے ودیگر اہم ذمہ داریوں کیلئے دو افراد کو بطور وکیل نامزد کیا گیا ہے، اہلسنت والجماعت کی جانب سے مولوی کمال الدین انصاری اور بریلویوں کی جانب سے مولوی عبدالامین قادری برکاتی۔

مقام مناظرہ کے متعلق دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ دوشہروں (بھوپال واندور) کا نام سامنے آیا تو فریقین کے وکیلوں نے باہم رضامندی سے اندور کا انتخاب کیا ہے، اور بقیہ تاریخ، شرائط ودیگر لازمی وضروری امور کو دونوں مناظرین کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ

دونوں حضرات آپسی رضامندی کے ذریعہ جب اور جہاں چاہیں آپس میں بیٹھ کر بقیہ تمام امور طے کرلیں۔

احقر نے ان واقعات کی تصدیق کیلئے اندور وغیرہ کے متعدد قابل وثوق افراد سے رابطہ کیا تو سب نے اس بات کی تصدیق کی نیز بریلویوں کی طرف سے آمادگی کے ثبوت کےطور پر ان کے وکیل امین برکاتی کا ایک چھوٹا سا آڈیو کلپ بھی سنایا جس میں برکاتی صاحب اپنے لوگوں کے درمیان نہایت ہی جوش وجذبے کے ساتھ اعلان کررہے تھے کہ۔ عبدالاحد دیوبندی ومناظر اعظم مفتی مطیع الرحمن کے درمیان ایک تاریخی مناظرہ ہونے والا ہے جس میں حق وباطل کا فیصلہ ہوگا سب حضرات اس میں شرکت کریں اور وہابیوں دیوبندیوں کی شکست فاش کو دیکھیں وغیرہ۔

اس پوری صورتحال سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد احقر نے اپنے اکابرین ورفقاء بالخصوص استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی صاحب دارالعلوم دیوبند ومحترم بزرگ قاطع رضاخانیت حضرت مولانا محمد اسرائیل قاسمی صاحب زید مجدہ مرقاۃ العلوم مئو وسلطان المناظرین فاتح رضاخانیت شیر اسلام حضرت مولانا سید طاہر حسین صاحب مدظلہ سے فون کے ذریعہ تمام صورتحال پیش کرکے حکم دریافت کیا ان تمام حضرات نے ذرہ نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت شفقت ومحبت اور دعاؤں کے ساتھ نیز ہر طرح سے مکمل تعاون وحمایت کی یقین دہانیوں کے ساتھ اس عاجز کو مناظرے کا حکم فرمایا، اللہ رب العزت میرے ان تمام اکابرین ومشائخ کے سائے کو سلامت باکرامت تادیر قائم ودائم رکھے، انہیں حضرات کی نسبت وبرکت سے یہ عاجز اس طرح کے مسلکی ترجمانی والے کاموں کی ہمت کرپاتا ہے ورنہ اپنی حالت تو یہ ہے کہ من آنم کہ من دانم ؏

اپنے اکابرین ورفقاء سے مشورے کے بعد جب ہم نے اپنے وکیل کی معرفت

بریلویوں کو کاروائی آگے بڑھانے کیلئے کہا تو بریلویوں کی طرف سے وکالت کی ذمہ داری سنبھالنے والے عبدالامین برکاتی کی طرف سے مسلسل اصرار ہونے لگا کہ پہلے آپ کا مناظر اپنا دعویٰ مفتی مطیع الرحمن کے نام لکھ کر بھیجے تاکہ معلوم ہوجائے کہ آپ کا مناظر مفتی مطیع الرحمن سے گفتگو کیلئے تیار ہے ورنہ تو ہم یہی سمجھتے ہیں کہ ہمارے مناظر کا نام سننے کے بعد کوئی بھی دیوبندی مناظر؛ مناظرے کیلئے بالکل آمادہ نہیں ہوسکتا۔

جب بریلوی وکیل کی طرف سے جھوٹی تعلیوں وخوش گپیوں کے ساتھ مسلسل اصرار ہوا تو ہم نے بھی اپنے ساتھیوں کے مشورے سے اپنا دعویٰ نہایت واضح الفاظ میں لکھ کر بریلوی وکیل کے حوالے کر دیا، تاکہ اولاً وہ اپنی اس خوش فہمی سے باہر نکلیں کہ کوئی دیوبندی مناظر مطیع الرحمن سے بات کرنے کی جرات نہیں کرسکتا اور ثانیاً اپنے مناظر سے جواب دعویٰ لکھنے کا مطالبہ کر کے انکی حالت مذبوحی کا معائنہ بھی کرلیں۔

بھلا ایسے شخص سے کوئی اہل حق مناظر کیونکر ڈرے گا جسے صرف ایک بار نہیں متعدد مرتبہ علماء اہل سنت والجماعت کے مناظرین خصوصاً شیر اسلام حضرت مولانا سید طاہر حسین دامت برکاتہم کے سامنے گھٹنوں کے بل تڑپتے ہوئے اور ذلت وخواری کی تصویر بنے ہوئے زمانہ دیکھ چکا ہو۔ ویسے بریلوی علماء وعوام (سوائے مناظرین کے) اس طرح کی جھوٹی خوش فہمیوں میں جینے کے عادی ہوچکے ہیں۔ سچ ہے کہ

ع دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

حضرت مولانا سید طاہر حسین صاحب مدظلہ کے سامنے اسکی کیا حالت تھی یہ جاننے کیلئے آج بھی مفتی مطیع الرحمن کے اہل علاقہ شام پور واطراف سے رابطہ کیا جاسکتا ہے جو مناظرے کے عینی شاہدین ہیں اور مناظرے سے پہلے کٹر قسم کے بریلوی ومفتی صاحب کے غالی معتقد ہوا کرتے تھے؛ لیکن آج بفضلہٖ تعالیٰ مسلک اہلسنت والجماعت دیوبند کے پرزور داعی ومبلغ

بنے ہوئے ہیں۔فالحمدللہ علی ذلك

این سعادت بزور بازو نیست ☆ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اب ذیل میں ہمارے دعوے کی تحریر ملاحظہ فرمائیں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مندرجہ ذیل تحریر اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کی جانب سے بوساطت مولوی عبدالامین قادری برکاتی بریلوی مفتی مطیع الرحمٰن کی خدمت میں ارسال ہے!

دعویٰ اہلسنت والجماعت علماءدیوبند

مولوی احمد رضاخاں بریلوی خود اپنی اور اپنے ہم مسلک بریلوی علماء کی عبارات، اصول، اور فتاویٰ جات کی روشنی میں مسلمان نہیں ہے۔

ہم تمام بریلوی علماء کو بالعموم اور مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کو بالخصوص دعوت دیتے ہیں کہ میدان مناظرہ میں احمد رضا خان کو اپنے اصولوں کی روشنی میں مسلمان ثابت کریں۔دیدہ باید۔

فقط

راقم الحروف

ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی

خطیب مرکزی مسجد، سجان گڈھ وناظم اعلیٰ تحفظ سنت راجستھان

۱۴/رجب المرجب ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۲/اپریل ۲۰۱۷ء بروز جمعہ

نوٹ :۔ہم نے اپنا دعویٰ صاف صاف الفاظ میں تحریر کر دیا ہے،اس لئے اب فریق مخالف سے گذرارش کرتے ہیں کہ جلد از جلد جواب دعویٰ صاف الفاظ میں تحریر فرما کر ارسال فرما دیں، نیز اگر اپنی طرف سے کوئی اور موضوع شامل مناظرہ کرنا چاہتے ہوں تو بطور مدعی اُس موضوع سے متعلق اپنا دعویٰ الگ تحریر فرمائیں، جواب دعویٰ اور اپنے موضوع کو خلط ملط کرنے کی کوشش نہ کریں۔

یہ تحریر ہم نے ۲۲ / اپریل ۲۰۱۶ء کو بریلوی وکیل کے حوالے کر دی اور انکی وساطت سے بہت جلد مفتی مطیع الرحمن کو موصول بھی ہوگئی۔

نوٹ :۔تحریر کے آخر میں انگریزی تاریخ ۲۰۱۶ء کے بجائے ۲۰۱۷ء لکھی گئی تھی، جو ایک سہو ہے اور ہم نے اس کا برملا اعتراف بھی کیا ہے لیکن مفتی صاحب کو یہ اچھا بہانہ ہاتھ آیا اور اسی آڑ میں مناظرے سے فرار کی کوشش کی جس کا دنداں شکن جواب آپ ہماری دوسری تحریر میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

ایک ضروری وضاحت

ہم نے مفتی مطیع الرحمن کے سامنے جو دعویٰ پیش کیا تھا اس میں بعض اکابرین کے حکم پر تھوڑی سی تبدیلی ؛ بلکہ توسیع کی جارہی ہے،اس لئے اب آئندہ کیلئے ہمارا جو دعویٰ رہیگا وہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

مستقبل کیلئے ہمارا دعویٰ

مولوی احمد رضا بریلوی اور دیگر بریلوی علماء خود اپنے اور دیگر بریلوی علماء کے اصول ،فتاوی جات اور عبارات کی روشنی میں مسلمان نہیں۔

ہم تمام بریلوی علماء کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ احمد رضا بریلوی اور اپنے دیگر علماء کو خود انہیں کے اصول،فتاوی جات اور عبارات کی بنیاد پر عائد ہونے والے کفر سے نکال کر دکھائیں۔دیدہ باید۔

ہمارے دعوے کی تحریر پہنچنے کے تقریباً بارہ دن کے بعد ۳/مئی ۲۰۱۶ء بروز منگل ہمیں مفتی صاحب کی کبروغرور سے بھری ایک مختصر سی تحریر موصول ہوئی جو حسبِ ذیل ہے:

مطیع الرحمن کی پہلی تحریر اور ہمارے دعوے سے فرار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب

اس موضوع پر مناظرہ ۱۰ /۱۱ / ۱۲ /فروری ۲۰۰۸ء کو اٹارسی میں ہو چکا ہے،اس میں دیوبندیوں کا جو حشر ہوا تھا وہ نیٹ پر بنام "مناظرہ اٹارسی" دیکھا جا سکتا ہے،اب کسی کو نیا مناظرہ دیکھنے کا شوق ہو تو وہ مانے جانے دیوبندی علماء مثلاً: "مولانا ارشد مدنی" یا "دارالعلوم دیوبند" کے کسی "مفتی" یا "مدرس" کو اس کے لئے تیار کریں یا وہ حضرات کسی کو تحریری طور پر وکیل بنا دیں،تو اس سے مناظرہ کیا جا سکتا ہے ورنہ اس زمانے میں کسی مسجد کے امام کو جو علامہ اقبال کی زبان میں

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا جانیں بے چارے یہ دو رکعت کے امام

جس کا مظاہرہ چیلنج میں رقم کی ہوئی تاریخ وسنہ سے لگایا جاسکتا ہے ،کو ہم منھ نہیں لگاتے۔

فقط۔فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ

تحریر کے متکبرانہ انداز اوراسی انداز میں ہمارے دعوے سے فرار کوآپ نے تحریر میں محسوس کرلیا ہوگا۔

جب یہ تحریر موصول ہوئی اس وقت احقر سفر میں تھا اور اسی سفر کے دوران مادر علمی دارالعلوم دیوبند بھی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ،احقر نے اپنے مشفق ومخلص بزرگ حضرت مولانا مفتی ابولقاسم نعمانی دامت فیوضہم مہتمم دارالعلوم دیوبند و استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی دامت برکاتہم ناظم اعلی شعبہ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے دعوے کی تحریر اور مطیع الرحمن کی جوابی تحریر ان حضرات کی خدمت میں پیش کردی ،اللہ جزائے خیر عطا فرمائے میرے ان بزرگوں کو کہ ذرہ نوازی فرماتے ہوئے بڑی ہی شفقت ومحبت کے ساتھ دعاؤں ومشوروں سے نوازا اور پھر انہیں حضرات کے مشورے سے ایک کھلا خط مفتی مطیع الرحمن کے نام لکھ کر اس کے غرور وگھمنڈ کو خاک میں ملایا گیا ،جس میں اس کے لئے فرار کی ساری راہیں مکمل مسدود کردی گئیں۔خط ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

کھلا خط : بنام مفتی مطیع الرحمن

بخدمت جناب مفتی مطیع الرحمن صاحب

علماء اہلسنت والجماعت کی جانب سے پیش کردہ دعویٰ" مولوی احمد رضا خان بریلوی

خود اپنی اور اپنے ہم مسلک بریلوی علماء کی عبارات ،اصول ،اور فتاویٰ جات کی روشنی میں مسلمان نہیں" کے جواب میں آپ کی ایک تحریر ہمیں موصول ہوئی ،جس میں ہمارے دعوے کو قبول کرنے کے بجائے مختلف قسم کے حیلوں ، بہانوں کے ذریعہ فرار اختیار کیا گیا ہے، اگرچہ آپ کی تحریر ہی آپ کی بیچارگی وشکست خوردگی کو ظاہر کرنے کیلئے کافی تھی لیکن بطور اتمام حجت آپ کے تحریر کردہ فضول ولایعنی اعذار کا جائزہ پیش خدمت ہے:

سب سے پہلے تو ایک اہم امر کی جانب آپ کو توجہ دلانا ضروری ہے کہ آپ قطعاً اس خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ ہمارے نزدیک بطور مناظر آپ کی بہت زیادہ اہمیت ہے، بنگال، کٹیہار، اور اٹارسی وغیرہ کے مناظروں میں آپ کی حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آچکی ہے، آپ کو نامزد کرکے ہم نے صرف اس لئے دعویٰ تحریر کیا تھا کہ ہمارے مخاطب عبدالامین قادری برکاتی نے بڑے طمطراق کے ساتھ اپنی جانب سے ہمارے مقابلے آپ کا نام پیش کیا تھا، ہمیں تو اس فرار کا پہلے ہی سے اندازہ تھا لیکن بیچارہ عبدالامین برکاتی کو شاید اندازہ نہ ہو کہ آپ کا نام پیش کرنے کے بعد انہیں اس طرح منھ کی کھانی پڑیگی؟

اب ہم آپ کے حیلوں کا مختصر جائزہ لیتے ہیں:

(۱) اس موضوع پر اٹارسی میں مناظرہ ہو چکا ہے اس لئے اب نہیں کرتا۔

مفتی صاحب! اگر آپ کا یہی اصول ہے کہ جس موضوع پر مناظرہ ہو چکا ہو اس پر مناظرہ نہیں کرنا چاہئے ۔تو پھر آپ کو اٹارسی میں بھی مناظرہ نہیں کرنا چاہئے تھا؛ کیوں کہ اٹارسی سے بھی بہت پہلے اس موضوع پر مناظرۂ جھنگ ہو چکا ہے، اس میں بریلویوں کا جو حشر ہوا وہ "دوماہی نورسنت کے خصوصی نمبر مناظرۂ جھنگ" میں دیکھا جا سکتا ہے۔

نیز اس اصول کے مطابق آپ کے کٹیہار وغیرہ کے بھی سب مناظرے ناجائز ہیں؛ کیونکہ ان موضوعات پر بھی حضرت مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ نے آپ کے مرکزی ادارے بریلی پہنچ کر ہی آپ کا جو حشر کیا وہ مناظرہ بریلی کی روداد میں محفوظ ہے۔

(۲) مولانا ارشد مدنی یا دارالعلوم دیوبند کے کوئی اور مفتی آئیں یا تحریراً کسی کو اپنا وکیل بنائیں تو مناظرہ ہوسکتا ہے۔

اس کے جواب میں ہم یہی کہیں گے کہ۔ ؎ ایاز قدر خویش بشناس

ان مذکورہ حضرات کے مقابلے میں آپ کی جو حیثیت ہے ان شاء اللہ آپ خود بھی اس سے ناواقف نہیں ہوں گے، نیز یہ شرط صرف اسی مناظرے کیلئے ہے یا اٹارسی وغیرہ میں بھی تھی؟ اگر نہیں تھی اور یقیناً نہیں تھی تو یہ صاف فرار کا بہانہ ہے، اس کے جواب میں آپ کو بھی بریلی شریف جانا پڑ سکتا ہے از ہری میاں کو تیار کرنے یا ان سے وکالت کی تحریر لینے۔ جو یقیناً آپ کے لئے بہت مشکل ہوگا۔

مفتی مطیع الرحمن صاحب! ضرورت تو نہ تھی لیکن آپ کو گھر تک پہنچانے کیلئے ہم اپنا دعویٰ اکابرین دارالعلوم دیوبند کے تائیدی دستخطوں سے مؤید کر دیتے ہیں اور مناظرہ کے اسٹیج پر بھی دارالعلوم دیوبند کے کسی مؤقر عالم دین کو جلوہ افروز کرنے کی ضمانت لیتے ہیں۔

آیئے! بسم اللہ کیجئے! اور اب خود بھی اکابرین بریلی کی تائید لایئے اور مناظرہ کے اسٹیج پر بریلی کے کسی معروف عالم کو حاضر کرنے کی ضمانت لیجئے۔ دیکھتے ہیں اس شرط سے بھی کون بھاگتا ہے؟۔

(۳) آج کل کسی مسجد کے امام سے مناظرہ نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ علامہ اقبال کے نزدیک انکی کوئی حیثیت نہیں۔

مفتی صاحب! امام کا فضل وکمال تو خود اسکے لقب سے ہی ظاہر وباہر ہے، زبان نبوت

ﷺ سے اسکے لئے شرف وفضل کے کلمات احادیث میں وارد ہیں، لیکن ذرا یہ بھی بتلایئے کہ فرمان نبوی ﷺ کے علی الرغم آپ جس شخصیت کے قول سے استناد کی کوشش فرمارہے ہیں خود انکی حیثیت آپ کے یہاں کیا ہے؟ مختصراً ملاحظہ فرمائیں۔

حشمت علی خان کے داماد مولوی ابوطاہر محمد طیب داناپوری لکھتے ہیں:

"فلسفی ونیچری ڈاکٹر اقبال نے اپنی فارسی واردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈا کیا ہے" (تجانب اہل السنہ ص ۳۳۴) اور حیرت ہے کہ انہیں دہریت والحاد زدہ نظموں کو آج مفتی مطیع الرحمن بطور سند پیش فرمارہے ہیں۔

آپ کے شیخ الحدیث والتفسیر مفتی اقتدار احمد خان نعیمی نے پوری ایک کتاب ہی ڈاکٹر اقبال کے خلاف لکھ کر ان کا گستاخ خدا ورسول ہونا واضح کیا ہے۔ ملاحظہ ہو "تنقیدات اقتدار برنظریات اقبال"۔

افسوس ہے کہ جو شخص آپ کے نزدیک توہین الوہیت ورسالت کا مجرم ہے آج اسی کے اقوال ہمارے خلاف حجت ہیں؟ وللہ درالقائل۔

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج

احتیاج است احتیاج است احتیاج

عجیب اصول ہے امامت کرنے والے سے مناظرہ نہیں ہوسکتا، مفتی صاحب! کٹیہار کا مناظرہ آپ نے بھی بنگلور کی مسجد بلال میں امامت کراتے ہوئے کیا تھا، فرمایئے اب کیا خیال ہے خود اپنے بارے میں؟ اب اس شعر کو اپنے اوپر بھی فٹ کرلیں، اگر فرار ہی اختیار کرنا ہے تو کم از کم بہانہ تو ایسا بنائیں جو چل سکے۔

(۴) تاریخ لکھنے میں ہوئی غلطی کو بھی آپ نے فرار کے بہانے کے طور پر استعمال کیا

ہے۔دعوے کا جواب نہیں ہوسکا تو تحریری غلطی ہی پکڑ کر بیٹھ گئے، مفتی صاحب ! یہ تحریری اغلاط آپ کے بڑوں کی کتابوں میں بھی موجود ہیں ملاحظہ فرمائیں!

مولوی احمد رضا خان مصر کے میناروں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں"۔(الملفوظ حصہ اول صفحہ ۹۵)

آگے لکھتے ہیں:

"ان کی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی"۔(الملفوظ حصہ اول صفحہ ۹۶)

فرمایئے! کون سی تاریخ صحیح ہے اور کیا خیال ہے اپنے اعلیٰحضرت کے بارے میں؟

مناظرۂ جھنگ کی جو روداد بریلویوں نے شائع کی ہے اس میں منصفین کے فیصلہ کی تحریر میں اوپر جو تاریخ لکھی ہے اس میں ۱۹۷۹ء ہے اور نیچے منصفین کے دستخط کے بعد تاریخ میں ۱۹۷۸ء لکھا ہوا ہے، فرمایئے! اب؟

مفتی مطیع الرحمٰن احمد رضا کے فتوئے کفر کی زد میں

مفتی صاحب اپنی تحریر میں لکھتے ہیں: "مولانا ارشد مدنی الخ"۔

جبکہ مولوی احمد رضا خاں لکھتے ہیں:

"دیوبندیوں کو مولانا کہنا کفر ہے" (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۶۰)

لیجئے! مفتی صاحب! نقد انعام اپنے اعلیٰ حضرت کی طرف داری کا، اب خود کو کافر کہیں یا احمد رضا کے فتوے کو غلط کہیں یہ آپ کا مسئلہ ہے۔

مفتی مطیع الرحمن صاحب! حیلے بہانے چھوڑیئے اور میدان مناظرہ میں آکر اپنے اعلیٰ حضرت کا مسلمان ہونا ثابت کیجئے ؛لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار آپ سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

فقط

ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی

خطیب مرکزی مسجد سجان گڈھ وناظم تحفظ سنت راجستھان

اس تحریر کے ساتھ ہی ہم نے حسب وعدہ اپنے دعوے کی تحریر دوبارہ دارالعلوم دیوبند کی تائید کے ساتھ مفتی صاحب کی خدمت میں ارسال کردی ،اگلے صفحہ پر اس تحریر کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مندرجہ ذیل تحریر اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کی جانب سے مفتی مطیع الرحمٰن کے مطالبے پر

ان کی خدمت میں بوساطت عبد الامین قادری برکاتی ارسال کیا جا رہی ہے۔

دعویٰ اہلسنت والجماعت علماء دیوبند

مولوی احمد رضا خان بریلوی خود اپنی اور اپنے ہم مسلک بریلوی علماء کی عبارات

اصول اور فتاویٰ جات کی روشنی میں مسلمان نہیں۔

ہم تمام بریلوی علماء کو بالعموم اور مفتی مطیع الرحمٰن کو بالخصوص دعوت دیتے ہیں کہ

میدان مناظرہ میں آکر احمد رضا خان کو اپنے اصولوں کی روشنی میں مسلمان ثابت کریں۔

فقط

الراجی عفو ربہ العبد اللہ احمد القاسمی

خطیب مرکزی مسجد کشن گنج و ناظم اعلیٰ تحفظ سنت راجستھان

۲ / شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۰ / مئی ۲۰۱۶ء بروز منگل

نوٹ: یہ تائید دارالعلوم دیوبند کے شعبہ مناظرہ کے نگران

اور شعبہ تحفظ سنت کے ناظم اعلیٰ نیز دارالعلوم کے دو جماعت علیا

کے ایک مؤقر و معتمد ترین استاذ حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی صاحب

دامت برکاتہم کی ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

بندہ اس دعوت مناظرہ کی تائید کرتا ہے

والسلام

محمد راشد اعظمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

۲ / شعبان ۱۴۳۷ ہجری

نوٹ: ہم نے مفتی مطیع الرحمٰن کی منہ مانگی مراد پوری کر دی ہے۔ اس لئے اب وہ بھی ہماری طرح

اپنے جواب دعویٰ پر بریلی کے کم از کم ایک معتمد عالم کے دستخط مع مہر تائید پیش کریں

نیز مناظرہ کے اسٹیج پر بھی ہماری طرح بریلی کے معتمد عالم کو حاضر کرنے کی ضمانت لیں

لیکن خیال رہے کہ جب تک مفتی مطیع الرحمٰن کے جواب دعویٰ پر علماء بریلی کے تائیدی

دستخط نہ ہوں اور اسٹیج مناظرہ پر بریلی کے کسی معتبر عالم کو حاضر کرنے کی ضمانت نہ ہو

تو وہ تحریر کالعدم ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی مظہر ہوگی کہ ہماری طرح علماء بریلی

کی نظر میں بھی مفتی مطیع الرحمٰن کی کوئی حیثیت نہیں۔

فقط

دارالعلوم دیوبند کی تائید

ہمارے دعوے کی تحریر پر دارالعلوم دیوبند کی جانب سے حضرت مفتی محمد راشد اعظمی صاحب زید مجدہ نے درج ذیل تائیدی کلمات لکھے

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

بندہ اس دعوت مناظرہ کی تائید کرتا ہے۔

والسلام
محمد راشد اعظمی
مدرس دارالعلوم دیوبند
۲/شعبان ۱۴۳۷ھ ہجری

اس تائید کے بعد ہم نے درج ذیل یہ دو نوٹ بھی لکھے:

نوٹ نمبر ا:۔ یہ تائید دارالعلوم دیوبند کے شعبہ مناظرہ کے نگراں اور شعبہ تحفظ سنت کے ناظم اعلیٰ نیز دارالعلوم کے درجات علیا کے ایک مؤقر ومعتمد ترین استاذ حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی صاحب دامت برکاتہم کی ہے۔

نوٹ نمبر ۲:۔ ہم نے مفتی مطیع الرحمن کی منھ مانگی مراد پوری کردی ہے اس لئے اب وہ بھی ہماری طرح اپنے جواب دعویٰ پر بریلی کے کم ازکم ایک معتمد عالم کے دستخط بطور تائید پیش کریں، نیز مناظرہ کے اسٹیج پر بھی ہماری طرح بریلی کے کسی معتمد عالم کو حاضر کرنے کی ضمانت لیں؛ لیکن خیال رہے کہ جب تک مفتی مطیع الرحمن کے جواب دعویٰ پر علماء بریلی کے تائیدی دستخط نہ ہوں اور اسٹیج مناظرہ پر بریلی کے کسی معتبر عالم کو حاضر کرنے کی ضمانت نہ ہوتو وہ تحریر کالعدم ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کی بھی مظہر ہوگی کہ ہماری طرح علماء بریلی کے

نزدیک بھی مفتی مطیع الرحمن کی کوئی حیثیت نہیں۔فقط

کھلا خط اور تائید شدہ دعویٰ ہم نے بتاریخ ۱۰/مئی ۲۰۱۶ء کو بریلوی وکیل تک پہنچادیا

دارالعلوم دیوبند کی تائید اور ساتھ ہی اسٹیج مناظرہ پر دارالعلوم کے علماء کی موجودگی کی خبر مفتی صاحب کی امیدوں پر بجلی بن کر گری ساتھ ہی ہمارے بریلی کی تائید کے مطالبے نے رہی سہی ہوا بھی خراب کردی اور مفتی صاحب کو چہار سو اندھیرے کے سوا کچھ نظر نہ آیا، نہ جانے کتنی بددعائیں بیچارے وکیل بننے والے امین برکاتی کے حصے میں آئی ہوں گی اور کتنی بریلی والوں کے جو اتنے سن رسیدہ مناظر اعظم کو بھی اپنی تائید دینے کیلئے تیار نہیں، اُدھر تو یہ حالت، اِدھر ہم مسلسل جواب کے انتظار میں ناامیدی کی طرف گامزن، ایک عرصہ گذرنے کے بعد شاید مفتی صاحب کے حواس سلامتی کی طرف لوٹے یا لوٹائے گئے اور انہیں ہمارے جواب کی فکر ہوئی بلکہ شاید جواب سے زیادہ اپنے منصب "مناظر اعظم" کی فکر ہوئی ہوگی۔

خیر! اللہ اللہ کر کے ہماری ناامیدی ٹوٹی اور تقریباً ۴۵/روز کے طویل ترین انتظار کے بعد بتاریخ ۱۴/رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰/جون ۲۰۱۶ء کو تقریباً ساڑھے چار صفحات پر مشتمل ایک تحریر ہمیں موصول ہوئی جو حقیقت میں صرف دو صفحات اور چند سطروں پر مشتمل تھی؛ لیکن حجم بڑھانے کی غرض سے ہماری اور اپنی سابقہ مکمل تحریریں شامل کرکے ساڑھے چار صفحات بنائے گئے تھے۔ وہ تحریر اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں!

مفتی مطیع الرحمن کی دوسری جوابی تحریر

حضرت مناظر اعظم نے یہ پیغام املا کرایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ کسی ابوحنظلہ عبدالاحد نامی شخص سے واقف تھا نہ کسی مولوی عبدالامین قادری برکاتی بریلوی سے۔ ضلع مرشدآباد، مغربی بنگال کے اسکول ٹیچر مولانا ضیاء الرحمن صاحب نے ذریعہ بذریعہ مندرجہ بالا تحریر نمبر 1 مجھے ارسال کی جو قارئین کے پیش نظر ہے۔ اس تحریر میں چوں کہ تمام بریلوی علماء کو بالعموم اور مجھے بالخصوص مناظرہ کی دعوت دی گئی تھی۔ اس لئے جن صاحب نے مجھ تک وہ تحریر پہنچائی میں نے انہیں صاحب کو چند سطروں میں جواب لکھوا کر دیدیا، اور جواب میں ابوحنظلہ صاحب کو خطاب کرنے کی بجائے عموم رکھا، میرے الفاظ ہیں: "کسی کو نیا مناظرہ دیکھنے کا شوق ہو۔۔۔۔۔۔وہ حضرات کسی کو تحریری طور پر وکیل بنادیں۔۔۔۔۔۔اب ابوحنظلہ صاحب نے جواب الجواب کے طور پر "کھلا خط" کے عنوان سے مندرجہ بالا تحریر نمبر ۳ بھیجی ہے، جو قارئین کے پیش نظر ہوئی۔

ابوحنظلہ عبدالاحد امام مسجد سجان گڈھ، راجستھان کی دونوں ہی تحریروں سے واضح ہے کہ انہیں بیٹھے بیٹھے مناظرہ کا شوق چڑایا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے مولوی عبدالامین قادری کو چھیڑا تھا، اوران کے بقول مولوی عبدالامین قادری نے ان کو میری بابت بتایا تھا۔

بہرکیف! اگر ابوحنظلہ عبدالاحد امام مسجد کے نزدیک بطور مناظر میری بہت زیادہ اہمیت نہیں ہوتی تو وہ مولوی عبدالامین قادری برکاتی صاحب سے کہتے کہ: "آپ محمد مطیع الرحمن رضوی کو لیکر آؤ یا کسی اور کو یہ ذمہ داری تمہاری ہے" وہ براہ راست مجھے خطاب نہیں کرتے۔

جھنگ میں اسی موضوع پر کب اور کن سے مناظرہ ہوا اور اسکی روداد کس نے مرتب کی؟

پھر دوماہی ”نورسنت“ کا یہ خصوصی نمبر کس کی ادارت میں اور کب چھپا؟اس سے کتنے لوگ واقف ہیں اوراب بھی وہ روداد کتنے لوگوں کی دسترس میں ہے؟ یہی حال دوسرے مناظروں کا بھی ہے۔اس کے برخلاف اٹارسی میں جوکچھ ہوا، اسے لاکھوں لوگوں نے نیٹ پر دیکھا اور اب بھی اس کا دیکھنا پوری دنیا کی دست رس میں ہے۔

مناظرہ شخصی بھی ہوسکتا ہے اور جماعتی بھی،مناظرہ جب جماعتی ہوتو مناظر کی حیثیت اس جماعت کے وکیل ونمائندے کی ہوتی ہے؛اس لئے ایسے مناظرہ کا مناظر وہی ہوگا جس کی پہچان اس جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے ہوگی ، یااس جماعت کے نمائندہ لوگ اسے اپناوکیل تسلیم کریں،آج دیوبندی جماعت میں مولاناارشد مدنی صاحب کی حیثیت ذمہ دار عالم کی ہے،اسی طرح جوحضرات دارالعلوم دیوبند کے مفتی ومدرس ہوں گےان کی حیثیت بھی دارالعلوم کےحوالے سے ذمہ داروں کی ہوگی ،لہذا جن حضرات کی یہ حیثیت نہیں ہے، وہ اگر مناظرے کے خواہشمند ہوں تو ان سے ذمہ دار حضرات کی طرف سے وکالت نامہ کا مطالبہ عقل اوراصول مناظرہ کےعین مطابق ہے۔

فقیرمحمد مطیع الرحمن رضوی کی پہچان اپنی جماعت میں نمائندہ کی حیثیت سے ہے اسی لئے کسی بھی مناظرہ میں اس فقیر کے مناظر ہونے پر علمائے دیوبند نے بھی اعتراض نہیں کیا، بنابریں اب اس سےاس قسم کا کوئی مطالبہ عقل اوراصول مناظرہ کےخلاف ہی ہے۔

زبان نبوت نےمسجد کی امامت کافضل وشرف اورثواب آخرت کی بات تو بتائی ہےمگر یہ نہیں فرمایاہے کہ وہ مذہب کی قیادت وذمہ داری سنبھالنے کا اہل بھی ہوگا۔پھر مذہب کے اس دور زبوں حالی میں عموماً جس قسم کےلوگ مسجدوں کی امامت کے منصب پر فائز ہیں،وہ دنیا کے مشاہدہ میں ہے اور یہی مشاہدہ میری بات کی دلیل ہے جسے ڈاکٹر اقبال نے اپنے الفاظ کا جامہ پہنایا ہے،رہی ”تجانب اہل السنۃ“ وغیرہ کی بات!تو وہ جماعتی ترجمان نہیں کہ

ہمارے خلاف حجت ہو، ہماری جماعت کے ذمہ داروں نے بہت پہلے اس سے اپنی برأت کا اعلان کر دیا ہے اور فرما دیا ہے کہ وہ قطعاً قابل اعتماد نہیں، اس کا کوئی حوالہ ہمارے لئے حجت نہیں"۔(البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ از مولانا عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ)

اس کے برخلاف مولانا ابوالحسن علی ندوی تو اپنے زمانے میں دیوبندی جماعت کے رکن رکین رہے ہیں، انہوں نے ڈاکٹر اقبال اور ان کی شاعری کو کس کس طرح سے سراہا ہے، ہندوپاک سے عرب تک ان کا ہر قاری واقف ہے۔تو ڈاکٹر اقبال کا حوالہ دیوبندی جماعت کے حق میں فن منطق کی اصطلاح میں برہانِ جدل ہوا۔

یہ سراسر جھوٹ اور افتراء و بہتان ہے کہ میں بنگلور کی مسجد بلال یا کسی بھی مسجد میں کبھی بحیثیت امام رہا، میں جہاں اور جتنے دنوں تک رہا، تدریس اور افتا و قضا ہی کی خدمت انجام دیتا رہا۔لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

کسی مطبوعہ کتاب میں کوئی غلطی در آنے اور خود سے غلطی کا ارتکاب کرنے میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے، مطبوعہ کتاب میں کتابت کی غلطی عموماً ناقل اور کاتب کے قلم کا کرشمہ ہوتا ہے، جیسا کہ دیوبندی جماعت کی وہ مقدس کتاب جس کا پڑھنا تو پڑھنا، گھر میں رکھنا بھی بقول مولانا رشید احمد گنگوہی عین اسلام ہے کہ نہیں پڑھی تو عین اسلام غائب، گھر میں نہیں رکھی تو عین اسلام غائب، اسی کتاب یعنی تقویۃ الایمان ص ۸ میں ہے "ان کل من السموٰت والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احطھم وعدھم عدا" جبکہ قرآن کریم سورہ مریم آیت ۹۶ میں ہے "ان کل من السموٰت والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احصٰھم وعدھم عدا"۔

جس طرح لفظ "بت پرستی" کے وضعی معنی ہیں "بت کی عبادت و پوجا کرنے والا" اور عرفی معنی ہیں "محبوب کا تابع وفرماں بردار" پہلے معنی کے اعتبار سے اپنے لئے "بت پرستی" کا

اقرار کرنا بلا شبہ کفر ہے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے ناجائز بھی نہیں ۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ نے اپنا مشہور شعر:

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند ☆ آرے آرے می کند با خلق عالم کار نیست

اسی دوسرے معنی میں کہا ہے۔

اسی طرح لفظ "مولانا" کے وضعی معنی ہیں "ہمارے آقا" اور عرفی معنی ہیں "اعزازی لقب"۔۔۔۔۔فتاوی رضویہ میں دیوبندیوں کو مولانا کہنا پہلے معنی کے اعتبار سے کفر لکھا گیا ہے اور مولانا ارشد مدنی صاحب کو میں نے عرفی معنی کے اعتبار سے مولانا لکھا ہے، جو شخص وضعی و عرفی معنی کا فرق اور ان کے جداگانہ احکام نہ سمجھ پائے، اس کے چیلنج مناظرہ پر وکالت نامہ کا مطالبہ تو بہت معمولی بات تھی، وہ تو دراصل زبان قرآن میں "سلاما" سنا دئے جانے کے لائق ہے۔

میرے مطالبہ وکالت نامہ پر ابوحنظلہ صاحب کے کھلا خط میں " دارالعلوم دیوبند کے شعبہ مناظرہ کے نگراں اور شعبہ تحفظ سنت کے ناظم اعلی نیز دارالعلوم کے درجات علیا کے مؤقر ومعتمد ترین استاذ مفتی محمد راشد اعظمی صاحب دامت برکاتہم" کے اعلان کے ساتھ جو تحریر شامل کی گئی ہے، وہ نہ تو دارالعلوم کے لیٹر پیڈ پر ہے، نہ اس پر دارالعلوم کی مہر لگی ہے کہ کسی درجہ میں بھی اعتبار کے لائق ہو، پھر بھی ہم اپنے بزرگوں کے ارشاد "چھیڑو مت، چھڑ جائے تو چھوڑو مت" پر عمل کرتے ہوئے ابوحنظلہ صاحب کا چیلنج قبول کرتے ہیں، وہ پورنیہ، پٹنہ، جمشید پور میں سے کسی ایک جگہ کا تعین کر دیں تو پھر مناظرہ کی تاریخ، شرائط اور اصول وضوابط بھی طے ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ

مفتی صاحب کی یہ تحریر ہمیں رمضان المبارک کے نصف میں موصول ہوئی تھی،

رمضان کی مشغولیات کی وجہ سے علی الفور اسکی جانب توجہ نہ دیجاسکی اور رمضان کے بعد گھر کی مصروفیت وبعض اسفار کی وجہ سے مزید تاخیر ہوتی گئی، نیز اس میں دئے گئے مغالطوں کی ہمیں اچھی طرح خبر بھی لینی تھی اس لئے فرصت واطمینان کے لمحات کا انتظار تھا؛ لیکن مزید تاخیر نہ ہو اس لئے عدیم الفرصتی میں ہی قلم برداشتہ درج ذیل تحریر لکھ کر بتاریخ ۲۳ / جولائی ۲۰۱۶ء کو مفتی صاحب کی خدمت میں ارسال کر دی گئی، وہ تحریر حسب ذیل ہے!

مفتی صاحب کی تحریر ثانی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راقم الحروف عبدالاحد قاسمی مفتی مطیع الرحمن بریلوی سے تو واقف ہے (یہ واقفیت کس نوعیت کی ہے اس کا مفصل تذکرہ آگے ملاحظہ فرمائیں) البتہ عبدالامین برکاتی یا ضیاء الرحمن نامی اشخاص سے بالکل واقف نہیں، ہوا یوں کہ شہر اندور کے بعض احباب کی وساطت سے معلوم ہوا کہ مذکورہ نام (عبدالامین برکاتی) کے کسی شخص نے بریلویوں کی جانب سے مناظرہ کی وکالت کی ذمہ داری لی ہے اور بطور مناظر اپنی جانب سے مفتی مطیع الرحمن کا نام پیش کیا ہے، جبکہ اہلسنت والجماعت کی جانب سے ناچیز کو مناظر منتخب کیا گیا ہے، چنانچہ اپنے اکابرین واساتذہ کے مشورے سے توکلاً علی اللہ احقر نے اس ذمہ داری کو قبول کرلیا؛ لیکن جب بریلوی وکیل سے اس سلسلے میں مزید گفتگو کی کوشش کی گئی تو انکی شرط یہ تھی کہ پہلے آپ کا مناظر ہمارے مناظر کو نامزد کر کے اپنا دعوی لکھ کر دے اس کے بعد ہی آگے کوئی گفتگو ہوگی، اس لئے احقر نے نہایت صاف ستھرے انداز میں اپنا دعوی بنام بالخصوص مفتی مطیع الرحمن بالعموم تمام بریلوی علماء لکھ کر بریلوی وکیل کے حوالے کر دیا، چونکہ ڈائریکٹ مطیع الرحمن صاحب سے

ہمارا کوئی معاملہ نہیں تھا اس لئے عبدالامین برکاتی کی وساطت کو بطور خاص سرورق پر واضح کر دیا تا کہ معاملہ فہمی میں آسانی ہو اور واسطہ بننے والے آدمی سے پوری وضاحت بآسانی معلوم ہو سکے، اب یہ بات ہمارے علم میں نہیں کہ واسطہ اور وکیل بننے والے صاحب نے کتنے واسطوں اور وسیلوں سے یہ تحریر اپنے مناظر کو پہنچائی اور کب وکیوں ضیاء الرحمن نامی شخص کو درمیان میں آنا پڑا؟

بہر حال علماء دیوبند کی جانب سے دعوے کی تحریر ملنے کے بعد مفتی مطیع الرحمن کا فرض تھا کہ صاف ستھرے الفاظ میں جواب دعوی لکھ کر مناظرے کیلئے اپنی آمادگی کا ثبوت پیش کرتے تا کہ جلد از جلد شرائط وغیرہ سے فراغت ہو اور زمانہ بغیر کسی طویل انتظار کے حق و باطل کے اس عظیم معرکہ کا مشاہدہ کر سکے؛ لیکن

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

مفتی صاحب نے ایک لا یعنی متکبرانہ تحریر لکھ کر یا لکھوا کر ذریعہ بذریعہ ہم تک پہنچائی جس کا علی الفور دندان شکن جواب لکھ کر ہم نے وکیل بریلویت تک پہنچا دیا، چونکہ خدشہ تھا کہ وکیل صاحب درمیان میں کوئی خیانت نہ کر دیں اس لئے تحریر کی ایک ایک کاپی مفتی صاحب کے پتے پر بھی بذریعہ رجسٹری ڈاک و۔ای میل ۔ارسال کر دی گئی۔اپنی مغرورانہ تحریر کا دندان شکن جواب پانے کے بعد مفتی صاحب کو اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہوا محسوس ہوا اس لئے اب انداز بدل کر بڑے معصومانہ لہجے میں ہماری تحریر کا جواب لکھنے بیٹھ گئے اور ابتداء میں ہی یوں گویا ہوئے:

"فقیر کسی ابوحنظلہ عبدالاحد نامی شخص سے واقف تھا نہ کسی مولوی عبدالامین قادری برکاتی بریلوی سے"۔

ابوحنظلہ عبدالاحد نامی شخص سے اگر اب تک آپ واقف نہیں تھے تو کوئی حرج نہیں اب

موقع آیا ہے عنقریب آپ بہت اچھی طرح سے واقف ہو جائیں گے ان شاء اللہ۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں ☆ جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

عبدالامین برکاتی سے تو مفتی صاحب واقف نہیں؛ لیکن اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ہم نے برکاتی صاحب کو بیٹھے بٹھائے چھیڑا ہے۔ فیاللعجب!

ان کنت لاتدری فتلك مصیبة ☆ وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

مفتی صاحب جس ذریعہ سے آپکو یہ بات معلوم ہوئی اسی ذریعہ سے یہ دوسری بات بھی کیوں معلوم نہ کر لی؟ خیر جانے دیجئے! یہ آپکا مسئلہ ہے کہ اپنے وکیل مناظرہ کے تئیں آپ کتنے واقف اور حساس ہیں؛ لیکن ہم اس بات کو بخوبی محسوس کر چکے ہیں کہ عبدالامین برکاتی سے لاعلمی ظاہر کرنے کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ مناظرے کیلئے انکے طے کردہ شہر میں فرار کے راستے کم نظر آئیں ہوں گے، جبکہ اپنے طے کردہ شہروں میں فرار کے راستے کچھ زیادہ محسوس فرما رہے ہوں گے، اور جمشید پور، پٹنہ، و پورنیہ کے ساتھ مناظرے کو مشروط کر کے خود کو بڑا عقلمند بھی سمجھتے ہوں گے اسی لئے مناظرانہ ہوشیاری بلکہ عیاری و مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے وکیل عبدالامین برکاتی کو پہچاننے سے ہی انکار کر دیا تاکہ

ع نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری

لیکن یہ نہیں جانتے کہ تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں، مفتی صاحب آپ کو کس نے یہ حق دیا ہے کہ اپنے فریق سے پوچھے بغیر اپنی مرضی کے تین شہروں کا نام لکھ کر جگہ کا تعین کر دیں؟، کیا آپ ہمیں اپنا پابند سمجھتے ہیں کہ جہاں آپ حکم فرمائیں ہم حاضر ہو جائیں گے، مفتی صاحب ذرا ہوش میں رہ کر کام کیجئے!

شاید اس کے جواب میں مفتی صاحب یہ عذر لنگ پیش فرمائیں کہ مجھے شہر کے منتخب

ہوجانے کا علم نہ تھا تو جواباً عرض ہے کہ

اولاً: تو کوئی بھی صاحب عقل و دیانت اس عذر کو تسلیم کرنے کو ہی تیار نہیں، جن واسطوں سے یہ تحریر پہنچی وہی تمام حقیقت بیان کرنے کیلئے کافی ہیں اور حقیقت حال واضح ہوجانے کے باوجود کذب وخیانت کا سہارا لیکر فرار کا راستہ تلاش کیا جارہا ہے۔

ثانیاً: اگر بالفرض صورتحال واضح نہیں ہوسکی تو کیا آپکے جیسے تجربہ کار اور سن رسیدہ مناظر سے کوئی یہ امید کرسکتا ہے کہ حقیقت حال واضح ہوئے بغیر ہی جواب اور جواب الجواب پر اتر آئیں۔

سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود دوبارہ عرض ہے کہ سب سے پہلے آپ کو مناظرے کیلئے تیار کرنے والوں اور ہمارے احباب کے درمیان دونوں جانب کے ایک ایک آدمی کو وکیل نامزد کیا گیا تھا، تاکہ بقیہ ضروری وانتظامی امور دونوں جانب کے وکلاء اپنے اپنے مناظر کی جانب سے طے کرلیں، چنانچہ علماء دیوبند کی جانب سے مولوی کمال الدین انصاری، اور بریلویوں کی جانب سے عبدالامین برکاتی وکیل منتخب ہوئے، آپکے وکیل عبدالامین برکاتی کی خواہش کے مطابق ہمارے وکیل کی منظوری سے شہر اندور منتخب کیا جاچکا ہے اسلئے اس طے شدہ مسئلہ میں مداخلت کے بجائے ضروری امور کی جانب توجہ کریں، اور اگر آپ کو یہ جگہ منظور نہ بھی ہو تو بھی تین شہروں کی تحدید کا کوئی حکم نامہ جاری کرنے کے بجائے اپنے فریق کی رضامندی سے دوسری جگہ کا تعین کریں۔

اپنی ہی عائد کردہ شرط کی خلاف ورزی

ہم نے صرف اتمام حجت کیلئے آپکی عائد کردہ ایک لغوولایعنی شرط دارالعلوم دیوبند کی تحریری تائید لیکراور دارالعلوم دیوبند کے کسی بھی ایک مؤقر نمائندے کو اسٹیج مناظرہ پر لانے کی ضمانت لکھ کر پوری کردی؛ لیکن افسوس ہے کہ آپ اپنی من پسند شرط سے خود ہی پیچھے ہٹ گئے اور اپنی تحریر پر نہ تو بریلی کے کسی ذمہ دار عالم کی تائید حاصل کر سکے نہ اسٹیج مناظرہ پر کسی کو حاضر کرنے کی ضمانت لے سکے؛ بلکہ دوسرے الفاظ میں یوں کہنا بھی مناسب ہوگا کہ یہی شرط آپکے گلے کی پھانس بن کر رہ گئی اور حالت یہ ہوگئی کہ

ع نہ اگلتے بنے ہے نہ نگلتے بنے ہے

مفتی صاحب! یقین فرمالیجئے! کہ بریلی کی تائید کے بغیر آپکی کوئی بھی تحریر ہمارے لئے محض لغو اور غیر معتبر تصور کیجائیگی اور آپ اپنی اس شرط سے جتنا بھی بھاگنے کی کوشش کریں گے ہمارے نزدیک آپکی بے حیثیتی میں اتنا ہی اضافہ ہوتا رہیگا، اس لئے آپ حیلوں بہانوں کے بجائے بریلی سے ازہری میاں یا دیگر ذمہ دار افراد کی تحریری تائید لائیں اس کے بعد مناظرے کی باتیں کریں۔

رہی آپکی یہ خوش گپیاں کہ:

"فقیر محمد مطیع الرحمن کی پہچان اپنی جماعت میں نمائندہ کی حیثیت سے ہے"۔

اس کے جواب میں ہم یہی کہیں گے کہ

ع اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت

مفتی صاحب! اپنے منہ میاں مٹھو بننے سے کوئی فائدہ نہیں، اگر یہ تمام باتیں آپ اس شخص کے سامنے کریں جو آپکی حقیقت سے واقف نہ ہو تو شاید کچھ لاج بچ جائے؛ لیکن سوء اتفاق کہ اس وقت آپکے سامنے وہ شخص ہے جو بریلویوں کے یہاں آپکی حیثیت سے بخوبی واقف ہے، چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

آئینہ دیکھئے! یہ آپ کا منہ ہے

سید شاہ محمد امین میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے زیر سرپرستی اور مفتی سید کفیل احمد ہاشمی صاحب مفتی مرکزی دارالافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے زیر صدارت چلنے والی انجمن تحفظ ایمان بریلی شریف سے الیاس قادری کی نام نہاد دعوت اسلامی کے رد میں ایک مشہور کتاب بنام "ابلیس کا رقص" شائع ہوئی یہ کتاب کتنی معتبر ہے اس کا اندازہ کرنے کیلئے انجمن کے سرپرست وصدر کا نام ہی کافی تھا؛ لیکن مزید برآں شہزادہ صدرالشریعۃ علامہ مفتی بہاء المصطفی قادری، علامہ مفتی محمد شمشاد حسین رضوی بدایوں شریف، نیز مفتی سید کفیل احمد ہاشمی مرکزی دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف کے علاوہ اور بھی کتنے ہی بریلوی اکابر واساطین نے اس کتاب کی تائید کی ہے اور اس کے مضامین کو سراہا ہے، اس کتاب میں متعدد جگہ ہمارے مخاطب (مفتی مطیع الرحمن) کی بھی ٹی وی کے جواز کا فتویٰ جاری کرنے کی وجہ سے الیاس قادری کی طرح اچھی خاصی خبر لی گئی ہے اور انکے بزعم خود بریلویت کا نمائندہ سمجھنے کا بھانڈہ چوراہے پر پھوڑا گیا ہے، چناں چہ اس معتبر ترین کتاب میں مفتی صاحب کے فتوے پر ریمارکس دیتے ہوئے کہیں تو مفتی صاحب کو مغرب (یہود ونصاری) کے اشاروں پر کام کرنے والی مغرب زدہ بھیڑوں میں سرفہرست رکھا گیا ہے، کہیں اعلی حضرت کی توہین وتضحیک کا سبب بننے والا شمار کیا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۴۲)

کہیں حرام کو حلال کرنے والا میوزک وفحش پروگراموں کیلئے راہ ہموار کرنے والا گناہوں کی ترغیب دینے والا وہابیت کی جانب دھکیلنے والا ابلیس کو خوش کر کے رقص پر مجبور کرنے والا بتایا گیا ہے۔ (ملاحظہ صفحہ ۴۴)

بلکہ اسی صفحے پر باقاعدہ ثبوت کے ساتھ ایک ایسے راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے جس کی وجہ سے مفتی صاحب کے ایمان ودیانت کا جنازہ تو اٹھ ہی گیا ساتھ ہی انکی افتاء وقضاء کی

زندگی بھر کی خدمات بھی مشکوک ہو کر رہ گئی۔

چنانچہ لکھا ہے کہ:

" ۵۰۰۰۰ / پچاس ہزار روپئے کے عوض مفتی صاحب نے دعوت اسلامی کی حمایت میں فتوی جاری کیا ہے"۔

نہ جانے فتووں کی خرید وفروخت کا یہ سلسلہ کتنا قدیم رہا ہوگا، اس ایمان وضمیر فروشی پر کف افسوس ملتے ہوئے اگلے ہی صفحے پر درد بھرے انداز میں لکھا ہے:

" وہ مطیع الرحمن ہو کر بھی "مطیع الرحمن" نہیں ....۔انکی تائید کرنے والے تمام ذمہ داران مسلک شرع مطہرہ اور مجدد ملت سیدی اعلی حضرت کے مجرم ہیں انہوں نے تو وہ کارنامہ کر دکھایا ہے جس پر ابلیس نے یقیناً جھوم جھوم کر رقص کیا ہوگا"۔(صفحہ ۴۵)۔

نوٹ :۔ٹی وی کے جواز کا مفتی صاحب کا یہ فتوی ماہنامہ جام نور دہلی کے دسمبر ۲۰۰۴ء کے شمارے میں خوشتر نورانی کی تائید وتبصرے کے ساتھ شائع ہو چکا ہے نیز مستقل طور پر بھی بعض بریلویوں نے یہ فتوی شائع کروا کر تقسیم کروایا تھا ساتھ ہی مدنی چینل پر ویڈیو کیمرہ کے سامنے مفتی صاحب نے زبانی بھی اس فتوے کو بیان کیا ہے اور وہ ویڈیو ہمارے پاس محفوظ ہے۔

اب اس آئینے میں مفتی مطیع الرحمن صاحب اپنا چہرہ دیکھ لیں اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا اب بھی خود کو بریلویت کا نمائندہ سمجھنے کی جرأت کریں گے؟ اور کیا اب بھی آپ سے بریلی کی تائید وتوثیق کا مطالبہ عقل کے خلاف ہے؟

دوسرے انداز سے

مفتی صاحب کو غیر معتبر ثابت کرنے کیلئے اتنے ثبوت بہت کافی تھے؛ لیکن آج ہمیں انکا خمار اچھی طرح سے اتارنا ہے تاکہ مناظرہ ہو یا نہ ہو (کیونکہ ان شاطرانہ اداؤں سے بالکل نہیں لگتا کہ وہ مناظرے کیلئے تیار ہیں) لیکن یہ ضرور یاد رہے کہ کسی سے سابقہ پڑا ہے؛ بلکہ اگر بریلویوں کے محدث اعظم سردار احمد گورداسپوری کی زبان میں کہیں تو یوں مناسب ہوگا کہ کسی کرّے سے پالا پڑا ہے۔

مفتیان بریلی کے فتووں کی روشنی میں مناظر اعظم مسلمان بھی نہیں

مفتی صاحب؛ الیاس قادری کے بڑے مداح ہیں، ان کے حق میں فتوے بھی دے چکے ہیں، مدنی چینل پر ایک انٹرویو کے دوران مدنی چینل، تحریک دعوت اسلامی اور اسکے امیر الیاس قادری کی تعریف میں جو آسمان و زمین کے قلابے ملائے ہیں وہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

چنانچہ مدنی چینل پر انٹرویو کے دوران الیاس قادری کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"میں گناہ گار اور مولانا الیاس قادری صاحب سراپا نکوکار، میں انکے تعلق سے کیا کہوں؟ ہاں اتنا کہوں گا صرف کہ اللہ تعالی انکی عمر میں برکت عطا فرمائے اور جس مشن کو لیکر وہ آگے بڑھے ہیں اس میں اللہ تعالی انہیں کامیابی عطا فرمائے، انکا کام انکا نہیں وہ دین کا کام ہے وہ ہمارا کام ہے اور جو ہمارا کام ہے وہ دین کا کام ہے، وہ انجام دے رہے ہیں، تو ہم سب کی طرف سے وہ مبارکباد کے بھی مستحق ہیں، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی انہیں عمر خضر عطا فرمائے اور ان سے بیش از بیش دین کی خدمتیں لے"۔

اور مدنی چینل کے متعلق فرماتے ہیں:

”میں نے مدنی چینل کے دو، تین، چار پروگرامات دیکھے ہوں گے، جہاں تک میں نے دیکھا ہے وہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے اہل سنت کیلئے بڑا ہی نافع پایا ہےاور ان پروگرامات کو دیکھ کر ایسا لگا کہ اسلام اور اہل سنت کی بے پناہ خدمت اس سے انجام پا رہی ہے،اور اہل سنت کی خدمت انجام دینا یہ بڑا کار ثواب ہے اس لئے میں اسے کار ثواب سمجھتا ہوں، جیسا کہ بتایا جا رہا ہے کہ مدنی چینل دیکھ کر بہت سے لوگ داخل اسلام ہو رہے ہیں، تو بڑی خوش آئند بات ہے اور آج کے دور میں میڈیا کی جو اہمیت ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ مدنی چینل کے ذریعہ لوگ اسلام سے قریب بھی ہوں گے خدا ان کو توفیق دے داخل اسلام بھی ہوں اور مدنی چینل کے پروگرامات دیکھ کر لوگ دین وسنیت سے قریب بھی ہوں گے اور اسے قبول بھی فرمائیں گے“۔ انتھی بلفظہ۔

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ مطیع الرحمن کے نزدیک الیاس قادری سراپا نکوکار، بڑا قابل مبارکباد، دین کی خدمات انجام دینے والا، اور اس قابل ہے کہ لمبی عمر پائے تا کہ مزید خدمات دین انجام دے سکے اور اس کا مدنی چینل بھی اسلام، مسلمانوں اور اہل سنت کیلئے بڑا نافع ہے، دین اسلام وسنیت کے پھیلنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہت بڑا کار ثواب ہے۔

دوسری جانب دنیائے بریلویت کی جانی مانی ہستیاں اور بڑے بڑے مفتیان کرام مدنی چینل کو حرام، الیاس قادری کو توہین رسالت والوہیت وشعائر اسلام کا مجرم نیز مسلک اعلی حضرت کا باغی، پس پردہ دیوبندیت ووہابیت کا مبلغ؛ بلکہ ان سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ومضر سمجھ کر اس کے کفر وضلالت کے فتوے دے چکے ہیں، بطور نمونہ چند فتاوی پیش خدمت ہیں!

مطیع الرحمن کے ممدوح الیاس قادری کی گستاخیاں

الیاس قادری نے اپنی مشہور کتاب فیضان سنت میں عنوان "ہم عید کیوں منائیں؟" کے تحت اللہ تعالی کی حکومت کو ظالم حکومت کے ساتھ تشبیہ دیکر خطرناک قسم کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے، اسکی اس حرکت پر مفتیان بریلی بھی خاموش نہ رہ سکے اور فتوی کفر دینے کو مجبور ہوئے چنانچہ مفتی شمشاد حسین رضوی بدایونی اور مفتی محمد ایوب خاں صاحب جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے الیاس قادری کی اس تحریر کو کفر اور اس کے قائل کو کافر قرار دیدیا، مکمل فتوی ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

فتوی؛ با تعلق تکفیر الیاس قادری (تحریر فیضان سنت)

۹۲/ ۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علماءدین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے ایک مضمون بعنوان "ہم عید کیوں نہ منائیں" میں تحریر کیا:

"دیکھئے نا جب کوئی ملک کسی ظالم حکومت کے چنگل سے آزادی پاتا ہے تو ہر سال اسی ماہ کی اسی تاریخ کو اس کی یاد کے طور پر جشن منایا جاتا ہے"۔

یہاں چند امور دریافت طلب ہیں۔

۱۔ زید نے ظالم حکومت کے چنگل کس لئے لکھا ہے؟

۲۔ رمضان المبارک جیسے باعظمت مہینہ کو ظالم حکومت کے چنگل سے تعبیر کرنا کیسا ہے، جائز ودرست ہے یا نہیں؟

۳۔ اگر جائز ودرست نہیں تو اس تحریر کے باعث زید پر کیا حکم ہے؟

سائل

عبدالرؤف محلہ سوتھ بدایوں

الجواب

بعون الملك الوهاب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوان مذکور پر تمثیل مسطور انتہائی قبیح ہے؛ بلکہ کفر فصیح کہ اگر ہم کو ذات باری سبحانہ کی طرف منسوب کا ارادہ ہو، اور ماہ رمضان کو چنگل سے تشبیہ اور روزہ کو مصیبت وعذاب کا تصور تو یہ کفر صریح، ان تقدیرات پر زید ایمان سے خارج اور توبہ وتجدید ایمان ونکاح اس پر لازم ٹھہرے گا۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: قال ابو حفص من نسب اللہ تعالی الی الجور فقد کفر کذا فی الفصول العمادیہ، اسی میں ہے: ولو قال عند مجئ رمضان آمد گران او قال جاء الضیف الثقیل یکفر، البتہ اگر طاعات کو نفس پر گرانی کے باعث عذاب کہے تو کفر نہیں، اسی میں ہے: ولو قال ھذہ الطاعات جعلھا اللہ عذاباً علینا ان تاول ذلك لا یکفر الخ اس سے ظاہر ہے کہ مذکورہ تمثیل سے اگر زید کا ارادہ تشبیہ کا ہو تو ایمان سے خارج ہے دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہونا ضروری ہے، اور اگر تشبیہ کا نہ ہو محض تعب نفس سے چھٹکارے کی نیت ہو تب بھی یہ تمثیل انتہائی بھونڈی کفر کا اندیشہ پیدا کرنے والی ہے ایسی تمثیل کو سننے سنانے والا گنہ گار، امام صاحب ہوں یا غیر امام سب پر توبہ لازم ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

کتبہ: الفقیر محمد ایوب خان النعیمی غفرلہ

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ مرادآباد

مورخہ ۵ / جمادی الاول ۱۴۲۵ ہجری

اسی تحریر پر دوسرا فتویٔ کفر

۷۸۶ / ۹۲

الجواب نمبر ۱: صورت مسئولہ ہی سے ظاہر ہے کہ زید نے رمضان مقدس کیلئے خط کشیدہ جملہ کا استعمال کیا ہے، اور ماہ شوال کو ظالم حکومت کے چنگل سے آزادی کا نام دیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

نمبر ۲: رمضان جیسے مقدس اور باوقار مہینے کیلئے" ظالم حکومت کے چنگل" کی تمثیل نہ صرف خلاف واقعی ہے بلکہ سراسر اس ماہ کی توہین اور سوء ادبی ہے، جو عندالشرع کفر ہے، فتاوی عالمگیری میں ہے۔ ولوقال عندمجیٔ شھر رمضان آں ماہ گراں آمد اوقال جاء الضیف الثقیل یکفر۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

نمبر ۳: صورت مسئولہ میں زید کلمہ کفر تحریر کرنے کی وجہ سے کافر ہے، اس پر لازم ہے کہ بلاتاخیر تجدید ایمان، تجدید نکاح، تجدید بیعت مع توبہ صحیحہ کرے، جب تک زید توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح اور بیعت نہیں کرلیتا ہے تمام مسلمان اس سے ترک تعلق کرلیں۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شمشاد حسین رضوی قادری

الجواب صحیح

از رضوی دارالافتاء محلہ چودھری سرائے، شکیل روڈ بدایوں

محمد سلطان عالم مدرس مدرسہ ھذا

۱۳ / جمادی الاولی ۱۴۲۵ھ ہجری

چونکہ مفتی مطیع الرحمن ان فتووں کی رو سے کافر ٹھہرنے والے الیاس قادری کے مؤید و مصدق ہیں اس لئے ان فتاوی میں عائد کردہ حکم (کفر) کے الیاس قادری کی طرح پورے پورے حقدار ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کا مرتکب: الیاس قادری!

ابلیس کا رقص صفحہ ۵۶ پر عنوان قائم کیا ہے:

"فیضان سنت کے ایک خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین"

اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

"الیاس عطار ایک جلسہ میں انکی آمد میں تاخیر سے گھبرا کر ایک شخص گھر جا کر سو گیا اس نے خواب دیکھا جسے یوں بیان کیا۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا رات الیاس قادری کے جلسے کے تمام حاضرین کی مغفرت کر دی گئی اگر تو بھی وہاں موجود رہتا تو تیری بھی مغفرت فرما دی جاتی"۔

اس خواب پر تبصرہ کرتے ہوئے ابلیس کا رقص میں لکھا ہے:

"**توہین کا پہلو:**۔ یہ کیسا عقل کا اندھا پن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے جو مشرف ہو وہ مغفرت سے محروم رہ جائے اور الیاس عطار کے جلسے کے تمام شرکاء کی مغفرت کر دی جائے؟ اس خواب کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا مرحلہ ہی ختم کر دیا گیا دیوبندیوں کی طرح سیدھی مغفرت کا مژدہ سنا دیا گیا، یہ بھی ایک ثبوت دیوبندی عقائد رکھنے کا ہے (الیاس قادری اصل میں دیوبندی عقائد رکھتا ہے اور تقیہ کر کے خود کو بریلوی ظاہر کرتا ہے) یہ سراسر توہین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خواب کے جھوٹا ہونے کی واضح دلیل ہے"۔ (صفحہ ۵۶)

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کی مصدقہ اس کتاب میں عطاری صاحب کو توہین رسالت کا کھلا مجرم ٹھہرایا گیا ہے اوراس بات سے شاید مفتی مطیع الرحمن بھی اختلاف نہیں کریں گے کہ بارگاہ رسالت میں ادنی توہین وگستاخی بھی کفر ہے۔

شعائر اسلام کی توہین کا مرتکب: الیاس قادری

ابلیس کا رقص کے صفحہ ۵۶ پر عنوان قائم کیا ہے:

"توہین سلام"

اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ:

"الیاس عطار نے "مغیلان مدینہ" میں مدینہ شریف کے گدھوں، سبزیوں، میٹروں، ہیٹروں، چادروں وغیرہ کو سلام لکھ کر اسلامی سلام کے تقدس کا مذاق اڑایا ہے"۔

اسی طرح بریلویوں کے جانشین حکیم الامت مفتی اعظم مفتی اقتدار احمد خان نعیمی صاحب الیاس قادری کے اسی سلام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پاکستان میں ایک نئے عاشق مدینہ صوفی صاحب کا ایک مکتوب مطبوعہ سلام نظر سے گذرا جس میں انہوں نے مدینہ منورہ کی نسبت ایک سلام ترتیب دیا ہے۔ لکھتے ہیں: "بھنڈیوں ،تریوں، سبزیوں، کوسلام ، مچھروں ،مکڑیوں، کوسلام ، وغیرہ وغیرہ **استغفر الله** ربی، یہ وہ حماقت وپاگل پن ہے جس میں توہین سلام وگستاخی شعائر اسلام ظاہر ہے"۔ (فتاوی نعیمیہ جلد پنجم ص ۲۱۹)

یہ تو واضح ہوگیا کہ الیاس قادری توہین سلام وشعائر اسلام کا مرتکب ہے، اس جرم کے مرتکب کا حکم کیا ہے؟ بجائے کہیں اور جانے کے خود الیاس قادری صاحب ہی سے معلوم

کر لیتے ہیں، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

"کسی بھی شعائر اسلام کی توہین کفر ہے"۔(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص159 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ مٹیا محل دہلی)

یہ لیجئے! اپنے اقرار کے ساتھ کفر کی تیسری رجسٹری۔

ایک اور بہترین فتوی ملاحظہ فرمائیں!

۹۲/۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

۱:۔کیا مسلک اعلی حضرت مسلک اہل سنت والجماعت ہے؟

۲:۔دعوت اسلامی وسنی دعوت اسلامی مسلک برحق مسلک اعلی حضرت کی داعی ومبلغ ہے یانہیں؟

۳:۔جو مسلک اعلی حضرت کا داعی ومبلغ نہ ہوان کا اور ان کی تنظیم کا بائیکاٹ کرنا کیسا ہے؟

۴:۔اور ایسی تنظیم جو جلسہ معراج النبی، عید میلاد النبی صلی المولی تعالی علیہ وسلم واعراس بزرگان دین ورد مذاہب باطلہ کو اپنے بینر تلے کرنے کی اجازت نہ دے۔اور بلاتفریق مذہب وملت ہر ایک کی اقتداء میں نماز ادا کرے اور ان کی امامت بھی کرے تو ایسی تنظیم کو تنظیم اہل سنت کہنا کیسا ہے؟

المستفتی: سنی مسلم سپاہی جماعت گونڈل گجرات

الجواب
اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) یقیناً مسلک اعلیٰ حضرت مسلک اہلسنت ہی ہے۔ (۲) دعوت اسلامی وسنی دعوت اسلامی مسلک اعلیٰ حضرت کی داعی ومبلغ نہیں، جیسا کہ شہزادہ اعلیحضرت، جانشین حضور مفتی اعظم، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خانصاحب ازہری دام ظلہ نے ۱۴/ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو ممبئ کے اجلاس عام میں ارشاد فرمایا کہ: "دعوت اسلامی وسنی دعوت اسلامی مسلک اعلیحضرت کی مبلغ نہیں" (۳) جو مسلک اعلیحضرت کا مبلغ نہ ہو اس سے دوری میں ہی ایمان کی حفاظت ہے، اور اس کا بائیکاٹ کرنا ہی اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ (۴) جو تنظیم بلاتفریق مذہب وملت ہر ایک کی اقتداء میں نماز ادا کرے وہ اہل سنت کی تنظیم نہیں بلکہ صلح کلی تنظیم ہے، ایسی تنظیم دیوبندی، وہابی سے زیادہ ایمان کیلئے مضر ہے۔ **واللہ تعالی اعلم**

کتبہ: محمد افضال رضوی
مرکزی دارالافتاء ۸۲/ سوداگران بریلی شریف
۲۰/ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ ہجری ۲۶/ مارچ ۲۰۱۱

فتوے کے خط کشیدہ الفاظ "ایسی تنظیم دیوبندی وہابی سے زیادہ ایمان کیلئے مضر ہے" پر ایک بار سنجیدگی کے ساتھ غور کرلیں کتنے اہم ہیں، دیوبندی اور وہابی ہی کتنے خطرناک ہیں اس کا اندازہ مولوی احمد رضا خان کی اس عبارت سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے خانصاحب فرماتے ہیں:

"کتابیوں سے بدتر مجوس ہیں، مجوس سے بدتر مشرکین ہیں جیسے ہنود، مشرکین سے بدتر مرتدین ہیں جیسے وہابیہ خصوصاً دیوبند" (فتاوی رضویہ ۲۱/ ۲۶۴)

اب تک تو سب سے بدتر دیوبندی تھے لیکن اب دعوت اسلامی والے ان سے بھی بدتر نکلے،اور برائی وخطرنا کی میں دعوت اسلامی سے کم دیوبندی حضرات کے متعلق اعلیحضرت کافتوی ہے "من شك فی كفره وعذابه فقد كفر " کہ جوان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے،خودفیصلہ کرلیں کہ جب دیوبندیوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی انہیں کی طرح کافر ومرتد ہے تو ان سے زیادہ مضر وخطرناک دعوت اسلامی والوں کے کفر میں صرف شک نہیں بلکہ کھلے عام انکی تائیدوتوثیق کرنے والا (مفتی مطیع الرحمن) توکفر کے اسفل السافلین سے بھی نیچے جائیگا۔

دعوت اسلامی کے متعلق بریلویوں کے تاج الشریعہ اور تحسین ملت کا نظریہ

لکھتے ہیں کہ:

"فی الواقع الیاس قادری کا طریقہ کار غلط ہے جس پر وہ باوجود فہمائش بسیار جمے ہوئے ہیں،اور انکی تحریک وجوہ مذکورہ بالا کی بناپر نہایت مشتبہ ہے،لہذا اسکی اعانت اور اس میں شمولیت ہرگز جائز نہیں،خود میرے پاس شہادت شرعیہ گذری کہ ایک شخص نے سیلانی (بریلی) کی مسجد میں خلاف مذہب اہل سنت تقریر کی یہ شخص دعوت اسلامی کا مبلغ تھا اور اس نے یہ تقریر دعوت اسلامی کے اجتماع میں کی، مجھے یہ اطلاع باوثوق ذریعہ سے ملی کہ ایک شخص جوتبلیغی جماعت میں گھومتا پھرتا ہے وہی شخص دعوت اسلامی کا مبلغ بھی بن گیا،اس سے صاف ظاہر ہے کہ دعوت اسلامی میں ہر طرح کے لوگ ہیں اور اسکے دستور میں مبلغ ہونے کیلئے مذہب اہلسنت وجماعت کا پابند ہونیکی کوئی شرط نہیں ہے"۔

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

تحسین رضا غفرلہ

اس تحریر پر اختر رضا خاں اور تحسین رضا خان کے علاوہ مرکزی ادارہ منظر اسلام بریلی کے دیگر چار مفتیوں کے بھی دستخط موجود ہیں۔

سبحان رضا خان سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف کا نظریہ

۷۸۶ / ۹۲

اظہار حقیقت

محترم قارئین کرام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اطلاعاً تحریر ہے کہ ماہنامہ جام نور دہلی ماہ مئی ۲۰۱۰ء کے سرورق پر مجھ سے منسوب دعوت اسلامی کیلئے دعائیہ الفاظ شائع ہوئے ہیں، ان الفاظ سے قارئین جام نور کو یہ تاثر ملے گا کہ میں بھی دعوت اسلامی کا حامی ومؤید ہوں، یہ حقیقت ہے کہ میں نے گذشتہ کئی سال پہلے دعوت اسلامی کے تعلق سے ایک مفتی صاحب کے فتوے کی تائید کی تھی، مگر کب؟ کہ جب دعوت اسلامی مسلک اعلیٰ حضرت کی ناشر وحامی تھی، جب اس کے افعال واقوال سے مسلک اعلیٰ حضرت کی تشہیر ہوتی تھی؛ لیکن اب گذشتہ ۲ / ۳ سال سے دعوت اسلامی کے متعلق کچھ ایسی باتیں پے درپے سننے میں آرہی ہیں اور شہرت پا رہی ہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت کے بالکل خلاف ہیں، ان باتوں کو سن کر بہت افسوس ہوتا ہے، وہ جماعت جو مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کرتی تھی، وہ جماعت جو مسلک اعلیٰ حضرت پر فدائی تھی، جس کے قول وعمل سے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی ہوتی تھی وہ جماعت اچانک مسلک اعلیٰ حضرت سے بغاوت پر اتر آئی، اب اس جماعت کے اقوال وافعال مسلک اعلیٰ حضرت سے بالکل متصادم

ہیں، ایسی صورت میں میرا اس جماعت کی تائید وحمایت کرنا نامناسب ہی نہیں؛ بلکہ ناممکن ہے۔لہذا جام نور میں میری جانب منسوب اُن الفاظ سے قارئین دھوکہ نہ کھائیں۔

فقط والسلام۔۔۔۔دستخط

فقیر قادری محمد سبحان رضا خان سبحانی غفرلہ

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ رضانگر سوداگران بریلی شریف (یوپی) ۱۳/ ۵/ ۱۴۳۱ھ ہجری

بریلوی محدث اعظم ضیاء المصطفی گھوسی کا نظریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ والصلوۃ علی رسول اللہ

مجھے خبر ملی ہے کہ دعوت اسلامی کے افراد مجھے دعوت اسلامی اور اس کے مدنی چینل کا حامی بتاتے ہیں۔۔۔۔۔یہ بات سراسر غلط ہے، میں نے آج تک کبھی بھی دعوت اسلامی کی حمایت نہیں کی، اسی طرح مدنی چینل کے بارے میں جب سے سنا ہے کہ اس کے ذریعہ دعوت اسلامی انسانی تصویروں کے ساتھ اپنا پروگرام نشر کرتی ہے اسی وقت سے میں اس چینل کی مخالفت میں کئی بیان دے چکا ہوں۔

چندروز قبل دعوت اسلامی کے تین افراد میرے پاس بہار شریعت کا ایک نیا ایڈیشن لے کر آئے جسے مجلس المدینۃ العلمیہ نے شائع کیا ہے۔ان کے اصرار پر بہار شریعت کے اس نسخے کی خصوصیات پر چند جملے تحسین کے لکھ دیئے، میں نے کہیں بھی اس تحریر میں دعوت اسلامی یا اس کے امیروں کی حمایت اشارۃً بھی نہیں کی۔۔۔مجھ سے انہوں نے صرف مزار کا فوٹو نکالنے کی اجازت لی تھی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ مزار پر جا کر وہ اپنی مووی بنانے میں مصروف ہو گئے۔میں ان کے اس عمل سے بیزار ہوں۔واللہ

المستعان وعلیہ التکلان

فقیر ضیاء المصطفٰی قادری غفرلہ

۵ / ذی الحجۃ الحرام ۱۴۳۲ھ ہجری

یہ دنیائے بریلویت اور مرکز بریلویت کے موجودہ زمانے کے اکابر و اساطین کہے جانے والے چند نامی گرامی علماء و مفتیان کے چند فتوے ہم نے بطور نمونہ نقل کئے ہیں، ورنہ تو مفتیان بریلویت کے اس قسم کے بلکہ بعض اس سے بھی شدید پچاسوں فتوے مزید ہمارے پاس محفوظ ہیں، ان تمام معتبر ترین فتاوی جات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ الیاس قادری گمراہ، سنیت کا دشمن، مسلک اعلی حضرت کا باغی، در پردہ وہابیت کا مبلغ، بلکہ گستاخ و کافر ہے جبکہ مفتی مطیع الرحمن کی نظر میں ایک نمبر کا نکوکار، اور بڑا اچھا و قابل مبارکباد ہے، اور احمد رضا خان صاحب کا مشہور فتوی ہے کہ کافر کو کافر نہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے (فتاوی رضویہ) نیز مشہور اصول ہے کہ کفر و گستاخی کی تائید و دفاع کرنے والا بھی اصل کے ہی حکم میں ہوتا ہے، اور اوپر ملاحظہ فرما لیا گیا کہ مفتی صاحب الیاس قادری کو کافر و گستاخ سمجھنے کے بجائے اسکی تائید و توثیق کرتے نظر آرہے ہیں اس لئے ان درج بالا تمام فتاوی جات کی زد میں آکر اصل (الیاس قادری) کی طرح خود بھی کفر کے گھاٹ اتر گئے۔ بیچارے آئے تھے احمد رضا کو کفر سے نکالنے لیکن بدقسمتی سے خود ہی ایسے پھنسے کہ شاید قیامت کی صبح تک بھی اس دلدل سے نہ نکل سکیں۔

مفتی صاحب! کیا مفتیان بریلی کی جانب سے اتنی مرمت کے باوجود بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اپنی جماعت کا نمائندہ ہوں اور مجھ سے بریلی کی تائید کا مطالبہ عقل کے خلاف ہے۔

اب خیر و عافیت کے ساتھ بریلی تشریف لے جائیں اور ازہری میاں یا مرکزی درسگاہ

منظر اسلام کے کسی معتمد عالم کی تائید وتصدیق کے ساتھ جواب دعوی لکھیں اس کے بعد ہی آپ سے مناظرے کے سلسلے میں گفتگو آگے بڑھے گی، ورنہ صاف ظاہر ہے کہ علماء بریلی ذرہ برابر بھی آپ پر اعتماد و بھروسے کو تیار نہیں۔

رہا یہ وسوسہ کہ علماء دیوبند نے کبھی مجھ سے اس قسم کا مطالبہ نہیں کیا، تو عرض ہے کہ آپ نے بھی تو کبھی علماء دیوبند کے سامنے اس قسم کی لایعنی وفضول شرط نہیں رکھی۔

ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

جب ہم نے آپ کی شرط کو پورا کر دیا تو آپ کیلئے کیا مانع ہے کہ اپنی ہی عائد کردہ شرط کے پورا کرنے میں جھجک بلکہ خوف محسوس کریں؟

مناظرۂ جھنگ ومناظرۂ اٹارسی

مناظرہ جھنگ بتاریخ ۷ / ۲ اگست ۱۹۷۹ء میں اشرف سیالوی بریلوی وامیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے مابین ہوا، اولاً بریلویوں نے اسکی روداد مرتب کی اور کذب وخیانت کی اپنی عادت قدیمہ کے پردے میں شکست فاش کو چھپانے کی سعی لاحاصل کی؛ لیکن جب علماء دیوبند نے اسکی اصلی وسچی روداد امت کے سامنے رکھی تو بریلوی دجل وتلبیس کے پرخچے فضا میں بکھر کر رہ گئے اور **جاء الحق وزهق الباطل** کا نظارہ امت کے سامنے آگیا، جس نیٹ پر مناظرۂ اٹارسی موجود ہے اسی نیٹ پر یہ دونوں فریق کی شائع کردہ رودادیں بھی موجود ہیں، اور ہر اس شخص کی دسترس میں ہیں جو نیٹ کی دنیا سے ذرا بھی شد بد رکھتا ہے؛ بلکہ ان کتابوں کو ڈاؤنلوڈ کرنا مناظرۂ اٹارسی کی بہ نسبت بہت زیادہ آسان ہے، اور یقیناً مناظرۂ اٹارسی کی بنسبت اس سے واقفیت رکھنے والے بھی زیادہ ہوں گے کیوں کہ اسکی روداد

بھی دونوں فریق بڑے آب وتاب کے ساتھ شائع کر چکے ہیں جبکہ مناظرۂ اٹارسی کی کوئی تحریری روداد کسی بھی فریق کی جانب سے شائع ہوئی ہو ہمارے علم میں نہیں۔

مفتی صاحب! یوٹیوب پر جہاں مناظرہ کے ویڈیو موجود ہیں وہیں دیکھنے والوں کی تعداد کی تفصیل بھی موجود ہے، آپ تو لاکھوں کے خواب دیکھ رہے ہیں جبکہ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود ابھی تک یہ تعداد چند ہزار میں ہی محدود ہے، ہمیں بھی دکھ ہے کہ اس مناظرے سے بہت ہی کم لوگ واقفیت حاصل کر سکے ہیں، جبکہ بہت ضروری تھا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس مناظرے کو دیکھتے اور بریلویوں کی حالت مذبوحی کا معائنہ کرتے ،خصوصاً وہ ابتدائی مرحلہ تو بڑا ہی دلچسپ اور ناقابل فراموش تھا جبکہ بریلویوں کے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تمام اصحاب جبہ ودستار اپنی تمام تر طاقت صرف اس بات پر لگائے ہوئے تھے کہ علماء دیوبند کی جانب سے شیر اسلام فاتح رضا خانیت حضرت مولانا سید طاہر حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ مناظر منتخب نہ ہوں، کیوں کہ اس شیر کے مقابلے آنے پر سب کو بریلویت کا انجام معلوم تھا، اگرچہ بریلویوں کے وکیل مناظرہ نے سب کے سامنے اس بات پر رضامندی ظاہر کر دی تھی کہ علماء دیوبند کسی کو بھی اپنا مناظر بنا سکتے ہیں لیکن انکے اس فیصلے کے بعد بھی بریلوی علماء برابر اپنی اسی ہٹ پر قائم رہے کہ مناظر مولانا سید طاہر حسین صاحب دامت برکاتہم نہیں ہوں گے ،بالآخر جب بریلوی علماء کسی بھی صورت مولانا طاہر حسین مدظلہ سے مناظرے کو تیار نہ ہوئے تو علماء دیوبند نے جھوٹوں کو گھر تک پہنچانے کیلئے جب یہ اعلان کیا کہ مولانا نظر محمد صاحب مناظر ہوں گے تب جا کر بریلویوں میں کچھ جان آئی اور مناظرے کیلئے تیار ہوئے، یہ لمحہ ہی بریلویوں کے حوصلہ وہمت نیز حق وباطل کو واضح کرنے کیلئے کافی تھا؛ لیکن مناظرہ میں اہلسنت مناظر کے دلائل سے عاجز آکر بریلوی مناظر مفتی مطیع الرحمن کی قلابازیوں اور کہ مکرنیوں نے سارا فیصلہ ہی کر دیا، اپنی شکست

ورسوائی کے باوجود بھی جھوٹی تعلیوں کا اظہار بریلویوں کو ہی زیبا ہے۔

مولانا کہنے پر فتویٰ کفر اور مفتی صاحب کی بے بسی

ہم تو بہت پہلے سے کہتے تھے کہ احمد رضا خان منصب افتاء کی قابلیت بالکل نہیں رکھتا اور ہمیشہ اپنی ذاتی عداوت وانانیت کی وجہ سے اپنے مخالفین پر کفر کے فتوے لگاتا ہے مولانا ظفر علی خان مرحوم کی زبان میں اسکی مثال یوں ہے کہ

بریلی کے فتووں کا سستا ہے بھاؤ
اور ملتے ہیں کوڑی کے اب تین تین

جب تک احمد رضا کے یہ فتوے علماء دیوبند پر لگتے رہے تو مفتی صاحب جیسے لوگ ہی ان فتووں کو قرآن کی نص قطعی کی طرح ناقابل تاویل وتوجیہ یقینی سمجھتے رہے اور حسام الحرمین جیسی دجل وتلبیس کذب وافتراء سے پر کتاب کے متعلق ببانگ دہل وہ اعلان کرتے رہے جو خدا نے قرآن کے متعلق کیا ہے (حسام الحرمین **لاریب فیہ ھدیً للمتقین**۔ ملاحظہ ہو الصوارم الہندیہ صفحہ ۷۷)

لیکن جب انہیں غیر محتاط اور بدنیتی پر مبنی فتاوی کی زد میں بریلوی علماء خود پھنسنے لگے تو ساری تاویلات یاد آ گئی اور بڑے معصومانہ لہجے میں مفتی صاحب جیسے حضرات یوں گویا ہوئے۔ لفظ مولانا کے وضعی معنی ہیں "ہمارے آقا" اور عرفی معنی ہیں "اعزازی لقب" فتاوی رضویہ میں دیوبندیوں کو مولانا کہنا پہلے معنی کے اعتبار سے کفر لکھا گیا ہے اور مولانا ارشد مدنی صاحب کو میں نے عرفی معنی کے اعتبار سے مولانا لکھا ہے۔

شاباش مفتی صاحب! اس تاویل نے آپ کے علم وفضل کی پول کھول کر رکھدی ہے، کم ازکم یہ تاویل کرنے سے پہلے فتاوی رضویہ ہی غور کر کے دیکھ لیتے تو یہ رکیک تاویل کرنے کی جرأت نہ ہوتی، مولوی احمد رضاخان نے سائل کے دیوبندیوں کو مولانا ومولوی کہنے پر کفر کا حکم لگایا ہے، اور ظاہر ہے کہ سائل نے عرف کے لحاظ سے ہی دیوبندیوں کو مولوی یا مولانا کہا ہے، وضعی اور عرفی معنی کا یہ فرق اس بیچارے عام آدمی کے حاشیۂ خیال میں بھی شاید کبھی نہ آیا ہو، اور پھر فتوے کی عبارت بھی تو دیکھئے! لکھا ہے:

"دیوبندی عالم دین نہیں ان کے اقوال پر مطلع ہوکر انہیں عالم دین سمجھنا خود کفر ہے"۔ (فتاوی رضویہ ۱۶ / ۱۶۳)

لیجئے! فیصلہ ہوگیا کہ احمد رضا نے وضعی معنی نہیں؛ بلکہ عرفی معنی پر ہی مذکورہ حکم عائد کیا ہے؛ کیونکہ بقول بریلوی رئیس القلم ارشد القادری:

"مولوی مولانا اور ملا۔۔۔۔۔ یہ الفاظ (عرف میں) ایک ٹائٹل ہے، جو ایک مخصوص فن (علم دین) کی تکمیل کے بعد لوگوں کو ملا کرتا ہے"۔ (ملاحظہ ہو زیروزبر: ارشد القادری)

اور اسی معنی کے لحاظ سے آج پوری دنیا میں خصوصاً ہمارے دیار برصغیر میں مسلکی اختلافات کے باوجود اس مخصوص فن کی تکمیل کرنے والوں کو مولانا کہا جاتا ہے، اسی کا نام عرف ہے اور اسی پر احمد رضاخان کا کفر کا فتوی ہے، مفتی کے بقول مولانا کا معنی ہمارے آقا مراد لے تو کفر ہے جبکہ خان صاحب کے نزدیک عالم دین مراد لینا کفر ہے، اور مفتی صاحب کی بدقسمتی دیکھئے کہ دوسری تحریر میں اپنی مراد کی نہایت صاف انداز میں وضاحت کر کے اپنے کفر کا قطعی فیصلہ کردیا اور بتلادیا کہ میرے نزدیک لفظ مولانا کا وہی معنی مراد ہے جو احمد رضا کے نزدیک کفر ہے، چنانچہ اپنی تحریر میں لکھتے ہیں:

"آج دیوبندی جماعت میں مولانا ارشد مدنی صاحب کی حیثیت ذمہ دار عالم کی ہے۔

(ملاحظہ ہو دوسری تحریر صفحہ ۴ سطر ۸)

لیجئے! مفتی صاحب خود ملاحظہ فرمالیجئے کہ آپ کے نزدیک کون سے معنی مراد ہیں، سچ کہا ہے کسی نے ع دروغ گوراحافظہ نہ باشد

اب فیصلہ کر کے بتایئے کہ کیا آپ نے عالم دین مراد نہیں لیا؟

اور کیا دیوبندیوں کے اقوال پر مطلع ہوکر انہیں عالم دین کہنے والوں پر آپ کے اعلی حضرت نے حکم کفر نہیں لگایا؟

اور کیا آپ نے دیوبندیوں کے اقوال پر مطلع ہونے کے باوجود مولانا ارشد مدنی دیوبندی کو مولانا اور عالم نہیں لکھا؟

صریح کلمۂ کفر اور اس پر احمد رضا کا صریح فتویٰ کفر ہونے کے باوجود خوامخواہ آپ تاویلات کا سہارا لینے لگے جبکہ آپ کے اعلی حضرت تو فرماتے ہیں:

"کہ تاویل تو وہاں ہوتی ہے جہاں گنجائش ہو، لفظ صریح میں عذر تاویل مسموع ہی نہیں"

(ملخصاً: ملاحظہ ہو تمہید ایمان)

مفتی صاحب! جب آپ نے احمد رضا کے انہیں جیسے فتوے لیکر علماء دیوبند کے اقوال کو کفریہ کہنا شروع کیا (اگر چہ ان اقوال میں دور دور تک بھی شائبہ کفر نہیں تھا،) تو کیا علماء دیوبند نے آپ لوگوں کے مراد لئے ہوئے ان کفریہ معانی سے برأت کا اظہار کر کے اپنے اقوال کا صحیح مطلب اور جائز تاویلیں پیش نہیں کی؟ اور کیا آپ لوگوں نے محض ضد ہٹ دھرمی؛ بلکہ بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان تاویلات کو رد نہیں کر دیا؟

اب ہماری بھی سنیں کہ اپنے اعلی حضرت کے فتووں سے کفر کی زد میں آنے کے بعد تاویلات فاسدہ اور اعذار کاسدہ کا سہارا ڈھونڈنے کے بجائے ایمان داری کے ساتھ اپنے کفر کا اقرار کرلیں اور نکاح وایمان کی تجدید کرلیں یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ شرم کی وجہ سے

ناجائز تاویلات کی آڑ میں بغیر ایمان اور اپنی سابقہ منکوحہ کے ساتھ بغیر نکاح کی زندگی بسر کریں۔

بد نہ بولے کوئی ،گر میری سنے
یہ ہے گنبد کی صدا، جیسے کہے ویسی سنے

توبہ کرنے کے بجائے آپ نے دوسری تحریر میں اس کفر پر اصرار کر کے یہ پیغام دیا ہے کہ ع بے حیاباش وہر چہ خواہی کن

دوسری تحریر میں آپ نے لکھا ہے:

"مولانا ابوالحسن علی ندوی ،مولانا رشید احمد گنگوہی ،اور دو جگہ لکھا ہے مولانا ارشد مدنی صاحب"۔(ملاحظہ ہو تحریر دوم)

کیا یہ بے حیائی نہیں کہ کفر سے توبہ کے بجائے اصرار کیا جارہا ہے؛ بلکہ اس مرتبہ تو آپ نے مولانا ارشد مدنی کے ساتھ لفظ صاحب کا اضافہ کر کے اپنے کفر کو مزید مؤکد کر دیا ہے۔

شاید فتاوی رضویہ سے آپ اکتا گئے ہوں؟ تو لیجئے! دوسری کتاب سے احمد رضا خان صاحب کے مزید دو فتوے دیکھئے! کتنے صاف اور صریح ہیں، پڑھئے! اور اپنے ایمان و نکاح کے ختم ہونے پر ماتم کیجئے!

خان صاحب لکھتے ہیں:

"کسی بدمذھب کو مولانا صاحب کہنا کفر ہے" (الطاری الداری حصہ اول صفحہ ۳۴ مطبوعہ حسنی پریس بریلی)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"دیوبندی وہابی کو مولانا صاحب لکھنا کفر ہے"۔(الطاری الداری حصہ اول صفحہ ۲۲)

اب آپ کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہی سوائے اس کے کہ یا تو احمد رضا کے

بارے میں وہی نظریہ قائم کرلیں جو ہمارا ہے کہ احمد رضا ایک نا اہل ،ضدی ،متعصب ،اور نفس پرست مفتی تھا (اب غصہ میں کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مثال پوری کرتے ہوئے ہمیں صلوتیں سنانے کی بجائے اپنے اعلی حضرت پر کوئی مناسب تبصرہ کریں جیسا کہ اسی فتوے میں پھنسنے کی وجہ سے آپ کے رئیس القلم ارشد القادری نے احمد رضا کو کیا ہی خوب نصیحت دے ڈالی۔

لکھتے ہیں:

"اب آپ ہی بتایئے ! میں اپنی مظلومی کی فریاد کہاں لے جاؤں ،ایک عربی مدرسے کے فاضل کو میں نے مولوی ،مولانا ،اور ملا کہ دیا تو میرے لئے کفر وارتداد کا فتوی ہے۔ (زیروزبر صفحہ ۲۹۳)

آگے مزید برستے ہوئے لکھتے ہیں:

"مصنف کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ مولوی ،مولانا ،اور ملا ، یہ الفاظ ایمان واسلام کی سند کے طور پر استعمال نہیں کئے جاتے ہیں ؛ بلکہ ایک ٹائٹل ہے ،جو ایک مخصوص فن کی تکمیل کے بعد لوگوں کو ملا کرتا ہے تو وہ ایسی کچی بات ہر گز منہ سے نہیں نکالتے ،سچ ہی کہا ہے کہنے والوں نے کہ **تعلم ثم تکلم** یعنی بیٹے ! پہلے سیکھ اسکے بعد بولو یا قلم اٹھاؤ"۔(زیروزبر صفحہ ۲۹۴)

یہ تو تھی رئیس القلم کی نصیحت اب ہم امید کرتے ہیں کہ مناظر اعظم صاحب بھی ضرور اپنے اعلی حضرت کو کوئی نہ کوئی نصیحت دیکر ہمیں لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کریں گے۔

یا دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اعلی حضرت کو تو اعلی ہی رہنے دیں؛ لیکن خود کو مناظر اعظم کے بجائے کافر تسلیم کرلیں اور مناسب سمجھیں تو دوبارہ تجدید ایمان ونکاح کے ذریعہ مناظر اعظم کا منصب سنبھال لیں ،اب دیکھ لیں آپ کی کیا خوشی ہے!

من نگویم کہ ایں مکن وآں کن ☆ مصلحت بیں وکار آساں کن

تکبر کی انتہاء؛ منصب امامت کی تحقیر

مناظروں میں تو آپ کے فضل وکمال سے ہم واقف تھے ہی؛ لیکن آج آپ کے فقہ وقضاء کی قابلیت بھی ہمارے سامنے آ گئی، یقین مانئے! امام کے تعلق سے جتنی عامیانہ باتیں آپ ارشاد فرما گئے شاید کسی معمولی پڑھے لکھے آدمی سے بھی اس قسم کی جاہلانہ گفتگو کی توقع کی جا سکے؟ کس خوبصورتی سے آپ فرما گئے کہ:

"زبان نبوت نے مسجد کی امامت کا فضل وشرف اور ثواب آخرت کی بات تو بتائی ہے، مگر یہ نہیں فرمایا ہے کہ وہ مذہب کی قیادت وذمہ داری سنبھالنے کا اہل بھی ہوگا"۔

افسوس صد افسوس! مفتی صاحب! کاش آپ نے حدیث وفقہ کا معمولی سا بھی مطالعہ کیا ہوتا تو ایسی کچی بات زبان سے نہ نکالتے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بعد حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نیز ہر دور میں امت کے افضل ترین افراد اس منصب جلیل کو رونق بخش چکے ہیں؟ کیا یہ سب مذہب کی ذمہ داری وقیادت کے اہل نہیں تھے؟ (نعوذ باللہ) اور کیا زبان نبوت نے اقرأھم لکتاب اللہ واعلمھم بالسنہ افراد کو امامت کی پہلی پسند قرار نہیں دیا؟ اور کیا علم وتفقہ کے سب سے زیادہ ماہرین آپ کی نظر میں مذہبی قیادت کے اہل نہیں ہوتے؟ حد ہو گئی محض اپنے فریق کی عداوت ودشمنی نیز اپنی انانیت کے نشے میں تاریخ اسلام کے عظیم ترین منصب کو حقیر ترین ثابت کرنے پر تل گئے۔

فیاللعجب ولضیعۃ العلم والادب

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ دور حاضر میں بعض نااہل افراد اس منصب پر پہنچ گئے، جن کا مقصد صرف اور صرف مختلف طرح کے حیلے بہانوں کے ذریعہ عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنا ہے (مثلاً تیجہ، چالیسواں، عرس، میلاد کے نام پر موٹے موٹے نذرانے وصول کرنا) **اللھم احفظنا من شرورھم** ۔ایسے لوگوں پر ہم بھی لعنت بھیجتے ہیں؛ لیکن مفتی صاحب! کسی

اہم ترین منصب پر کسی نااہل کے براجمان ہونے سے وہ نفس منصب تو کم تر نہیں ہو جاتا، آج کون سا ایسا عہدہ ومنصب ہے جہاں نااہل لوگوں کا تسلط نہ ہو، افتاء وقضاء کا منصب آپ کی نظر میں سب سے اہم وافضل ہے تو کیا نااہل ونکمے لوگ مفتی وقاضی نہیں بنے، جنہوں نے چند پیسوں کی خاطر فتوؤں کو فروخت کیا (خود مفتی صاحب پر بھی ۵۰۰۰۰ کے عوض فتوی بیچنے کا الزام ہے تفصیل گذر چکی) بلکہ زمانے نے وہ سیاہ وقت بھی دیکھا جب بعض بدبختوں نے ایک بارہ یا تیرہ سال کے ایسے نابالغ وناسمجھ بچے کو منصب افتاء پر لا بٹھایا جس نے دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے کبھی گھر سے باہر قدم بھی نہ رکھا ہو (اس واقعہ کی تفصیل سے مفتی صاحب بھی بخوبی واقف ہیں) تو کیا ان تمام امور کو دیکھ کر علی الاطلاق یہ فیصلہ سنا دیا جائے کہ افتاء وقضاء والے مذہبی قیادت کے اہل نہیں ہوتے؟

مفتی صاحب بڑے فخریہ انداز میں لکھتے ہیں:

”یہ سراسر جھوٹ اور افراء وبہتان ہے کہ میں بنگلور کی مسجد بلال یا کسی بھی مسجد میں کبھی بحیثیت امام رہا“۔

ہمارے دیار میں یہ قاعدہ ہے کہ عموماً افضل کی موجودگی میں مفضول خود ہی ادباً پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اپنے سے افضل کی اقتداء میں نماز کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہے اور یہ بات شریعت مطہرہ کے بھی عین مطابق ہے (جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کی آہٹ پاکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مصلی چھوڑ دیا تھا)، لیکن افسوس ہے کہ مفتی صاحب کو ان کے ہم مسلک افراد میں کسی نے کبھی اس قابل سمجھا ہی نہیں، خیر یہ وہ جانیں اور ان کے متعلقین جانیں کہ ایسا کیوں ہوا؛ لیکن ہم تو مفتی صاحب کو یہی خیر خواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ ایسی معیوب باتوں کو چھپانا آپ کے لئے ظاہر کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

ہم نے تو صرف اس حسن ظن پر کہ ”اتنا بڑا مفتی اور مناظر اعظم کسی مسجد میں ہو تو ظاہر

ہے کہ پھر ایسے ویسے لوگوں کی کیا مجال کہ وہ امامت کیلئے آگے بڑھ سکیں" کہہ دیا تھا کہ بنگلور کی مسجد بلال میں امامت کرائی، آپ نے مسجد میں قیام پذیر رہنے کا تو دبی زبان میں اقرار کرلیا؛ لیکن امامت کو بہتان قرار دے دیا، اس کے جواب میں ہم اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں نے بلایا تو ہوگا اقتداء میں نماز کی سعادت حاصل کرنے کیلئے ؛ لیکن جب شرائط امامت سے خالی نظر آئے تو اور کوئی ذمہ داری سونپ دی ہوگی۔ **واللہ اعلم**

تجانب اہل السنہ سے برأت ؛ حقیقت یا مجبوری؟

بریلویوں کے نام نہاد شیر بیشۂ اہلسنت مولوی حشمت علی خان کے داماد ابوالطیب محمد طاہر داناپوری نے ایک بڑی دلچسپ کتاب بنام "تجانب اہل السنہ" لکھی، درحقیقت یہ کتاب بریلویوں کے شوق تکفیر کی آئینہ دار ہے، اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کی تقریباً تمام ہی سیاسی ،سماجی ،قومی ومذہبی تنظیموں ،اداروں ،اور شخصیات پر کفر کے فتوے لگائے گئے ہیں، اس کتاب کی اشاعت کے بعد بریلویوں کے ذوق تکفیر کو تو بڑی راحت ملی ؛ لیکن ساتھ ساتھ ذلت ورسوائی بھی خوب ہوئی، وجہ یہ بنی کہ اس کتاب کی موجودگی میں کوئی بریلوی کبھی یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ متحدہ ہندوستان کی تاریخ میں کبھی اس نے یا اسکے اکابرین میں سے کسی نے آزادی کی تحریک یا کسی بھی قومی ملی ومذہبی تحریک میں کوئی حصہ لیا ہو؛ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ انگریز کے خلاف اٹھنے والی ہر مسلمان کی آواز کو انھوں نے حق نمک خواری ادا کرتے ہوئے دبانے کی بھرپور کوشش کی اور جب کوشش کامیاب نہ ہوئی تو اسے اسلام سے خارج کر کے ہی دم لیا۔

اس مجبوری کی وجہ سے بریلویوں کے لئے صرف ایک راستہ تھا کہ اس کتاب سے

برأت ظاہر کردی جائے تاکہ سبکی کچھ تو کم ہو، چنانچہ مفتی صاحب کی طرح اور بھی متعدد بریلویوں نے اس کتاب کو غیر معتبر قرار دیکر اپنے جاہل عوام کیلئے تو تسلی کا سامان فراہم کر دیا؛ لیکن ان لوگوں (اہل حق مناظرین) کو کیسے مطمئن کریں گے جو اس پوری کاروائی اور اس کے پس منظر و پیش منظر سے بخوبی واقف ہیں؟

مفتی صاحب! کتاب کے معتبر و غیر معتبر ہونے کا دارومدار یا تو اس کے مصنف پر ہوتا ہے کہ مصنف معتبر ہے تو ظاہر ہے اسکی تصنیف بھی معتبر ہوگی، یا اس بات پر ہوتا ہے کہ اگرچہ مصنف تو اتنا زیادہ معروف و معتبر نہیں؛ لیکن جماعت کی معتبر و معروف شخصیات اسکی کسی تحریر یا تصنیف کی تائید و توثیق کر دیں تو بھی اسکی تحریر و تصنیف معتبر تسلیم کیجائیگی (اسکی ہمارے پیش نظر متعدد مثالیں بریلوی کتب سے ہی موجود ہیں، بطور نمونہ ایک مثال ملاحظہ فرمائیں! حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نوراللہ مرقدہ کی تصنیف لطیف براہین قاطعہ کی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے تائید و توثیق کر دی تو بریلویوں نے اس کتاب کو حضرت گنگوہی نوراللہ مرقدہ کی اپنی کتاب قرار دیدیا)، اس اصول کو مدنظر رکھیں اور سنیں کہ بریلوی تاریخ کے معتبر ترین مناظر مولوی حشمت علی خان کی تائید و توثیق اس کتاب کو حاصل ہے، اور حشمت علی خان کا بریلویوں کے یہاں کیا مقام ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود احمد رضا بریلوی اور ان کے صاحبزادگان حامد رضا و مصطفی رضا بھی اس پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں۔

چنانچہ عطاء الحشمت حشمتی لکھتے ہیں کہ:

”حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کو خلافت و شرف بیعت امام وقت مجدد ماۃ حاضرہ اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ سے حاصل ہے اور انہیں کی خدمت بابرکت میں رہ کر اپنے قلب کو نور ایمان سے منور فرمایا اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے، زمانہ طالبعلمی

میں آپ اکثر سرکار اعلی حضرت قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر رہتے، اعلیحضرت علیہ الرحمہ بھی آپ پر خاص شفقت فرماتے اور آپ کو عنایات سے نوازتے تھے، ۱۳۳۹ھ ہجری میں امام اہلسنت اعلیحضرت قبلہ قدس سرہ نے آپ کو" ولد موافق وغیظ منافق" کے خطاب سے مشرف فرمایا، اعلیحضرت جیسی عظیم شخصیت کے دربار میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے اس مقام وقرب سے ہی آپ کی عظمت وشان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے"۔

(فیصلہ کن مناظرے صفحہ ۱۴، مرتبہ: نعیم اللہ خان قادری)

بطور مناظر حشمت علی کی احمد رضا کے نزدیک کیا حیثیت؟ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں!

" ۱۳۳۸ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ ہلدوانی میں ایک معرکۃ الآراء مناظرہ ہوا جس میں سیدنا اعلیحضرت امام اہل سنت نے مولوی یاسین خام سرائی خلیفہ تھانوی سے مناظرہ ومقابلہ کیلئے شیر بیشۂ اہل سنت کا انتخاب فرمایا اس وقت شیر بیشۂ اہل سنت کی عمر صرف ۱۹ / سال تھی"

(ایضاً) آگے لکھتے ہیں:

" جب اعلی حضرت قدس سرہ نے اس مناظرے کی روئیداد سنی تو بہت خوش ہوئے، اور آپ کو اپنے سینہ مبارکہ سے لگالیا، بیشمار دعاؤں سے نوازا، ابوالفتح کی کنیت اور ولد مرافق جیسا مبارک لقب عطا فرمایا، اور فرمایا آپ ابوالفتح ہیں، نیز اپنا عمامہ شریف اور انگرکھا مبارکہ عنایت فرمایا۔ (ایضاً صفحہ ۱۴، ۱۵)

بریلویوں کے حجۃ الاسلام اور شہزادۂ اعلیحضرت حامد رضا خان کے صاحبزادے جیلانی میاں کا بیان بھی ملاحظہ فرمائیں!

" ابا جی علیہ الرحمہ (حامد رضا) فرمایا کرتے تھے، اللہ تعالی نے مجھے دو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ایک مولانا سردار احمد صاحب اور ایک مولانا حشمت علی صاحب"۔ (ایضاً)

بتایئے !جس شخص کی تائید بانی بریلویت احمد رضا اور اسکی اولاد کررہی ہواسکے معتبر ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟لیکن عجیب بات ہے کہ جب یہی احمد رضا کا معتمد شخص تجانب اہل السنہ کی تائید وتوثیق کرتا ہےتو مفتی صاحب اینڈ پارٹی کے نزدیک پھر بھی وہ کتاب غیر معتبر ہی رہتی ہے،حیرت ہے کہ اگر ایسے معتبر لوگوں کی تائید کا بھی کوئی اعتبار نہیں تو مفتی صاحب جیسے راہ چلتے مناظروں کا تو اللہ ہی محافظ ہے،آخر کیوں نہ حشمت علی کی تائید وتوثیق کی وجہ سے تجانب اہل السنہ کو بریلوی مذہب کی معتبر کتاب اورترجمان قرار دیدیا جائے اور آپ جیسے حضرات کے فیصلوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو آپ کے ممدوح علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ

ع اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

ثانیاً: اس کتاب کو آپ نے عبدالحکیم شرف قادری کے اعتماد پر غیر معتبر قرار دیا ہے، آپ کو شاید یاد ہو کہ مناظرہ بنگال میں جب شیر اسلام علامہ طاہر حسین گیاوی دامت برکاتہم نے سید ایوب علی رضوی بریلوی کی کتاب "مدائح اعلی حضرت" سے چند گستاخانہ اشعار پیش کئے تو آپ نے جواب نہ بننے کی صورت میں صاف فرمادیا تھا کہ یہ کتاب ہماری نہیں،اس کے مصنف پر جتنی چاہے لاحول پڑھو،لعنت بھیجو، یہ ہمارا نہیں، ہمارا معتبر نہیں ،وغیرہ وغیرہ (ملاحظہ ہو مناظرہ بنگال کی تحریری روداد) جبکہ آپ کے انہیں ممدوح عبدالحکیم شرف قادری نے اپنی کتاب "تذکرۂ اکابر اہلسنت" میں مدائح اعلی حضرت کے مصنف کو اپنے اکابرین میں شمار کیا ہےاور پورے تین صفحے اسکی تعریف وتوصیف میں سیاہ کرکے اسے اپنی پوری جماعت بالخصوص خاندان رضویہ کا معتمد ثابت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو !تذکرۂ اکابر اہلسنت صفحہ ۱۰۸،۱۰۹،۱۱۰)

جب مصنف معتبر ہے تو تصنیف کیوں معتبر نہیں ؟جس عبدالحکیم شرف قادری کے

اعتبار پر تجانب اہل السنہ کو غیر معتبر قرار دیا جارہا ہے اسی کے اعتماد پر مدائح اعلی حضرت کو کیوں معتبر نہیں سمجھ لیا؟ یقیناً آپ کے قوم شعیب کی طرح لینے کے باٹ اور ہیں دینے کے باٹ اور ہیں، یا آپ ہی کی زبان میں یوں کہا جائے کہ

ع میٹھا میٹھا ہپ ہپ

تحریری اغلاط اور مفتی صاحب کی بیچارگی

ہماری پہلی تحریر میں کتابت کی غلطی سے تاریخ میں ۲۰۱۶ء کے بجائے ۲۰۱۷ء لکھا گیا تھا (اگرچہ قمری تاریخ بالکل درست وصحیح لکھی ہوئی ہے) تو مفتی صاحب کو بہترین بہانہ ہاتھ آگیا، اور اسی بات پر لے دے شروع کردی ؛لیکن جب ہم نے مولوی احمد رضا خان کی کتاب اور ایک دوسری معتبر بریلوی کتاب میں بطور نمونہ فحش تاریخی اغلاط کی جانب مفتی صاحب کو متوجہ کیا تو ہوش ٹھکانے آگئے اور یہ الزام کاتب وناقل کے سر تھوپ دیا، بہت خوب !!! ویسے بریلویوں کی یہ عادت قدیمہ رہی ہے کہ جب بھی علماء دیوبند نے ان کی کتابوں میں موجود گستاخانہ عبارات کی نشاندہی کی تو ہمیشہ ان کا یہی جواب رہا کہ کاتب وہابی تھا یہ اسی کی کرشمہ سازی ہے، شاید یہ بریلویوں کی بدقسمتی ہے کہ انہیں اپنی کتابوں کی کتابت کیلئے بریلی میں کوئی بریلوی کاتب ہی نہیں ملا ہمیشہ دیوبندیوں اور وہابیوں سے انہوں نے اپنی کتابیں لکھوائیں، ہمیں انکی اس حرماں نصیبی پر افسوس ہے۔

ویسے ہمارے نزدیک تو انصاف کی بات یہ ہے کہ خطاء وغلطی سے پیغمبروں کے سوا کوئی محفوظ نہیں ،اغلاط مصنف سے بھی سرزد ہوسکتی ہیں اور کاتب سے بھی ؛اس لئے ہماری کتابوں میں بعض غلطیاں دکھانے کا کوئی فائدہ نہیں، مسئلہ تو آپ کے نزدیک ہے جہاں اسے

مرد ہی نہیں سمجھا جاتا جو ہر چیز کو اپنی ہتھیلی یا انگوٹھے کے ناخن کی طرح نہ دیکھ لے، (ملاحظہ ہو الملفوظ) اور آپ کے یہاں تو اپنے علماء بالخصوص احمد رضا کو ایسا معصوم سمجھا جاتا ہے کہ ان سے خطا کا وقوع تو درکنار امکان بھی محال ہے، (ملاحظہ ہو! مقدمہ احکام شریعت وغیرہ) اب ظاہر ہے اگر غلطی مصنف کی جانب منسوب کی جائے تو اسے نامرد بھی قرار دینا پڑیگا کہ جب کائنات کی ہر چیز کو کفِ دست کی طرح دیکھتا ہے تو قلم سے ہونے والی غلطیاں کیوں نظر نہیں آئی؟ اس لئے مجبوراً بلا دلیل بیچارے کاتب کو مجرم بنا دیا جاتا ہے۔

اب آپ مہربانی فرمائیں اور بریلی سے اپنے جواب دعوی پر تائید و تصدیق لکھوا کر لائیں تاکہ جلد از جلد شرائط وغیرہ طے کر لئے جائیں اور بلا وجہ مزید تاخیر نہ کرنی پڑے۔

فقط

ابو حنظلہ عبد الاحد قاسمی

ضمیمۂ تحریر بالا

مناظر اعظم صاحب کے اس پیغام میں دو مزید ایسی بھاری بھرکم جہالتیں سامنے آئیں جنکی طرف اُس وقت سفر وغیرہ کی مصروفیت کی بناء پر ہمارا ذہن نہیں گیا اسی لئے ہماری طرف سے بھیجی گئی جوابی تحریر میں بھی ان کا تذکرہ نہیں آیا، اب کتاب ترتیب دیتے وقت یہ دونوں جہالتیں ہمارے سامنے آئیں لہٰذا بطور ضمیمہ شامل کی جارہی ہیں، ملاحظہ فرمائیں!

تحریفِ قرآن کی ناپاک جسارت

(۱) کتاب "تقویۃ الایمان" میں آیت قرآنیہ لکھنے میں ہونے والی غلطی کی وضاحت کرتے کرتے مفتی صاحب خود ہی تحریف کر بیٹھے، چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"تقویۃ الایمان صفحہ ۸ میں ہے ان کل من السمٰوت والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احطھم وعدھم عدا جبکہ قرآن کریم سورہ مریم آیت ۹۶ میں ہے ان کل من السمٰوت والارض الا اتی الرحمن عبدا لقد احطھم وعدھم عدا"

تقویۃ الایمان کے جس نسخے کا مفتی صاحب حوالہ دے رہے ہیں وہ تو ہمارے پیش نظر نہیں؛ البتہ قرآن کریم بحمد اللہ سامنے موجود ہے اور مفتی صاحب غور سے سن لیں کہ قرآن کریم سورہ مریم آیت ۹۶ میں ہرگز ہرگز ایسی کوئی آیت موجود نہیں، ہاں سورہ مریم کی آیت نمبر ۹۳، ۹۴ میں ہے؛ لیکن وہ بھی اس طرح نہیں جس طرح آپ نے لکھی ہے: بلکہ یوں ہے اِن کُل من فی السمٰوٰت والارض الا اٰتی الرحمن عبدا ط لقد احصٰھم وعدھم عدا۔

تقویۃ الایمان سے پہلے خود اپنی ہی اصلاح کر لیتے تو اس شرمناک تحریف قرآن کی ضرورت نہ پڑتی، اگر تاریخ لکھنے میں غلطی ہو جائے وہ آپ کے اصول کے مطابق انسان کو منھ لگانے قابل نہیں چھوڑتی تو اندازہ کریں کہ آیت قرآنیہ میں غلطی وتحریف نے آپ کو کس قابل بنا کر چھوڑا ہوگا؟

دوسری بات: تاریخ لکھنے میں ہونے والی ہماری غلطی کو آپ سہو ماننے کے بجائے عمد قرار دینے پر مصر ہیں، جیسا کہ آپ کی تحریر شاہد ہے، تو کیوں نہ آپ کو بھی عمداً تحریف قرآن کا مجرم گردانا جائے؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جرم پر لتاڑ آپ کو اپنے گھر سے ہی سنائی جائے کیونکہ

ع ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تو لیجئے! ملاحظہ فرمائیں! قاضی فضل احمد لدھیانوی نے اپنی مشہور کتاب "انوار آفتاب

صداقت" میں (جس پر آپ کے اعلی حضرت کی تقریظ بھی موجود ہے) اسی موقع کیلئے کیا ہی خوب لکھا ہے کہ:

"میں حیران ہوں کہ آپ آیات قرآنی بتلا کر لکھتے چلے آئے ہیں، جو مسلمانوں کے قرآن شریف میں تو موجود نہیں، ہاں آپ کا کوئی قرآن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کے پاس ہو اور اس میں یہ آیت موجود ہو تو ہو، جس کی ہمیں پرواہ نہیں؛ لیکن آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن سے نکال کر دکھلائیے یا پتہ دیجئے ۔۔۔۔۔۔۔تب آپ کی قران دانی مانی جاسکتی ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے کورے ہیں ۔۔۔۔۔۔یہاں اللہ تعالیٰ کے کلام پاک قرآن شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کردی ۔۔۔۔۔۔۔مگر ہمارے مسلمانان اہل سنت و جماعت کے مذہب میں بہت بڑا کفر ہے"۔ (انوار آفتاب صداقت صفحہ ۱۶۵)

دیکھئے! تقویۃ الایمان دشمنی نے آپ کا کیسا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا، سچ ہے

ع چاند کو تھوکا منھ کو آتا ہے

جہالت کی انتہاء

(۲) اپنے اعلی حضرت کے فتوے کی وجہ سے کفر کی دلدل میں پھنس کر وضعی و عرفی معنی کا چکر دینے کیلئے جب بقراطی دکھانی شروع کی تو دیکھئے کیسی عامیانہ و جاہلانہ بات لکھ گئے کہ:

"لفظ "بت پرستی" کے وضعی معنی ہیں "بت کی عبادت و پوجا کرنے والا" اور عرفی معنی ہیں "محبوب کا تابع و فرماں بردار"۔

واہ! سبحان اللہ! یہ ہیں مناظر اعظم!!! جو اردو زبان کے فعل و فاعل کے فرق سے بھی ناواقف ہیں، لفظ بت پرستی فاعل نہیں جیسا کہ آپ نے ترجمہ کیا ہے، اس کا ترجمہ اگر آپ ضیاء الرحمن نامی اسکول ٹیچر سے بھی معلوم کر لیتے تو شاید اتنی بڑی جہالت کا ارتکاب نہ کرنا

پڑتا۔

اس اعلی قسم کی جہالت کے ثبوت کے بعد اگر آپ کو بھی قرآن کی زبان میں "سلاما" سنا دیئے جانے کے لائق قرار دیدیا جائے اور بریلی کی تائید وتصدیق کا مطالبہ کیا جائے تو کیا بیجا ہوگا؟

موت کا سا سناٹا

ہماری دندان شکن اور ٹھوس دلائل سے بھرپور تحریر پڑھنے کے بعد مناظر اعظم ایک بار پھر سے کوما میں چلے گئے، اور اس بار یہ مدت پہلے کے مقابلے کافی طویل ہوگئی؛ کیوں کہ پہلے جھٹکے (کھلا خط اور دارالعلوم دیوبند کی تائید) سے نبرد آزما ہونے کے بعد ابھی طبیعت کما حقہ معمول پر لوٹی بھی نہ تھی کہ ایک اور شدید جھٹکے (سترہ صفحات پر مشتمل تحریر بالا، جسے تھرڈ ڈگری کہنا زیادہ مناسب ہوگا) سے دوچار ہونا پڑ گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ بریلویت پر موت کا سا سناٹا چھا گیا، ہر طرف ہُو کا عالم، کسی بھی طرف سے کوئی آواز سنائی دینے کو تیار نہ تھی، مناظرہ کی گفتگو شروع ہونے سے پہلے مفتی صاحب کے جو حوارین خاموش کرنے کے باوجود خاموش ہونے کو تیار نہ تھے اب وہ بھی سکوت مرگ میں مبتلا تھے، حتی کہ بریلوی وکیل بھی صم بکم عمی کی تصویر بنا نظر آرہا تھا؛ بلکہ ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ مفتی صاحب کے ساتھ پوری بریلویت ہی کوما سینٹر میں بھرتی ہے۔

ہم صبر کے ساتھ مسلسل انتظار میں تھے کہ کوئی جواب آئے، بریلوی وکیل سے بار بار رابطہ کیا گیا، مفتی جی کے صاحبزادے کو بھی خوب پیغام بھیجے گئے (مفتی جی کے صاحبزادے ابا حضور کے دفاع میں اپنے وکیل کو درمیان سے ہٹا کر بلا وجہ محض سستی شہرت کی طلب میں

میدان میں آ دھمکے تھے اور ہمارے وکیل کو مفتی صاحب کی تحریریں بھیجنے کا فریضہ یہی انجام دے رہے تھے، ساتھ ہی ہر تحریر کے سرورق پر اپنا نام بھی لکھ دیا کرتے تھے تا کہ انکا بھی کچھ تعارف ہو جائے) لیکن یہ بھی باپ کے غم میں شریک بن کر بالکل بھی کچھ سننے یا جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھے، اسی حالت میں پورے دو ماہ کا عرصہ گذر گیا۔

لیکن جب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مزید انتظار برداشت سے باہر ہونے لگا تو مجبوراً پھر سے ایک تنبیہی خط مفتی صاحب کی خدمت میں روانہ کیا گیا، جو درج ذیل ہے!

مفتی صاحب کے نام تنبیہی خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب مفتی مطیع الرحمن صاحب

والسلام علی من اتبع الهدیٰ

گذارش ہے کہ مولوی احمد رضا خاں کے کفر و ایمان پر مناظرے کے تعلق سے آپکی دوسری تحریر کا جواب ہماری طرف سے بتاریخ ۲۳ / جولائی ۲۰۱۶ء کو بھیجا جا چکا ہے، جو اسی روز آپ کو موصول بھی ہو گیا تھا؛ لیکن آج بتاریخ ۲۳ / ستمبر ۲۰۱۶ء تک دو مہینے کا طویل ترین عرصہ گذرنے کے باوجود بھی آپ کی جانب سے ہمیں کوئی جواب نہیں ملا، ہمارے وکیل نے متعدد مرتبہ آپ سے رابطے کی بھی کوشش کی؛ لیکن جواب ندارد۔

بڑے انتظار کے بعد یاد دہانی کیلئے ہمیں یہ خط لکھنے پر مجبور ہونا پڑا۔

مفتی صاحب! آپ خیر سے مناظر اعظم بھی ہیں! ذرا سوچئے! اگر آپ کے جیسے لوگ بھی مناظروں سے فرار ہونے لگے تو دوسرے بریلوی مولویوں کا کیا ہوگا؟ اگر آج آپ کے جیسا مناظر اعظم بھی اپنے اعلی حضرت کا ایمان ثابت نہ کر سکا تو شاید پھر صبح قیامت تک بھی

کوئی بریلوی مناظر اس موضوع پر گفتگو کیلئے تیار نہ ہو سکے گا۔

مفتی صاحب !-----خوف مت کھائیے ! حوصلہ رکھئے ! میدان مناظرہ کب سے آپکی راہ تک رہا ہے ؛ لیکن آپ ہیں کہ سکوت مرگ سے باہر آنے کو تیار نہیں ، خود فیصلہ کیجئے ! کیا اس طرح فرار ہونا آپ کے اس منصب عظیم کے شایان شان ہے؟ ہرگز نہیں۔

اب دیر مت کیجئے ! اور جلد از جلد جواب دعویٰ کی تحریر مع تائید علماء منظر اسلام بریلی پیش کیجئے ! تا کہ پھر شرائط وغیرہ کے مراحل طے کئے جا سکیں اور زمانہ بغیر کسی طویل انتظار کے حق و باطل کے اس عظیم معرکہ کا مشاہدہ کر سکے ، ورنہ بصورت دیگر ؛ ہم بدرجۂ مجبوری آپ کے فرار کی داستان دنیا کے سامنے پیش کرنے کے مجاز ہوں گے ، جو یقیناً آپ کے لئے بہت بری خبر ہوگی۔

نوٹ :۔ جواب دعویٰ کی تحریر مع تائید علماء منظر اسلام بریلی کے بغیر کسی بھی طرح کی کوئی تحریر محض لغو اور باطل ہوگی ، جواب دعوی لکھ کر موضوع کو قبول کرنے کی ضمانت دیجئے ! اس کے بعد ہی آگے کی کاروائی شروع ہو سکتی ہے ، نیز جواب کیلئے اب مزید صرف سات دن کی مہلت دیجاتی ہے۔ فقط

ابوحنظلہ عبدالاحد القاسمی

امام وخطیب مرکزی مسجد سجان گڈھ

وناظم تحفظ سنت راجستھان

۲۰ / ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳ / ستمبر ۲۰۱۶ء بروز جمعہ

مفتی صاحب کی آخری تحریر اور مناظرے سے صاف انکار

تنبیہی خط پہنچنے کے تقریباً آٹھ دن بعد مفتی صاحب کی جوابی تحریر ہمیں موصول ہوئی۔

اب تک تو شاید مفتی صاحب یہ سمجھ کر خاموش بیٹھے ہوں کہ تھوڑا عرصہ اور گذر جائے تو معاملہ نسیاً منسیا ہوجائیگا اور یوں ہی جان چھوٹ جائیگی؛ لیکن خط پہنچنے کے بعد یہ غلط فہمی دور ہوگئی اور چارو ناچار اپنے حوارین کو مطمئن کرنے کیلئے دو تین ورق سیاہ کر کے بھیجنے پڑے اور اپنی بے بسی کا صاف اقرار کرتے ہوئے اس تحریر میں مناظرے سے بھی صاف انکار کر دیا اور معاملہ ختم کرنے کیلئے لکھ دیا کہ یہ ہماری آخری تحریر ہے، چونکہ مفتی صاحب کی یہ تحریر سابقہ تحریروں کے مقابلے قدرے طویل ہے؛ اس لئے ہم ساتھ ساتھ ہی اپنا تبصرہ بھی ہدیۂ قارئین کریں گے تاکہ قارئین کا ذہن منتشر نہ ہو اور ہر وسوسے کے بعد فوراً اس کا ازالہ بھی ہوجائے، نیز مفتی صاحب کی تحریر کو خلاصہ کی شکل میں پیش کرنے کے بجائے مکمل اور من وعن پیش کریں گے تاکہ ان کے حوارین کو بھی کسی قسم کا شکوہ نہ رہے۔

قارئین! ہم "**قولہ**" کے ذیل میں مفتی صاحب کی من وعن تحریر اور "**اقول**" کے ذیل میں اپنا تبصرہ پیش کریں گے، ملاحظہ فرمائیں!

مفتی مطیع الرحمن کی آخری تحریر اور اس پر ہمارا تبصرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ: امسال رمضان سے اب تک کا عرصہ میرے حق میں دنیاوی اعتبار سے شدید آلام ومصائب کا گذرا، پہلے عزیز ترین بیٹے افسر رضوی مرحوم ومغفور اچانک داغ مفارقت دے گئے، پھر یکے بعد دیگر دو بہوئیں آپریشن کے مراحل سے گذریں، اس کے بعد اکلوتی عزیزہ بہن کا ایکسیڈنٹ ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو جلد از جلد شفایاب فرمائے۔ آمین۔ کل سب سے پرانے عزیز ترین شاگرد مولانا طفیل احمد رضوی مرحوم کو زیر زمین دفن کر کے دیر

رات جامعہ نوریہ حاضر ہوا، تو آج عزیزی مولانا احمر رضوی سلمہ نے سجان گڈھ، راجستھان مسجد کے امام جناب ابوحنظلہ صاحب کا طویل رجسٹرڈ مکتوب اور ایک ای میل سے نکالی ہوئی دستی تحریر دی۔۔۔۔۔۔۔۔ابوحنظلہ صاحب کے اس رجسٹرڈ مکتوب اور دستی تحریر میں جو طرز تحریر ہے، اگر ماہنامہ "تجلی" دیوبند کے ایڈیٹر فاضل دیوبند جناب عامر عثمانی صاحب زندہ ہوتے تو وہ اس پر صحیح طور سے داد دیتے، میں اس سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف بعض ضروری نکات پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

مفتی صاحب کی قابل رحم صورتحال

اقول: یقین مانئے کہ مفتی صاحب کی تحریر کا یہ ابتدائی حصہ پڑھنے کے بعد ہمارا قلم خود بخود ساکت ہو گیا تھا؛ کیونکہ ان سطور میں جس طریقے سے اپنے اوپر ٹوٹنے والے شدید مصائب وآلام کا پردرد انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے وہ کسی بھی صاحب دل انسان کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دینے کیلئے کافی ہیں، یقیناً مفتی صاحب کے یہ اعذار (بشرطیکہ درست ہوں) مناظرے سے ہٹنے کیلئے نہایت معقول ہیں اور اخلاقاً ایسے شخص کو معذور و قابل رحم سمجھ کر چھوڑ دینا بھی چاہئے۔

اگر مفتی صاحب ابتداء میں ہی اپنی یہ مجبوریاں ہمارے سامنے رکھ دیتے تو بالکل بھی اس تعلق سے ان سے گفتگو آگے نہ بڑھاتے اور یہ معاملہ بہت پہلے ختم ہو چکا ہوتا؛ لیکن نہ جانے کس مصلحت کے پیش نظر انہوں نے یہ باتیں اپنی آخری تحریر میں اس وقت ظاہر کی جب انہیں ظاہر کرنے سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں تھا، خیر! یہ ان کا معاملہ تھا وہ جانیں، ہم تو یہی دعا کریں گے کہ ہر قسم کے دنیاوی واخروی مصائب وآلام سے اللہ رب العزت ہم سب

کی حفاظت فرمائے۔آمین!

عامر عثمانی مودودی اور بریلویت

ہماری تحریر کے متعلق مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"عامر عثمانی ہوتے تو اس پر داد دیتے"۔

مفتی صاحب! عرض ہے کہ آپ کے ممدوح عامر عثمانی مودودی نے صرف علمائے دیوبند ہی کو نہیں علمائے بریلی کو بھی خوب داد دی ہے، اگر آپ کے علم میں نہ ہو تو ہم نشاندہی کر دیتے ہیں، دیکھئے موصوف کیا لکھتے ہیں:

"ہمیں بریلوی قسم کی تحریروں کے پڑھنے کا اتفاق تو بارہا ہوا؛ لیکن زیر تبصرہ کتاب سے پتہ چلا کہ ہم اب تک اندھیرے ہی میں تھے، ہمیں ادراک نہیں تھا کہ بریلوی علم کلام بدتمیزی، فحاشی، گالی بازی، اور ننگی بازاریت کے کس معیار تک پہنچا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہم نے اللہ سے دعا مانگی کہ اے غفور الرحیم! "زلزلہ" پر تبصرہ کرتے ہوئے ہمارے قلب میں بریلوی مکتب فکر کے بارے میں جو تھوڑا سا حسن ظن تھا، اس کے لئے ہمیں معاف کر دے"۔(بریلوی فتنہ کا نیا روپ ص ۲۳۷، ۲۳۸)

لیجئے! انکی جس تحریر کی وجہ سے آپ حضرات پھولے نہیں سماتے تھے اس سے بھی انہوں نے علی الاعلان توبہ کر لی، ساتھ ہی بریلویت پر نہایت عمدہ تبصرہ بھی فرما دیا، ہم مفتی صاحب سے گذراش کریں گے کہ ایک مرتبہ اپنے ممدوح عامر عثمانی کا "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" نامی کتاب پر بریلویت اور اس کے بانی کے متعلق کیا ہوا تبصرہ مکمل پڑھ لیں، ان شاء اللہ دماغ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔

نوٹ:۔عامر عثمانی اگرچہ دیوبند کے باشندے تھے؛لیکن مودودی ذہن وخیال رکھتے تھے،اور مودودی کی فکری آوارگی کے خلاف علماء دیوبند کی لسانی وقلمی کاوشیں جگ ظاہر ہیں، اس لئے اپنے سربراہ ومقتداء کے دفاع میں انہوں نے علماء دیوبند پر بہت سی مرتبہ نہایت تندوتیز تبصرے بھی کئے ہیں؛لیکن مسلکی اختلاف کی وجہ سے ان کا کوئی بھی تبصرہ ہمارے خلاف حجت نہیں ہوسکتا،ہاں!البتہ بریلویوں کے لئے ضرور حجت ہوگا؛کیوں کہ ارشدالقادری کی بدنام زمانہ کتاب"زلزلہ" کی تعریف وتوصیف لکھنے کے بعد سے پوری بریلویت مسلسل انکی تعریف میں رطب اللسان ہے۔

مفتی صاحب! ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر جامعہ معینیہ اجمیر کے صدرالمدرسین اور بریلوی شیخ الاسلام قمرالدین سیالوی صاحب کے استاذ مولانا معین الدین اجمیری زندہ ہوتے تو آج مناظرے سے فرار کی اس جرأت پر آپ کو اسی طرح مبارک باد دیتے جس طرح انہوں نے اپنی کتاب"تجلیات انوارالمعین"میں احمد رضا خان کو جمعہ کی اذان ثانیہ کے مسئلہ پر مناظرے سے فرار کے بعد دی تھی۔

ابتدائی سطور پڑھنے کے بعد تو ہمیں مفتی صاحب پر بڑا ترس آیا؛لیکن جیسے جیسے ہم آگے پڑھتے گئے رحم کا یہ جذبہ کافور ہوتا چلا گیا؛کیونکہ اتنے شدید مصائب وآلام سے دوچار ہونے کے بعد بھی مفتی صاحب مختلف قسم کی الزام تراشیوں،کہ مکرنیوں،علمائے دیوبند پر کفریہ تہمتوں اور کردارکشیوں سے باز نہیں آئے،سچ ہے:

چور چوری چھوڑ سکتا ہے ہیرا پھیری نہیں

قولہ: (۱) قارئین یہ پڑھ چکے ہیں کہ سجان گڈھ راجستھان مسجد کے امام ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی،جن سے میں قطعی واقف نہیں تھا،ان کی پہلی تحریر مجھے مرشد آباد مغربی

بنگال کے اسکول ٹیچر مولانا ضیاء الرحمن کی معرفت موصول ہوئی تھی ،اس لئے جواب میں میں نے نہ تو ابوحنظلہ صاحب کومخاطب کیا تھا ، نہ ہی ان کو جواب بھیجا تھا؛ بلکہ مولانا ضیاء الرحمن کو ارسال کرادیا تھا مگر مسجد سجان گڈھ کے امام ابوحنظلہ صاحب نے براہ راست مجھی کو مخاطب کر کے میرے نام کھلا خط بھیج دیا،اس پر بھی میں نے ان کو براہ راست مخاطب نہ کر کے یہ لکھا کہ:

”ابوحنظلہ عبدالاحد امام مسجد سجان گڈھ ،راجستھان کی دونوں ہی تحریروں سے واضح ہے کہ انہیں بیٹھے بیٹھے مناظرہ کا شوق چڑایا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے مولوی عبدالامین قادری کو چھیڑا تھا،اوران کے بقول مولوی عبدالامین قادری نے ان کو میری بابت بتایا تھا۔ بہرکیف !اگر ابوحنظلہ عبدالاحد امام مسجد کے نزدیک بطور مناظر میری بہت زیادہ اہمیت نہیں ہوتی تو وہ مولوی عبدالامین قادری برکاتی صاحب سے کہتے کہ” آپ محمد مطیع الرحمن رضوی کولیکر آؤیا کسی اورکو یہ ذمہ داری تمہاری ہے“ وہ براہ راست مجھے خطاب نہیں کرتے“۔

تو اب ابوحنظلہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

”شہراندور کے بعض احباب کی وساطت سے معلوم ہوا کہ مذکورہ نام (عبدالامین برکاتی) کے کسی شخص نے بریلویوں کی جانب سے مناظرہ کی وکالت کی ذمہ داری لی ہےاور بطور مناظر اپنی جانب سے مفتی مطیع الرحمن کا نام پیش کیا ہے ،جبکہ اہلسنت والجماعت کی جانب سے ناچیز کومناظر منتخب کیا گیا ہے، چنانچہ اپنے اکابرین واساتذہ کے مشورے سے توکلاً علی اللہ احقر نے اس ذمہ داری کوقبول کرلیا؛لیکن جب بریلوی وکیل سے اس سلسلے میں مزید گفتگو کی کوشش کی گئی توانکی شرط یہ تھی کہ پہلے آپ کا مناظر ہمارے مناظر کو نامزد کر کے اپنا دعوی لکھ کر دے اس کے بعد ہی آگے کوئی گفتگو ہوگی ،اس لئے احقر نے نہایت صاف ستھرے انداز میں اپنا دعوی بنام بالخصوص مفتی مطیع الرحمن بالعموم تمام بریلوی علماء لکھ کر بریلوی وکیل

کے حوالے کردیا"

اگر مناظرہ کی پیش رفت ابوحنظلہ صاحب کی طرف سے نہ ہوتی تو مولوی عبداللہ امین برکاتی نام کے حقیقی یا فرضی شخص ان کے سامنے یہ شرط کیوں رکھتے، اور ان سے دعوے کی تحریر کیوں طلب کرتے؟ مزید یہ کہ جناب ابوحنظلہ صاحب دعویٰ کیسے لکھتے؟؟ میں حقیقی یا فرضی شخص اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آج تک اس نام یا کسی بھی نام کے کسی شخص نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا ہے، جبکہ شہر اندور میں مسلک اہل سنت معروف بہ بریلویت کے کئی ادارے اور معروف علماء بھی موجود ہیں؛ اسی لئے میں نے "شوق چرانے" کی بات لکھی تو غلط نہیں، میری جگہ کوئی اور ہوتا تو "کھجلی ہونے" کی بات لکھتا۔

اقول : (۱) پہلے نمبر کے تحت مفتی صاحب نے وہی پرانی باتیں دوبارہ دوہرائی ہیں کہ میں ابوحنظلہ کو نہیں جانتا، اپنے وکیل کو بھی نہیں جانتا، یہ تحریر مجھے اسکول ٹیچر نے دی، میں نے ابوحنظلہ کو براہ راست مخاطب نہیں کیا، انہوں نے مجھے براہ راست مخاطب کیا، مناظرہ کی پیش رفت ابوحنظلہ کی جانب سے ہوئی وغیرہ وغیرہ، چونکہ یہ تمام باتیں وہ ہیں جن کا ہم نے تفصیل کے ساتھ جواب دیدیا ہے، اور قارئین بھی ان باتوں کو بار بار پڑھتے ہوئے شاید اکتا گئے ہوں اس لئے اب دوبارہ انہیں باتوں میں الجھ کر ہم اپنا وقت خراب کرنا نہیں چاہتے، اگرچہ مفتی صاحب کی خواہش ہے کہ اصل موضوع کی بجائے انہیں غیر ضروری باتوں میں الجھا کر بات کا رخ موڑ دیا جائے۔

مفتی صاحب کی مہذبانہ زبان

ہاں! البتہ پہلے نمبر کی آخری سطر میں ناچیز کے متعلق مفتی صاحب نے نہایت ہی مہذب انداز میں ایک تبصرہ کیا ہے کہ:

”میں نے شوق چرانے کی بات لکھی تو غلط نہیں میری جگہ کوئی اور ہوتا تو ” کھجلی ہونے کی بات لکھتا“۔

واہ مفتی صاحب واہ! اب ہمیں اچھی طرح یقین آیا کہ آپ پکے بریلوی ہیں۔

بریلویت کی پہچان؛ فحش گوئی

اصل میں بات یہ ہے کہ مسلسل تجربہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وہ شخص پکا بریلوی ہو ہی نہیں سکتا جو اپنے مخالفین کے متعلق فحش اور غلیظ زبان استعمال نہ کرے، فحش گوئی بریلویوں کا موروثی پیشہ ہے جو ان کے اعلی حضرت سے انہیں ورثے میں ملا ہے، اس نے بھی زندگی بھر اپنے مخالفین کے خلاف بازاری وگھناؤنی زبان استعمال کی اور اب یہی کام اس کے نام لیوا وحوارین بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں، ان کے یہاں جو جتنا بڑا بدزبان وبدتمیز ہوگا وہ اتنا ہی بڑا حضرت ہوگا، حتی کہ سب سے بڑے فحش گو اور بدزبان کو یہ لوگ اعلی حضرت سمجھتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ احمد رضا خان کی کتابوں میں جس قسم کی غلیظ زبان کا استعمال کیا گیا ہے کوئی شریف وسنجیدہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ہم اگر اسکی یاوہ گوئیوں کے نمونے پیش کرنے لگیں تو شاید یہ مختصر رسالہ اس کا تحمل نہ کر سکے؛ البتہ جسے نمونے دیکھنے کا شوق ہو وہ خالی الذہن ہو کر خان صاحب موصوف کی درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں:

(۱) سبحن السبوح (۲) فتاوی رضویہ (۳) فتاوی افریقہ (۴) الطاری الداری سہ حصص (۵) وقعات السنان (۶) ادخال السنان (۷) خالص الاعتقاد (۸) الکوکبۃ الشہابیہ (۹) حدائق بخشش حصہ سوم (۱۰) اجلی انوار الرضا وغیرہ، تلک عشرۃ کاملۃ۔

ان مذکورہ کتابوں میں نہ صرف اپنے مخالفین؛ بلکہ اللہ رب العزت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، اولیاء عظام، اور امہات المؤمنین کے متعلق ایسی زبان استعمال کی گئی ہے کہ بازاری واوباش قسم کے لوگ بھی اسے سن کر شرمندہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

بطور اتمام حجت احمد رضا کی فحش گوئی پر ہم بریلویوں کے گھر سے ہی دو شہادتیں پیش کر دیتے ہیں تاکہ ان لوگوں کی بھی زبان بندی ہوجائے جو ان فحش مغلظات کو حکمت ضالہ سمجھ کر سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔

چنانچہ بدایوں کے مشہور ومعروف بریلوی عالم مفتی خلیل احمد خان برکاتی قادری لکھتے ہیں کہ:

"مولوی احمد رضا خاں اس قدر تیز مزاج آدمی تھے کہ علماء بدایوں سے ایک فروعی مسئلے کے اختلاف میں اس قدر سخت نازیبا الفاظ علماء بدایوں کی شان میں لکھے جس کو پڑھ کر اہل ایمان مولوی احمد رضا خاں کی طبیعت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں الخ"۔ (انکشاف حق ص)

ایک اور بریلوی علامۃ الہند علامہ معین الدین اجمیری کا بیان تو نہایت ہی واضح وفیصلہ کن ہے، لکھتے ہیں:

"ایسے حضرات کو جو عباد الرحمن اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے وارث ہیں صاف لفظوں میں مؤنث کہا گیا ہے کہ جس کو سن کر بازاری اور اوباش تک کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں، اس کے بعد وہ کون سا درجہ ہے جس کی بنا پر اعلی حضرت کو فحش گو قرار دیا جائے، دنیا میں جب اعلی درجے کا فحش گو اپنی انتہائی فحش گوئی کی نمائش کرے گا تو اس کی فحش گوئی کا خاتمہ بھی ایسے

جملوں پر ہوتا ہے جن کا صدور آئے دن اعلیٰ حضرت کی ذات سے علمائے کرام کی شان میں ہوتا رہتا ہے، فرق ہے تو صرف اس قدر کہ اس کی فحش گوئی کیلئے کوئی طائفہ مخصوص نہیں اور اعلیٰ حضرت کی فحش گوئی کا مورد خاص علماء کرام کا طبقہ ہے۔ (تجلیات انوار المعین ص ۳۶)

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سچ کہا ہے کہ: " الفضل ما شهدت به الاعداء " کمال تو یہ ہے کہ دشمن گواہی دیں۔

اپنی آبائی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اگر مفتی صاحب نے بھی نہایت صفائی ومہارت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی پسندیدہ زبان استعمال کی تو چنداں جائے تعجب نہیں؛ کیوں کہ مثل مشہور ہے" کل اناء یترشح بمافیه۔" ساتھ ہی یہ معصومانہ انداز بھی بڑا پُرلطف ہے کہ کوئی اور ہوتا تو یوں کہہ دیتا، بھلا مناظر اعظم تو آپ ہیں دوسرا آپ سے اچھی فحش گوئی کیونکر کرسکتا ہے؟

قوله: (۲) میں نے اپنی پہلی تحریر میں واضح کردیا تھا کہ اس موضوع پر مناظرہ ۱۰ /۱۱ / ۱۲ /فروری ۲۰۰۸ء کو اٹارسی میں ہو چکا ہے، اس میں دیوبندیوں کا جو حشر ہوا تھا وہ نیٹ پر بنام" مناظرۂ اٹارسی" دیکھا جاسکتا ہے، اب کسی کو نیا مناظرہ دیکھنے کا شوق ہو تو وہ مانے جانے دیوبندی علماء مثلاً: مولانا ارشد مدنی یا دارالعلوم دیوبند کے کسی مفتی یا مدرس کو اس کے لئے تیار کریں یا وہ حضرات کسی کو تحریری طور پر وکیل بنادیں، تو اس سے مناظرہ ہوسکتا ہے۔

تو ابوحنظلہ صاحب نے اپنے جواب میں یہ ایک سطری تحریر شامل کی تھی ۔۔۔۔" بندہ اس دعوت مناظرہ کی تائید کرتا ہے، **والسلام** ۔محمد راشد اعظمی مدرس دارالعلوم دیوبند"

اس پر میں نے لکھا تھا کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔" میرے مطالبۂ وکالت نامہ پر ابوحنظلہ

صاحب کے کھلا خط میں دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ مناظرہ کے نگراں اور شعبۂ تحفظ سنت کے ناظم اعلی نیز دارالعلوم کے درجات علیا کے مؤقر و معتمد ترین استاد مفتی محمد راشد اعظمی صاحب دامت برکاتہم کے اعلان کے ساتھ جو تحریر شامل کی گئی ہے، وہ نہ تو دارالعلوم کے لیٹر پیڈ پر ہے، نہ اس پر دارالعلوم کی مہر لگی ہے کہ کسی درجہ میں بھی اعتبار کے لائق ہو"۔۔۔۔۔ابوحنظلہ صاحب نے اس مکتوب میں بھی بڑے طمطراق سے اس ایک سطری تحریر کا تذکرہ کیا ہے۔

اگر واقعی یہ دارالعلوم دیوبند کے ان اعلیٰ مناصب پر فائز جناب راشد صاحب ہی کی تحریر ہے، تو افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ابوحنظلہ صاحب تو خیر مسجد کے امام ہیں، اُس ملقب باعلی القابہ راشد اعظمی صاحب کو بھی معلوم نہیں کہ کسی بات کی تائید کرنا الگ چیز ہے اور کسی کو وکیل بنانا الگ چیز، ان کی یہ تحریر دعوت مناظرہ کی تائید سے متعلق ہے، ابوحنظلہ صاحب کو وکیل بنانے سے متعلق نہیں۔

اقول:(۲) حضرت مولانا مفتی محمد راشد اعظمی دامت برکاتہم کی اپنی تحریر مع دستخط صرف اس لئے لائق اعتبار نہیں کہ وہ دارالعلوم کے لیٹر پیڈ پر ہے نہ اس پر دارالعلوم کی مہر ہے جبکہ خود کی حالت یہ ہے کہ ابھی تک جناب کی کسی بھی تحریر پر اصل دستخط تک موجود نہیں، اگر آنجناب کی تحریر بغیر دستخط کے بھی لائق اعتبار ہے تو حضرت مفتی صاحب کی مع دستخط کیوں لائق اعتبار نہیں؟ واہ مفتی صاحب! خود تو اپنی تحریر پر دستخط بھی کرنے کو تیار نہیں اور دوسروں سے مطالبہ لیٹر پیڈ و مہر کا! قوم شعیب کی طرح لینے کے باٹ اور ہیں دینے کے اور۔

اس دوسرے نمبر کے تحت مفتی صاحب نے جو کچھ بھی فرمایا ہے، ہم گذشتہ تحریر میں اس کا جواب دے چکے ہیں نیز ساتویں نمبر کے تحت لکھی گئی باتیں بھی تقریباً یہی ہیں اس لئے اس عنوان پر مفصل بحث ساتویں نمبر کے تحت ہدیۂ ناظرین کریں گے۔ ان شاء اللہ

قولہ: (۳) میرے مطالبۂ وکالت نامہ پر ابوحنظلہ صاحب نے مجھ سے بھی مطالبہ کیا تھا کہ میں بھی بریلی شریف کا وکالت نامہ پیش کروں، اس پر میں نے لکھا تھا:

"مناظرہ شخصی بھی ہوسکتا ہے اور جماعتی بھی، مناظرہ جب جماعتی ہوتو مناظر کی حیثیت اس جماعت کے وکیل ونمائندے کی ہوتی ہے؛ اس لئے ایسے مناظرہ کا مناظر وہی ہوگا جس کی پہچان اس جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے ہوگی یا اس جماعت کے نمائندہ لوگ اسے اپنا وکیل تسلیم کریں، آج دیوبندی جماعت میں مولانا ارشد مدنی صاحب کی حیثیت ذمہ دار عالم کی ہے، اسی طرح جو حضرات دارالعلوم دیوبند کے مفتی ومدرس ہوں گے ان کی حیثیت بھی دارالعلوم کے حوالے سے ذمہ داروں کی ہوگی، لہذا جن حضرات کی یہ حیثیت نہیں ہے، وہ اگر مناظرے کے خواہشمند ہوں تو ان سے ذمہ دار حضرات کی طرف سے وکالت نامہ کا مطالبہ عقل اور اصول مناظرہ کے عین مطابق ہے، فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی کی پہچان اپنی جماعت میں نمائندہ کی حیثیت سے ہے، اسی لئے کسی مناظرہ میں اس فقیر کے مناظر ہونے پر علمائے دیوبند نے بھی اعتراض نہیں کیا، بنابریں اب اس سے اس قسم کا کوئی مطالبہ عقل اور اصول مناظرہ کے خلاف ہی ہے"

اس کے جواب میں ابوحنظلہ صاحب نے میری حیثیت نمائندگی کو چیلنج کرتے ہوئے "رقص ابلیس" نامی کتاب کا حوالہ دیا ہے، تو عرض ہے کہ جس طرح گذشتہ صدی میں سجان گڈھ مسجد کے امام جناب ابوحنظلہ صاحب کے بڑے بزرگوں یعنی علمائے دیوبند نے مل جل کر پہلے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام سے "مراۃ الحقیقۃ" سیدنا حمزہ مارہروی کے نام سے "خزینۃ الاولیاء" امام احمد رضا کے جد امجد مولانا رضا علی کے نام سے "تحفۃ المقلدین" و"ہدایۃ الاسلام" اور والد ماجد مولانا نقی علی کے نام سے "ہدایۃ البریہ" نامی فرضی کتابیں منسوب کردی تھی، جن سے اہل سنت کے برخلاف عقائد کا اظہار ہورہا تھا۔ مزید برآں انہیں کے نام سے

ایک فتویٰ مع مہر گھڑ کر شائع کر دیا تھا۔اور لطف یہ کہ مہر میں ۱۳۰۱ھ لکھا تھا، حالانکہ آپ کا وصال ۱۲۹۷ھ میں ہو چکا تھا، گویا اپنے وصال کے پانچ سال بعد یہ فتویٰ لکھا تھا اور اس پر مہر کی تھی۔(تفصیل کیلئے دیکھئے فتاویٰ رضویہ جدید ج ۱۵ ص ۹۰) پھر اسی کے سہارے دیوبندی حضرات کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد نے "شہاب ثاقب" میں آپ کے عقیدہ کی حیثیت کو چیلنج کرنے کی سعی ناکام کی تھی (دیکھئے ردشہاب ثاقب) اور جس طرح امام احمد رضا کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں کے نام سے جعلی خط اخبار "الخلیل" بجنور مطبوعہ ۲۰ / اکتوبر ۱۹۲۱ء میں شائع کیا تھا ،جس کا رد خود حضرت حجۃ الاسلام کی طرف سے ۳۱ / اکتوبر کو "اخبار دبدبہ سکندری" رامپور میں شائع ہوا (حیات اعلی حضرت ج ۲ ص ۶۰۸ تا ۶۱۰ مطبوعہ پور بندر گجرات) پھر تقریباً پچیس سال پہلے سنیت کے پردہ میں منھ چھپائے ایک فرضی شخص سید ظہور الدین خاں کانپوری کے نام سے ایک جعلی کتاب "روح اعلی حضرت کی فریاد" چھاپ کر جا بجا بذریعہ ڈاک بھیجی گئی تھی ،جس کے جواب میں اس فقیر رضوی نے "امام احمد رضا حقائق کے اجالے میں" نام کی کتاب لکھی اور "المجمع الاسلامی" مبارکپور نے شائع کی تھی ،ٹھیک اسی طرح اس صدی میں "رقص ابلیس" گڑھ کر چھپوائی ، پھر اسی کے سہارے میری حیثیت نمائندگی کو چیلنج کرنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے۔مگر

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ☆ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

اقول:(۳) ہم نے اپنی سابقہ تحریر میں مفتی صاحب کی اس خوش فہمی کو خاک میں ملا دیا تھا کہ فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی کی پہچان اپنی جماعت میں نمائندے کی حیثیت سے ہے۔ہم نے ناقابل تردید دلائل پیش کر کے مفتی صاحب کا کچا چٹھا عوام کے سامنے کر دیا تھا، جسے پڑھکر مفتی جی تلملا اٹھے اور اپنے حیثیت بچانے کے چکر میں اس تیسرے نمبر کے تحت

ایسی عامیانہ وجاہلانہ باتیں ارشاد فرما گئے کہ یقین کرنا مشکل ہو گیا کہ یہ کسی مناظر اعظم کی تحریر ہے۔

اپنی حیثیت دکھانے کیلئے مفتی صاحب نے تیسرے نمبر کے تحت جو باتیں ارشاد فرمائی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"ابوحنظلہ نے صرف "رقص ابلیس" (کتاب کا نام "ابلیس کا رقص" ہے، شاید بریلویوں کے یہاں مناظر اعظم کا منصب رکھنے والوں کو کتابوں کے نام الٹ پلٹ کرنے کے اختیارات ہوتے ہوں گے) نامی کتاب کے ذریعہ میری حیثیت کو چیلنج کیا ہے، یہ کتاب فرضی وگھڑی ہوئی ہے، اس لئے اس کتاب سے میری حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، ابوحنظلہ کے بزرگ پہلے بھی فلاں اور فلاں کے نام پر فلاں فلاں کتابیں، فتاویٰ، وخطوط گھڑ چکے ہیں، مولانا نقی علی والد احمد رضا کے نام پر بھی "ہدایۃ البریہ" نامی کتاب گھڑ چکے ہیں۔ انتھی ملخصاً

مفتی صاحب نے اپنی اس گفتگو میں درج ذیل دعوے کئے ہیں:

(۱) ہم نے صرف "ابلیس کا رقص" نامی کتاب کی بنیاد پر ان کی حیثیت کو چیلنج کیا۔

(۲) "ابلیس کا رقص" نامی کتاب فرضی ہے اور یہ دیوبندیوں نے بریلویوں کے نام سے گھڑ کر چھپوائی ہے۔

(۳) ہمارے اکابرین علماء دیوبند بریلویوں کے نام پر کتابیں، فتوے، اور خطوط وغیرہ گھڑنے کے عادی ہیں۔

(۴) "ہدایۃ البریہ" نامی کتاب نقی علی کی نہیں؛ بلکہ علماء دیوبند نے گھڑ کر انکی جانب منسوب کی ہے۔

اب ہم بالترتیب ان تمام باطل دعاوی وا کاذیب کا جائزہ لیتے ہیں:

(۱) کیا صرف "ابلیس کا رقص" کی بنیاد پر مفتی صاحب کی حیثیت کو چیلنج کیا گیا؟

یہ بات سراسر غلط اور کذب وخیانت ہے کہ ہم نے صرف "ابلیس کا رقص" کی بنیاد پر مفتی صاحب کی حیثیت کو چیلنج کیا ہے، ہر انصاف پسند جس نے بھی ہماری تحریر پڑھی ہے اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم نے "ابلیس کا رقص" کے علاوہ بھی متعدد حوالجات پیش کئے ہیں جن کا تذکرہ مفتی صاحب نے مناسب نہیں سمجھا، اصل میں ہم نے مفتی صاحب کے دو فتووں کو بنیاد بنا کر ان کی حیثیت کو چیلینج کیا ہے:

(۱) ٹی وی پر تصاویر کے ساتھ اسلامی پروگرام کے جواز بلکہ مستحسن ہونے کا فتوی!

(۲) الیاس قادری، نام نہاد دعوت اسلامی اور مدنی چینل کی حمایت وتائید!

ان دونوں فتووں کے ثبوت پر ہم اپنی سابقہ تحریر میں بقدر ضرورت گفتگو کر چکے ہیں مزید ملاحظہ ہو!

ٹی وی کے جواز؛ بلکہ استحسان کا فتوی

(۱) ایک طرف تو تمام ہی قابل ذکر مفتیان بریلی ٹی وی پر کسی بھی قسم کے تصویروں والے پروگرام کے حرام واشد حرام ہونے کے فتوے جاری کر رہے ہیں، چنانچہ شرعی کونسل آف انڈیا (بریلی شریف) کے تحت بتاریخ ۲/ تا ۴/ جولائی ۲۰۱۰ء کو مرکز الدراسات

الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی میں ایک فقہی سیمینار؛ اختر رضا خان ازہری میاں کی زیر قیادت منعقد ہوا، جس میں ملک کے تقریباً تمام ہی قابل ذکر بریلوی مفتیوں نے شرکت کی، چند اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں!

(۱) بریلوی تاج الشریعہ اختر رضا خاں ازہری میاں، بریلی

(۲) بریلوی محدث کبیر ضیاء المصطفی، گھوسی

(۳) مفتی محمد ایوب نعیمی، شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(۴) بریلوی استاذ الفقہاء قاضی عبدالرحیم بستوی، مرکزی دارالافتا بریلی شریف

(۵) شاہزادہ صدر الشریعہ، مفتی بہاء المصطفی، جامعۃ الرضا بریلی

(۶) مفتی قاضی فضل احمد صاحب بنارس

(۷) مولانا شہاب الدین صاحب، فیض الرسول براؤں شریف

(۸) مفتی محمد معراج القادری صاحب، مبارکپور

(۹) مفتی محمود اختر صاحب ممبئ

(۱۰) مفتی محمد شمشاد صاحب، گھوسی وغیرہ تلك عشرة كاملة۔

ان تمام مفتیان کرام نے اتفاق رائے سے یہ فتوی صادر فرمایا کہ:

"مسئلہ ٹی وی، مووی کے تعلق سے یہ ہوا کہ ان میں نظر آنے والی صورتیں، تصاویر ہی ہیں اور ان پر تصاویر ہی کے احکام ہیں، ان کا دیکھنا، دکھانا، ان میں اپنی تصاویر کے ساتھ پروگرام نشر کرنا ناجائز و گناہ ہے"۔ (اقتباس از متفقہ فیصلہ فقہی سیمینار)

ان کے علاوہ بھی بیشمار بریلوی مفتیوں کے فتاوی کی نقول ہمارے پاس موجود ہیں جن میں تصاویر کے ساتھ ٹی وی پر کسی بھی طرح کے پروگرام دیکھنے دکھانے کو سخت ناجائز و حرام قرار دیا گیا ہے۔

دوسری طرف مفتی مطیع الرحمن صاحب کوبھی دیکھئے! جو ان مذکورہ تمام مفتیوں کے علی الرغم ٹی وی پر تصاویر کے ساتھ نشر ہونے والے پروگرام کو نہ صرف جائز؛ بلکہ مستحسن قرار دیتے ہیں اور اسے دیکھنے کے فوائد بھی شمار کراتے نظر آتے ہیں۔

موصوف لکھتے ہیں:

"جاندار کی تصویر بنانا بلاشبہ حرام ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں بھی آئی ہیں، مگر تصویر بنانا دوسری چیز ہے اور دیکھنا دوسری چیز، ٹی وی پر پروگرام دیکھنے والوں کیلئے تصویریں بنانا ضروری تونہیں، وہ تو بنائے بغیر بھی دیکھی جاسکتی ہیں، جو علماء ٹی وی پر خالص دینی پروگرام بھی دیکھنے کو ناجائز بتاتے ہیں، اوراس کے ناجائز ہونے کی علت تصویر دیکھنے کو قرار دے رہے ہیں، توکیا وہ اسی بنیاد پر لغت اور طب کی باتصویر کتابیں بلکہ بالعموم اخبارات کا دیکھنا اور پڑھنا بھی حرام قرار دیں گے؟ــــــــ جب وہ علماء اخبارات اور لغت وطب کی باتصویر کتابیں دیکھنے اور پڑھنے کوحرام قرارنہیں دیتے ہیں، پاسپورٹ اور ویزا حاصل کرنے، بینک میں اکاؤنٹ کھلوانے اور ڈرائیونگ لائسنس بنوانے کو ناجائز وحرام ٹھہرا کر مسلمانوں کو اس سے بچنے کا فتوی نہیں دیتے ہیں؛ بلکہ خود بھی اس سے احتراز نہیں کررہے ہیں، تو کیا صرف خالص اسلامی تعلیمات پر مبنی ٹی وی پروگرام ہی ان کے فتاوی کا مشق ستم بننے کیلئے ہے؟ــــــــــ بہرکیف جو چینل دینی تعلیمات پر مبنی پروگرام نشر کرتا ہے، ٹی وی پر اس کے اس دینی تعلیمات پر مبنی پروگرام کو دیکھنا، سننا اور اس سے اسلامی تعلیمات حاصل کرنا موجودہ حالات میں نہ صرف جائز بلکہ نہایت مستحسن ہے"۔ (اقتباس از مطبوعہ فتوی مفتی مطیع الرحمن)

کیا تمام مفتیان بریلی کے اجماع کے خلاف اس طرح کھلے عام بغاوت کرنے کے باوجود بھی مفتی صاحب کی حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا؟ موجودہ صورتحال میں دونوں

فریق (مفتی صاحب و بریلوی شرعی کونسل) میں سے کسی ایک کی حیثیت ختم ہونا یقینی ہے، اب یہ فیصلہ تو بریلویوں کی شرعی کونسل کو ہی کرنا چاہئے، کہ حرام واستحباب کے اس ٹکراؤ میں کس کی حیثیت باقی رہی اور کس کی ختم ہوگئی؟

الیاس قادری کی حمایت وتائید

(۲) دوسرے مسئلہ میں بھی ایک طرف بریلوی مفتیوں کا جم غفیر الیاس قادری کے کفر وضلالت کے واضح فتوے دے چکا ہے، بعض فتوے تو ہم نے اپنی سابقہ تحریر میں نقل کردئے اور سینکڑوں فتوے ہمارے پاس مزید موجود ہیں، اور یہ تمام فتوے ہم نے "ابلیس کا رقص" سے نہیں لئے؛ بلکہ ان میں سے اکثر کی نقول ہمارے پاس محفوظ ہے، جن میں بعض تو اتنے شدید ہیں کہ الیاس قادری کو دنیا کا خطرناک ترین کافر وگستاخ ثابت کرتے ہیں، نیز الیاس قادری کے خلاف صرف یہی ایک کتاب "ابلیس کا رقص" نہیں لکھی گئی؛ بلکہ پاک وہند کے متعدد بریلوی علماء کی درجنوں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوکر بازار میں عام دستیاب ہیں، ان میں سرفہرست بریلوی علامہ ابوداؤد محمد صادق کا الیاس قادری کے نام طویل مکتوب (جو اب مستقل رسالے کی صورت میں چھپ چکا ہے) بریلوی ضیغم اہل سنت حسن علی رضوی کا طویل مضمون (جو ماہنامہ رضائے مصطفی اکتوبر ۲۰۰۹ء میں چھپا) سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز، کی طویل تحریر (جو ماہنامہ "سنی آواز" ناگپور کے نومبر ودسمبر ۲۰۱۲ء کے شمارے میں چھپی) مفتی غلام سرور قادری، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لاہور کا رسالے کی شکل میں مطبوعہ فتوی، مفتی شمشاد حسین رضوی بدایونی کے مطبوعہ رسالے وفتوے، خلیفہ تاج الشریعہ فخر الدین احمد قادری مصباحی ناگپوری کی مطبوعہ کتاب وغیرہ، یہ سب بریلویوں کے معتبر علماء کی تحریریں ہیں جن میں الیاس قادری اور اسکی نام نہاد دعوت اسلامی کی دھجیاں اڑائی گئی

ہیں (شاید مناظر اعظم صاحب ان تمام علماء اور انکی کتابوں کو بھی فرضی قرار دیدیں) مزید برآں نیٹ پر بریلی سے مبارکپور تک کے سینکڑوں بریلوی علاّموں کے بیانات موجود ہیں جو بیچارے الیاس قادری کیلئے زہر میں بجھے کسی خنجر سے کم نہیں۔

اس کے برخلاف دوسری طرف مفتی مطیع الرحمن ہیں جو کفر وضلالت توہین وگستاخ جیسے سینکڑوں فتووں تلے دبے الیاس قادری کی حمایت میں کھل کر میدان میں ہیں اور خاندان اعلی حضرت نیز گھوسی، مبارکپور ونا گپور کے بڑے بڑے مفتیوں سے دست وگریباں ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ میدان کارزار میں اس طرح نورا کشتی ہو اور فریقین کی پگڑیاں سلامت رہ جائیں؟

مفتی صاحب! آپ ایک گستاخ، وہابی اور مسلک اعلی حضرت سے منحرف شخص الیاس قادری (بریلویوں کے فتوے کے مطابق) کی حمایت میں ہیں، ذرا انصاف سے بتلایئے کہ بریلی کی جس مرکزی دارالافتاء سے الیاس قادری کے متعلق دیوبندیوں اور وہابیوں سے بھی زیادہ مضر ہونے کا فتوی صادر ہوا ہے (یہ فتوی ہم نے اپنی تحریر میں شامل کر دیا ہے) اس دارالافتاء کی نظر میں آپ کی حیثیت باقی رہے گی یا حیثیت تو دور ایمان بھی خطرے میں پڑ جائیگا؟

قارئین! یہ تھی وہ دونوں باتیں جن کی بنیاد پر ہم نے مفتی صاحب کی حیثیت کو چیلنج کیا تھا، اگر ہمت ہے تو مفتی صاحب ان میں سے کسی کا انکار کر کے دکھائیں؟

ہم کسی کا غمزۂ بیجا اٹھا سکتے نہیں ۔۔۔ وہ اور ہوں گے جو سہیں گے جفائیں بے محل

باقی رہے پچاس ہزار کے عوض فتوی صادر کرنے اور یہود ونصاری کے اشاروں پر کام کرنے وغیرہ "ابلیس کا رقص" کے حوالجات وہ اس پر مستزاد ہیں اور معتبر ہیں، محض اپنی جھوٹی حیثیت بچانے کے چکر میں غیر معتبر قرار دینے سے کوئی کتاب غیر معتبر نہیں ہو جاتی۔

اب خود فیصلہ کرلیں کہ کیا ہم نے صرف ابلیس کا رقص کی بنیاد پر مفتی صاحب کی حیثیت کو چیلنج کیا ہے یا نا قابل تردید شواہد و دلائل پیش کر کے حیثیت کو صرف چیلنج نہیں کیا بلکہ خاک میں ملا دیا ہے۔

(۲) کیا "ابلیس کا رقص" فرضی کتاب ہے؟

کسی بھی فرد یا کتاب کے معتبر وغیر معتبر ہونے کا دارومدار اس جماعت میں مرکزی حیثیت رکھنے والے لوگوں کے فیصلہ پر ہوتا ہے، اگر وہ تائید و اعتبار ظاہر کر دیں تو معتبر، اگر موضع بیان میں سکوت کریں تو معاملہ مشکوک اور اگر صاف الفاظ میں تائید سے انکار کر دیں تو بالکل غیر معتبر سمجھا جائیگا۔

اسی لئے ہر جماعت کے علماء اپنی تصنیفات پر اپنی جماعت کے بڑے و صاحب مرتبہ لوگوں کی تقریظ و تائید لینے کی کوشش کرتے ہیں، اور جس کتاب کو جتنے بڑے لوگوں کی تائید ملے گی وہ اتنی ہی مقبول و معتبر سمجھی جائیگی۔

تائید و تقریظ کے ساتھ اگر یہ بھی لکھ دیا جائے کہ جماعت کے فلاں معتبر عالم نے اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی ہے تو اس کتاب کی اعتباری حیثیت میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

اسی بدیہی اصول پر اگر ہم "ابلیس کا رقص" نامی کتاب کو پرکھتے ہیں تو یہ کتاب ہمیں نہایت ہی معتبر نظر آتی ہے، اس لئے کہ اس پر تائید و تقریظ لکھنے والوں کی فہرست میں بریلوی جماعت کے مرکزی اداروں کے مرکزی حیثیت رکھنے والے لوگوں کے نام شامل ہیں، جن میں تین تو وہ ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب پر نظر ثانی کر کے اس کے مستند ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے، اگر ایک بھی معتبر عالم کسی کتاب پر نظر ثانی کر لے تو اس کے مصنف کیلئے بڑے فخر

کی بات ہوتی ہے اور اگر تین تین مرکزی حیثیت کے لوگ نظر ثانی کریں پھر تو کہنا ہی کیا۔ پھر تو اس کے معتبر ہونے میں شک کرنے والا ہی اپنی حیثیت سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ یہی حال ابلیس کا رقص کا ہے۔

ان بریلوی علماء کے نام ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے اس کتاب پر تقریظیں لکھی ہیں یا اسکی تائید کی ہے:

(۱) علامہ سید کفیل احمد ہاشمی، مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

(۲) شہزادۂ صدرالشریعہ، علامہ مفتی بہاءالمصطفی القادری، جامعۃ الرضا بریلی شریف

(۳) علامہ مفتی محمد شمشاد حسین رضوی (ایم۔اے) صدرالمدرسین، شمس العلوم بدایوں شریف

ان مذکورہ تین حضرات نے اس کتاب پر نظر ثانی بھی فرمائی ہے جیسا کہ کتاب کے ص ۲۳ پر اس بات کی وضاحت موجود ہے۔

(۴) علامہ الحاج مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی مظفر پوری، بانی و سربراہ جامعۃ الخضراء مظفر پور بہار

(۵) سید شاہ محمد امین میاں صاحب، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف (کتاب کے ص ۱۴ پر ان کی تحریر موجود ہے جس میں انہوں نے مصنف کتاب حسن سعید خان کی زوردار الفاظ میں تائید و توثیق کی ہے، ظاہر ہے مصنف معتبر ہے تو تصنیف بھی معتبر ہوگی)

یہ تمام حضرات وہ ہیں جن کی مع دستخط اصل تحریروں کے فوٹو کتاب ھذا میں موجود ہیں۔

(۶) ضیغم اہل سنت، صمصام المناظرین علامہ حسن علی رضوی میلسی (انہوں نے لکھا ہے

کہ دیار علم وفضل مرکز اہلسنت بریلی شریف سے بکثرت علماء اہلسنت کی تائید وتصدیق سے "ابلیس کا رقص" نامی طویل وضخیم کتاب بھی چھپ چکی ہے، ملاحظہ ہو ماہنامہ "رضائے مصطفی" اکتوبر ۲۰۰۹ء)

اتنی ساری تائیدات کے باوجود ضرورت تو نہ تھی مگر پھر بھی ہم نے محض اطمینان قلب کی خاطر بریلویوں کے مرکزی ادارے منظر اسلام کی مرکزی دارالافتاء میں فون کے ذریعہ رابطہ کیا تو مفتی سید کفیل احمد ہاشمی نے "ابلیس کا رقص" میں نقل کئے گئے تمام فتاوی وعلماء کی تصدیقات وتقریظات سے مکمل اتفاق کیا، فون کی ریکارڈنگ ہمارے پاس محفوظ ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ کیا مرکزی ادارے اور مرکزی علماء کی تائید وتصدیق کے باوجود بھی "ابلیس کا رقص" غیر معتبر وگھڑی ہوئی کتاب ہے؟ اور کیا اپنے مرکز منظر اسلام بریلی کے فیصلہ سے بغاوت کے باوجود بھی مفتی صاحب کی حیثیت باقی ہے؟

(۳) دوسروں کے نام پر کتابیں وغیرہ گھڑنے کا عادی کون؟

مفتی صاحب نے ایک عظیم بہتان یہ باندھا کہ ابوحنظلہ کے بزرگوں (علماء اہل سنت دیوبند) نے فلاں اور فلاں کے نام پر فلاں اور فلاں کتابیں، فتاوی اور خطوط گھڑ کر منسوب کئے ہیں۔

اصل میں بات یہ ہے کہ چور کو سب چور ہی نظر آتے ہیں، دوسروں کے نام پر کتابیں، فتاویٰ، خطوط اور عبارتیں وغیرہ گھڑنا بریلویوں کا فطری پیشہ ہے، اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس تعداد میں فرضی کتابیں، فتاویٰ، اور عبارتیں بریلویوں نے گھڑ کر علماء دیوبند کے سر تھوپی ہیں ماضی میں اسکی مثال ملنی صرف ناممکن ہی نہیں محال ہے، بریلویت کی بنیاد ہی فرضی الزامات پر

ہے ،علماء دیوبند مسلسل ان تمام فرضی عبارات ،فتاوی اور کتب سے برأت وتحاشی کا اظہار کرتے آئے ہیں ،لیکن یہ مسلسل ان تمام الزامات واکاذیب کودہراتے آئے ہیں ؛ کیوں کہ انہیں معلوم ہے جس دن یہ سلسلہ ختم ہوگا اسی دن بریلویت کا خاتمہ ہوجائیگا ،اگرچہ ہزار مطالبوں کے باوجودبھی وہ عبارتیں آج تک نہیں دکھا پائے لیکن ناک کی خاطرتوبہ کرنے کوبھی تیارنہیں۔

اورالزامات وافتراءات کا یہ سلسلہ شروع کیابانی بریلویت احمدرضاخان نے،یقین نہ ہوتو"حسام الحرمین" دیکھ لیجئے۔چودہ صدیوں میں کوئی بڑے سے بڑا کذاب بھی اس قدر کذب وافتراء کا ثبوت نہیں دے سکا ہے،اورحیرت ہے کہ یہ سب کارستانی احمدرضانے ایسی مقدس جگہ بیٹھ کرکی ہے جہاں بدکار سے بدکارانسان بھی جھوٹ بولنے سے ڈرتا ہے،اسی لئے حضرت مولانا امین اوکاڑویؒ فرمایا کرتے تھے کہ"لوگ حرمین میں جھوٹ سے توبہ کرنے جاتے ہیں لیکن احمدرضا جھوٹ بولنے گیا"۔

کیا کوئی بریلوی مناظرآج تک تحذیرالناس سے وہ مسلسل عبارت بعینہ نکال کردکھا سکا ہے جواحمدرضانے حسام الحرمین میں تحذیرالناس کے حوالے سے نقل کی ہے؟

کیا کوئی بریلوی مناظرآج تک وہ فرضی وخیالی فتوی دکھا سکا ہے جواحمدرضانے حسام الحرمین میں حضرت گنگوہیؒ کی جانب منسوب کیا ہے ؟ اور نہ صبح قیامت تک کوئی دکھاسکے گا-ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا۔

احمدرضاخان کے اس جھوٹ کا احساس بریلویوں کوبھی ہے اسی لئے موجودہ زمانے میں بریلویوں کے ایک پیر رضوان داؤدی نے جن عبارات کودیوبندوبریلی کے مابین نزاع کی جڑ بتایا ہے ان میں حضرت گنگوہیؒ کی طرف منسوب اس جعلی فتوے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے ،حالانکہ آج تک یہ لوگ حسام الحرمین میں پیش کی گئی عبارات کواصل اورنزاع کی جڑ قراردیا

کرتے تھے اور حسام الحرمین میں یہ فتوی بھی موجود ہے، اب ایک زمانے کے بعد طوعاً۔ یا ۔کرہاً احساس ہوا اور اس فتوے کو فہرست سے خارج کر دیا (تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں رضوان داؤدی بریلوی کی کتاب "معرفت") خیال رہے کہ مذکورہ کتاب میں پیش کیا گیا نظریہ پوری بریلوی جماعت کا ہے؛ کیونکہ تقریباً چھتیس بریلوی مفتیوں کی اس کتاب پر تائیدات وتقریظات موجود ہیں۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مفتی صاحب کے گھر سے ہی دو حوالے نقل کر کے اتمام حجت کر دیں کہ جھوٹے الزامات کا عادی کون ہے، تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

احمد رضا کے مدرسہ منظر اسلام کے سابق شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز کے برادر اصغر اور سید محمد میاں سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے خلیفۂ اعظم مفتی خلیل احمد خان قادری برکاتی فاضل منظر اسلام بریلی لکھتے ہیں:

"اس عبارت میں صاف علماء بدایوں نے بیان کر دیا کہ فاضل بریلوی کی پرانی عادت ہے کہ دوسرے کی عبارت میں تصرف اور دست درازی کرتے ہیں اور اپنی طرف سے لفظ گھڑ کر بڑھا دیتے ہیں"۔ (انکشاف حق ص ۲۰۰ مطبوعہ انجمن اہلسنت والجماعت ممبئی)

یہ بھی ملحوظ رہے کہ مفتی خلیل خان نے یہ بات اپنی طرف سے بیان نہیں کی؛ بلکہ علماء بدایوں کی مشہور کتاب "سد الفرار" حصہ دوم ص ۴۹ کے حوالے سے بیان کی ہے، یعنی علماء بدایوں بھی سب کے سب خان صاحب کی اس خصلت کے معترف ہیں، اور علماء بدایوں کو بریلوی علماء نے اپنے اکابرین میں شمار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو" تذکرہ اکابر اہلسنت" از عبدالحکیم شرف قادری، اور" تذکرہ علماء اہلسنت" از محمود احمد قادری وغیرہ)

معلوم ہوا کہ یہ خیال بریلوی علماء کی ایک بہت بڑی جماعت کا ہے کہ احمد رضا خان

صاحب دوسروں کی عبارات میں قطع وبرید کرنے میں استاذ زمن تھے۔

بریلوی شمس العلماء علامہ معین الدین اجمیری لکھتے ہیں:

"جس امر کا مخالف کو التزام نہ ہو، نہ شرعاً عرفاً اس کا لزوم ہو اس کو اپنے مخالف کے سر تھوپ دینا اعلیٰ حضرت کی صفت خاصہ ہے جس کا اکثر مواقع میں ظہور ہوتا رہتا ہے"۔ (تجلیات انوار المعین ص ۸)

ایک دوسری جگہ خان صاحب کی کچھ امتیازی خصوصیات شمار کراتے ہوئے عنوان قائم کرتے ہیں: "خصوصیت نمبر ۱۱: افتراء وتحریف" اس کے بعد لکھتے ہیں:

"جی یہ تو جائز نہیں؛ لیکن افتراء وتحریف کا جواز آپ کو کہاں سے معلوم ہوا جس پر آپ نے اپنی تالیفات کی بنیاد رکھی"۔ (تجلیات انوار المعین ص ۱۸)

لیجئے مفتی صاحب! آپ کے علامۃ الہند کے مطابق خان صاحب بریلوی کی تمام تالیفات کی بنیاد ہی افترا وتحریفات پر ہے ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

یہاں تک تو صرف خان صاحب کا تذکرہ تھا اب مختصراً دیگر بریلویوں کا بھی سن لیں، بریلویوں نے اپنے اعلیحضر ت کی تعریف وتوصیف کیلئے غیر بریلوی علماء بالخصوص علماء اہل سنت والجماعت دیوبند کے نام سے حوالے گھڑ کر مستقل کتابیں تیار کر دیں، ایسے جعلی حوالوں کی ایک طویل فہرست ہے؛ لیکن اس وقت ہم ان میں سے صرف دو حوالے پیش کر کے ان کی حقیقت واضح کرتے ہیں تاکہ باقی کے متعلق آپ خود فیصلہ کر لیں۔

ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا

۲۰۰۶ء میں عرس رضوی کے موقع پر نہایت اہتمام اور شان وشوکت کے ساتھ پور بندر گجرات سے بریلویوں نے ۳۰ جلدوں میں فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن شائع کیا ہے، اس ایڈیشن کی تمام جلدوں میں بطور ٹائٹل ایک عنوان دیا ہے:

”فتاوی رضویہ ارباب علم ودانش کی نظر میں از: مناظر اہلسنت علامہ عبدالستار ہمدانی“

اس عنوان کے تحت متعدد غیر بریلوی شخصیات کے حوالے احمد رضا کی منقبت میں نقل کئے ہیں ہم ان میں سے بطور نمونہ صرف دو حوالوں کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے یہ افسانہ گھڑا کہ علامہ صاحب فرماتے ہیں:

”اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ ہوکر رہ گئیں حیران تھا کہ یہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں مگر آج پتہ چلا کہ نہیں ہرگز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں؛ بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہ کار نظر آتے ہیں جس قدر مولانا (احمد رضا) مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے اس قدر گہرائی تو میرے استاد مکرم جناب مولانا شبلی نعمانی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں میں ہے“۔

اس افسانہ نگاری کے بعد حوالہ دیا ہے، ماہنامہ ”ندوہ“ اگست ۱۹۱۳ء

قطع نظر اس کے کہ یہ حوالہ حالت بیداری میں گھڑا گیا یا خواب میں؟ اور علامہ ندویؒ نے خان صاحب کی کتابوں سے اتنا استفادہ کرنے وعلمی گہرائی کے اس قدر اعتقاد کے باوجود اپنی کسی بھی کتاب میں بھول کر بھی کہیں خان صاحب کی کوئی رائے کسی علمی مسئلے میں کیوں نقل نہیں کی؟ دیکھنا یہ ہے کہ ۱۹۱۳ء میں احمد رضا خان کے نام کے ساتھ مرحوم لگانا کس رام کہانی کی جانب اشارہ کرتا ہے؟

اب یہ تو بریلوی ہی فیصلہ کر کے بتائیں کہ اپنے انتقال سے ۸ / سال قبل احمد رضا مرحوم کیسے ہو گیا؟ ۱۹۲۱ء میں وفات پانے والے کو ۱۹۱۳ء کے رسالے میں مرحوم لکھ دینا کیا یہ اس حوالے کے فرضی و جعلی ہونے کا واضح و بین ثبوت نہیں ہے؟

(۲) علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے والد محترم سید زکریا شاہؒ کی طرف منسوب کر کے یہ حوالہ گھڑا کہ:

''جناب محمد یوسف بنوری کے والد جناب زکریا شاہ بنوری فرماتے ہیں اگر اللہ تعالی ہندوستان میں (مولانا) احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی''۔

بریلویوں نے یہ جھوٹ لکھ تو دیا؛ لیکن یہ نہیں بتایا کہ سید زکریا شاہ صاحبؒ کی یہ بات خود انکی یا ان کے ہم مسلک علماء کی کس کتاب میں لکھی ہوئی ہے؟ آج تک دنیائے بریلویت تو اس حوالے کا پتہ نہیں دے سکی کیا مناظر اعظم صاحب اس حوالے کا سراغ دینے کی زحمت فرما کر بریلویت کی پیشانی سے کذب و افترا کے اس کلنک کو صاف کر سکتے ہیں؟

وادعوا اشهدائكم من دون الله ان كنتم صادقين

علمائے دیوبند کے نام سے اس طرح کے اور بھی بیشمار جعلی و فرضی حوالے بریلویوں نے گھڑ رکھے ہیں ہم نے نمونے کے طور پر صرف ان دو کا تذکرہ اس لئے کیا ہے کہ بریلویوں نے فتاوی رضویہ تیس کی تیس جلدوں میں جلی حروف کے ساتھ بطور ٹائٹل ان جھوٹے و فرضی حوالوں کو شامل کر کے

ع بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

کی کہاوت پر عمل کیا ہے۔ **لعنة الله على الكذبين**

مفتی صاحب نے حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی بریلویت شکن تصنیف ''شہاب ثاقب'' میں پیش کئے گئے بعض حوالوں کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ یہ فرضی کتابوں کے

حوالے ہیں، تو عرض ہے کہ حضرت مدنیؒ نے نقی علی اجمیری کی کتاب "سیف النقی" کے حوالے سے یہ تمام باتیں لکھی ہیں، اب اگر یہ جھوٹ بھی ہوں تو قصور نقی علی کا ہے نہ کہ حضرت مدنی کا، مسلمہ اصول ہے کہ حوالہ دینے کے بعد ناقل بری الذمہ ہو جاتا ہے، اگر ہماری بات پہ اعتماد نہیں تو اپنے ممدوح عبدالحکیم شرف قادری کی سن لیجئے! موصوف لکھتے ہیں:

"علم مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ نقل کرنے والا کسی بات کا ذمہ دار نہیں ہوتا اس سے صرف اتنا مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کا حوالہ اور ثبوت کیا ہے"۔ (مقالات رضویہ ص ۸۰)

اور ہم نے سیف النقی کا حوالہ وثبوت دیدیا ہے۔

عین ممکن تھا کہ نقی علی خان نے یہ کتابیں گھڑی ہوں؛ لیکن ہدایۃ البریہ کے متعلق احمد رضا خان کی تضاد بیانی سامنے آنے کے بعد ہمارے اس گمان کو تقویت ملی کہ یہ تمام کتابیں موجود ہیں اور دجل وفریب کا مظاہرہ کرتے ہوئے خان صاحب وانکے اذناب نے ان کتابوں کا انکار کیا ہے۔

(۴) کیا کتاب "ہدایۃ البریہ" نقی علی خان کی نہیں؟

یہ کتاب بریلویوں کیلئے کسی پہیلی سے کم نہیں، بیچارے اتنے بُدّھو ہیں کہ آج تک یہ بھی فیصلہ نہیں کر پائے کہ "ہدایۃ البریہ" حقیقت میں نقی علی خان والد احمد رضا کی تصنیف ہے یا انکی طرف گھڑ کر منسوب کی گئی ہے؟

دراصل یہ اختلاف خود بانی بریلویت احمد رضا خاں کا پیدا کردہ ہے، اس بیچارے کو معلوم ہی نہیں تھا کہ میرے باپ نے کون کون سی کتابیں لکھیں، سخت تشویش میں مبتلا تھا، کبھی کہتا کہ "ہدایۃ البریہ" دیوبندیوں نے گھڑ کر میرے باپ کی طرف منسوب کی ہے، کبھی کہتا کہ

نہیں یہ میرے باپ نے ہی لکھی ہے اور فلاں جگہ سے چھپی ہے۔

چنانچہ فتاوی رضویہ میں ان کتابوں کی فہرست بنائی جو علماء دیوبند نے گھڑ کر (خان صاحب کے زعم فاسد کے مطابق) فلاں اور فلاں شخص کی جانب منسوب کی ہیں ان میں سر فہرست "ہدایۃ البریہ" کو رکھنے کے بعد لکھا کہ:

"ان کتابوں کا جہاں میں وجود، نہ ان مطابع کا کہ کسی مطبع میں چھپیں، نہ ان حضرات نے تصنیف فرمائیں، نہ حوالہ دہندہ کے فرض وتراش کے باہر آئیں، جرأت پر جرأت یہ کہ صفحہ ۲۰ پر جو فرضی مطبع لاہور کی خیالی ہدایۃ البریہ الخ"۔ (ملاحظہ ہو فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۹۰، ۹۱)

یہاں تو اسے فرضی وخیالی قرار دیدیا؛ لیکن اپنے والد کی کتابوں کے مقدمہ میں صاف اقرار کرلیا کہ "ہدایۃ البریہ" میرے والد ہی کی تصنیف ہے، اس موضوع پر ہے، فلاں جگہ سے چھپی ہے۔

چنانچہ اپنے والد کی تصنیفات کا تعارف کراتے ہوئے لکھتا ہے:

"ھدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ" کہ دس فرقوں کا رد ہے، یہ کتابیں مطبع صبح صادق سیتاپور میں طبع ہوئیں"۔ (مقدمہ فضائل دعا ص ۳۸، مقدمہ الکلام الاوضح ص ۲، مقدمہ جواہر البیان ص ۸ وغیرہ)

اب خان صاحب موصوف سے کوئی پوچھے کہ جناب! جب یہ کتاب فرضی ہے اور آپ کے والد پر گھڑی ہوئی ہے تو آپ اسے کیوں ان کی تصنیفات میں شمار فرمارہے ہیں؟ ساتھ ہی اس کے موضوع کی وضاحت کرکے مطبع کی نشاندہی بھی فرمارہے ہیں، آپ کی اس حرکت کو جہالت وحماقت کا نام دیں یا کچھ اور؟

بیچارے بریلوی لوگ دن رات اپنے اعلی حضرت کی قوت حافظہ کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے جبکہ یہ بیچارہ دیگر اسلاف کی کتابوں کو تو کیا خاک جانتا ہوگا جب اپنے والد کی گنتی کی چند

کتابوں کے متعلق ہی سخت قسم کی تشویش میں مبتلا ہے۔

خان صاحب کی اس تضاد بیانی کے بعد فیصلہ یہ کرنا تھا کہ جھوٹے علماء دیوبند ہیں یا خود خان صاحب؟ مفتی مطیع الرحمن نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ اپنے اعلیٰ حضرت کی تضاد بیانیوں پر پردہ ڈال کر فیصلہ کر دیا کہ جھوٹے علماء دیوبند ہیں اور انہوں نے ہی یہ کتاب گھڑی ہے۔

شاباش! مفتی صاحب!!! مناظر اعظم ہو تو ایسا جو حقائق کو لات مار کر دن کو رات اور رات کو دن ثابت کر دے؛ لیکن یہ نہ بھولئے گا کہ سامنے بھی کوئی ہے جو بحمد اللہ آپ کے ہر دجل و تلبیس کا پردہ چاک کرنے اور جھوٹوں کو سر بازار ننگا کرنے کی جرأت و قابلیت رکھتا ہے، اس لئے ہوش میں رہ کر گفتگو کیجئے! ضرورت سے زیادہ ہوشیاری کا انجام خجالت و شرمندگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا جواب آپ کا مقدر بن چکی ہے، یہ گفتگو تو خان صاحب کے حوالے سے تھی۔

اب مناظر اعظم صاحب کے علم میں اضافہ کیلئے ہم انہیں بتلادینا چاہتے ہیں کہ بریلویت کے بڑے بڑے سورما "ہدایۃ البریہ" کو نقی علی خان ہی کی تصنیف مانتے اور سمجھتے آئے ہیں، اگر زیادہ مطالعہ کی فرصت نہیں تھی تو کم از کم ملت بریلویت میں سند کا درجہ رکھنے والے آپ کے مستند، معتمد و ممدوح عبدالحکیم شرف قادری کو ہی پڑھ لیتے، موصوف نے نقی علی خان کی کتابوں کا تعارف کراتے ہوئے "ہدایۃ البریہ" کا بھی واضح انداز میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

"ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ" دس فرقوں کا حکیمانہ رد ہے"۔ (مقدمہ سرور القلوب ص 6 مطبوعہ لاہور)

بریلویوں کے ملک العلماء ظفر الدین بہاری نے اپنی مشہور کتاب "حیات اعلیٰ حضرت" میں فاضل بریلوی کے والد کی چند تصنیفات جلیلہ کا عنوان قائم کر کے چھٹے نمبر پر "ہدایۃ البریہ" کا نام لکھا ہے (حیات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۵۴) ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی نے نقی علی

خان صاحب کی ایک سوانح لکھی ہے اس میں تفصیل کے ساتھ نقی علی خاں کی جن کتابوں کا تذکرہ کیا ہے اس میں "ہدایۃ البریہ" بھی شامل ہے، ڈاکٹر حسن قادری صاحب نے خوب بسط وتفصیل کے ساتھ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۹ سے لیکر صفحہ ۱۸۸ تک تقریباً دس صفحات "ہدایۃ البریہ" کی تعریف وتوصیف میں سیاہ کئے ہیں، ابتدائی تعارف اس انداز میں کرایا ہے

نام تصنیف	ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ
اشاعت اول	حسنی پریس بریلی سن ۱۹۲۶ء
اشاعت دوم	کتب خانہ سمنانی اندرکوٹ میرٹھ
صفحات اشاعت ثانی	اڑتالیس (۴۸)

(مولانا نقی علی خان ص ۱۷۹)

اور مزے کی بات یہ ہے کہ اب یہ کتاب دوبارہ "امام احمد رضا اکیڈمی بریلی" نے عبدالسلام رضوی، استاد جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف، کی تقدیم کے ساتھ چھاپ دی ہے، اور تقریباً ہر معروف بریلوی مکتبے پر عام دستیاب ہے، ذرا مقدمہ نگار عبدالسلام رضوی صاحب کی بھی سنتے چلیں کہ وہ اس کتاب کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

"یہ کتاب (ہدایۃ البریہ) بلاشبہ معارف وحقائق اور نوع بنوع بیش بہا معلومات کا خزانہ ہے، انشاء اللہ اس کے مطالعے کی برکت سے عقائد کو تقویت حاصل ہوگی، قلوب جلا پائیں گے، بہت سے مفاسد کا قلع قمع ہوگا، وساوس واوہام دفع ہوں گے اور اعمال صالحہ کے جذبات بیدار ہوں گے"۔ (مقدمہ ہدایۃ البریہ ص ۸ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

قارئین! ہمارے پاس ان حوالجات کی طویل فہرست ہے جن میں بریلوی مولویوں نے ہدایۃ البریہ کو نقی علی خان کی تصنیف قرار دیا ہے؛ لیکن ہم اس سلسلے کو مزید طول دینا نہیں

چاہتے، اور اتنے ہی پر بس کرتے ہوئے اپنے مخاطب مفتی مطیع الرحمن صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اب بھی یہی کہیں گے کہ ہدایۃ البریہ علمائے دیوبند نے گھڑ کر نقی علی خان کی جانب منسوب کردی ہے؟ یا یوں کہیں گے کہ:

اے چشم اشک بار، ذرا دیکھنے تو دے ☆ ہوتا ہے جو خراب، وہ ترا ہی گھر نہ ہو

عین ممکن ہے کہ جس طرح خان صاحب بریلوی نے ضد و عناد یا جہالت میں اپنے والد کی کتاب کا انکار کیا اسی طرح سیف النقی میں محولہ داداو غیرہ کی دیگر کتب کا بھی انکار کردیا ہو۔ واللہ اعلم

قولہ: (۴) شیخ محقق دہلوی، بحر العلوم فرنگی محلی، اور امام احمد رضا کی تحقیقات سے متاثر ہو کر محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی نے کہا ہے:

(ان حضرات کی) "زبان وقلم کا یہ حال دیکھا کہ مولی تعالی نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرمادیا"

اس پر بھی امام مسجد سجان گڈھ نے طعن وطنز کے تیر برسائے ہیں، حالانکہ مدرسوں میں پڑھنے والے ابتدائی درجات کے طلبہ بھی جانتے ہیں کہ مفہوم کی تین قسمیں ہیں (۱) واجب یعنی جس کا پایا جانا ضروری ہے۔(۲) ممکن یعنی جس کا پایا جانا ضروری ہے نہ نا پایا جانا۔(۳) محال یعنی جس کا نا پایا جانا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں۔ (الف) عقلی (ب) شرعی۔(ج) عادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو تین کو تین میں ضرب دینے سے نو قسمیں ہو گئیں: (۱) واجب عقلی یعنی جس کا وجود عقلاً ضروری ہو جیسے خالق کائنات۔ (۲) واجب شرعی، یعنی عقلاً تو اس کا وجود ضروری نہیں مگر شریعت نے بتایا ہو کہ اس کا وجود ضروری ہے جیسے قیامت۔(۳) واجب عادی، یعنی عقلاً اس کا وجود ضروری ہے نہ شرعاً، ہاں!

عادتاً اس کا وجود ضروری ہے جیسے آگ سے جلنا۔(۴) محال عقلی، یعنی جس کا عدم عقلاً ضروری ہو جیسے اللہ تعالی کا فنا ہونا (۵) محال شرعی، یعنی جس کے بارے میں شریعت نے بتادیا ہے کہ اس کا وجود نہیں ہوگا اس لئے اس کا نہ ہونا ضروری ہو جیسے کفار کا جنت میں جانا۔(۶) محال عادی، یعنی عقلاً اس کا عدم ضروری ہے نہ شرعاً، ہاں! عادتاً اس کا عدم ضروری ہے جیسے بغیر ایندھن کے گاڑی چلنا۔(۷) ممکن عقلی، یعنی عقلاً جس کا وجود وعدم کچھ بھی ضروری نہیں جیسے دنیا۔(۸) ممکن شرعی، یعنی شرعاً جس کا وجود وعدم کچھ بھی ضروری نہ ہو جیسے کسی متعین گنہ گار مسلمان کا بلاحساب جنت میں جانا۔(۹) ممکن عادی، یعنی عادتاً بھی جس کا وجود وعدم کچھ ضروری نہ ہو جیسے کسی مہینے کی مثلاً ۲۰ تاریخ کو بارش ہونا۔یا۔نہ ہونا۔۔۔واجب عقلی اور محال عقلی قدرت الٰہیہ سے متعلق نہیں ہوسکتے۔یعنی واجب عقلی اللہ تعالی کے بنانے سے واجب نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ جو بھی واجب عقلی ہے وہ مخلوق نہیں۔اسی طرح محال عقلی بھی اللہ تعالی کے محال بنانے سے محال نہیں ہوتا ہے، بلکہ جو بھی محال عقلی ہے وہ مخلوق نہیں۔۔۔اس کے برخلاف واجب شرعی اور محال شرعی قدرت الٰہیہ سے متعلق ہوسکتے ہیں، یعنی واجب شرعی اللہ تعالی کے واجب بنانے سے واجب ہوسکتا ہے، اسی طرح محال شرعی اللہ تعالی کے محال بنانے سے محال ہوسکتا ہے، مگر ان کا ثبوت یا تو قرآن وحدیث کے نصوص قطعیہ سے ہوگا یا اجماع امت سے، تجربہ سے نہیں۔۔۔۔رہے واجب عادی اور محال عادی! تو یہ قدرت الٰہیہ سے متعلق ہوسکتے ہیں، یعنی اللہ تعالی کے واجب یا محال بنانے سے ہی واجب یا محال ہوتے ہیں، مگر ان کے لئے نہ تو قرآن وحدیث کے نصوص چاہئے نہ اجماع امت؛ بلکہ تجربہ ہی کافی ہے۔۔۔۔حضرت محدث اعظم کے الفاظ ہیں "اللہ تعالی نے۔۔۔۔ناممکن فرمادیا" جو بانگ دہل اس بات کا اعلان کررہے ہیں کہ یہ عدم امکان نہ تو عقلی ہے نہ شرعی؛ بلکہ محض عادی ہے؛ لیکن حیرت ہے کہ سجان گڈھ مسجد کے امام جسے بیٹھے بٹھائے خوامخواہ مناظرے کا شوق

چرایا ہے، نہ سمجھ پائے اور طعن وطنز کے تیر برسانے شروع کردیئے۔

کسی کی سمجھ میں یہ علمی باتیں نہ آئیں تو سردست مولانا ارشد مدنی کے والد، دیوبندی حضرات کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد کے تعلق سے "الجمیعۃ" کا شیخ الاسلام نمبر اشاعت دوم ۱۰/ جولائی ۱۹۹۸ء ص ۴۳ کالم ۲ کے یہ چار مصرعے پڑھ لیں:

اس مصیبت کا تدارک آہ ممکن ہی نہیں ☆ مندمل یہ زخم ہو واللہ ممکن ہی نہیں
اب حسین احمد سا خضر راہ ممکن ہی نہیں ☆ تاجدار ایسا ہو کوئی شاہ ممکن ہی نہیں

مسلمان صرف اسی عدم امکان پر اللہ کی قسم کھانے کی جرأت کرے گا، جو عقلی نہیں تو کم سے کم شرعی ہو، یعنی اس کے ثبوت پر قرآن وحدیث کی نصوص یا اجماع ہو، معلوم نہیں کہ یہاں اس عدم امکان پر قرآن یا حدیث کی کون سی نص قطعی ہے یا کن لوگوں نے اور کب اجماع کرلیا ہے؟

خواہ مخواہ کی فضول بقراطی

اقول: (۴) احمد رضا کے ناممکن الخطا والے حوالے پر مفتی صاحب نے خواہ مخواہ منطقی وکلامی لایعنی طویل وعریض ابحاث اور پھر ان کی تقسیم وضربیں لگا کر خوب بقراطی کا مظاہرہ کیا ہے (حالانکہ اس بات کو ہم نے محض اشارۃً لکھا تھا، افسوس کہ جن موضوعات پر ہم نے مفصل گفتگو کی تھی انہیں تو مناظر اعظم صاحب گیارہویں کا حلوہ سمجھ کر ڈکار گئے اور اس طرح کی چھوٹی موٹی باتوں میں صغرے کبرے ملا کر ضرورت سے زیادہ طوالت دینے کی کوشش کرنے لگے) اور بلا دلیل محض کٹ حجتی کے سہارے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نام نہاد محدث اعظم کچھوچھوی کے کلام میں ناممکن سے شرعی یا عقلی مراد نہیں؛ بلکہ عادی مراد ہے جس کے ثبوت کیلئے کسی دلیل شرعی کی ضرورت نہیں؛ بلکہ تجربہ کافی ہے۔

کچھوچھوی کے کلام میں عادی نہیں؛ شرعی مراد ہے

کچھوچھوی کے طرز کلام اور سیاق وسباق نیز اصول وقواعد کی روشنی میں یہ بات نہایت واضح ہے کہ اس کے کلام میں عادی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں؛ بلکہ شرعی ہی متعین ہے، اور بلا دلیل محض منطقی مفروضوں کے سہارے عادی کی رٹ لگانا ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔

اولاً: آپ کو کس نے بتایا کہ کچھوچھوی نے شرعی وعقلی مراد نہیں لیا؛ بلکہ عادی مراد لیا ہے، کیا اس نے خود یہ تشریح کی؟ اگر کی ہے تو حوالہ دیں اور اگر نہیں کی تو بتائیں کہ کچھوچھوی کی مراد آپ پر کیونکر مکشوف ہوگئی؟ پتہ چلا کہ یہ آپ کے پیٹ سے نمودار ہونے والی ایک باطل تاویل ہے جو ہمارے نزدیک پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔

ثانیاً: یہ تاویل قواعد وضوابط کے بھی خلاف ہے،؛ کیوں کہ آپ کے کچھوچھوی نے بغیر کسی قید کے مطلق ممکن لکھا ہے اور مشہور قاعدہ ہے کہ "**المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل**" اس لئے یہاں بھی مطلق ہونے کی وجہ سے ممکن کا فرد کامل مراد ہوگا اور ممکن کا فرد کامل عادی نہیں؛ شرعی ہے۔

ثالثاً: یہ تاویل سیاق وسباق کے بھی خلاف ہے؛ کیونکہ اگر کچھوچھوی کی عبارت کے سیاق وسباق کی طرف نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہاں عصمت عن الخطا جیسی حساس بحث ہے (جو انبیاء کے متعلق کیجاتی ہے) اور اس بحث میں ذہن شرعی کی جانب ہی متبادر ہوتا ہے نہ کہ عادی کی کیوں کہ شرعی ہی اس کا فرد کامل ہے۔

رابعاً: کچھوچھوی کی عبارت میں اس عدم امکان کی نسبت صراحت کے ساتھ اللہ کی جانب کی گئی ہے اور مفتی صاحب خود لکھ آئے ہیں:

"واجب شرعی اللہ تعالی کے واجب بنانے سے واجب ہوسکتا ہے، اسی طرح محال شرعی اللہ تعالی کے محال بنانے سے محال ہوسکتا ہے"

تو جب یہ اللہ نے ناممکن بنا دیا پھر یہ عادی کہاں رہا؟ کیا اللہ کی ناممکن (محال) قرار دی ہوئی چیز آپ کے نزدیک عادی ہوتی ہے؟

کچھوچھوی نے اپنے عدم امکان کی نسبت اللہ کی جانب کرکے اپنی مراد بھی واضح کردی کہ ان کے نزدیک عدم امکان شرعی مراد ہے، اس وضاحت کے بعد بھی مفتی جی کا یہی کہنا کہ عادی مراد ہے" **توجیه القول بمالا یرضی به قائله** " کی قبیل سے ہے۔

لہذا واضح ہوگیا کہ اصول وقواعد اور سیاق وسباق کی روشنی میں یہاں ناممکن شرعی مراد ہے اور شرعی کے متعلق آپ نے خود لکھا ہے:

"ان کا ثبوت یا تو قرآن وحدیث کے نصوص قطعیہ سے ہوگا یا اجماع امت سے، تجربہ سے نہیں"

تو بتایئے کہ خان صاحب کو ناممکن الخطا ثابت کرنے کیلئے کون سے قطعی نصوص یا اجماع کے دلائل آپ کے پاس موجود ہیں؟

ہمارے اس دعوے "کہ ممکن شرعی مراد ہے" کی تائید ایک مشہور بریلوی عالم سید محمد اشرفی جیلانی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں!

"ہندوستان میں اپنے کو محب اعلی حضرت کہنے والوں میں بعض ایسے لوگ ہیں جن کے نزدیک اعلی حضرت قدس سرہ کی زبان وقلم سے خطا کا صدور ممکن بالذات تو ہے مگر ممتنع بالغیر ہے اس بات کو تو وہ ان لفظوں میں صاف صاف نہیں کہتے مگر جن لفظوں میں ادا کرتے ہیں اس کا حاصل یہی ہے اور پھر اسی بات کو وہ دوسروں سے عقیدے کے طور پر منوانا چاہتے ہیں ان کے نزدیک ائمۂ مجتہدین علیہم الرحمۃ والرضوان سے تو خطا ہوسکتی ہے مگر اعلی حضرت قدس سرہ سے نہیں ہوسکتی، اس پر غضب کی بات یہ ہے کہ جو ان کی ان لایعنی مفروضات کو نہ مانے اس کو اعلی حضرت قدس سرہ کا گستاخ قرار دے کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں مولی تعالی انہیں سمجھ

دے کہ وہ اعلی حضرت قدس سرہ کی محبت کے نام پر ان کے تعلق سے ایسے خیالات کا اظہار نہ کریں جس سے خود اعلی حضرت قدس سرہ کی روحانیت ان سے بیزار ہو جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میدان قیامت میں اعلی حضرت قدس سرہ ان کے ساتھ وہی سلوک کریں جو حضرت موسی علیہ السلام یہودیوں کے ساتھ حضرت عیسی علیہ السلام عیسائیوں کے ساتھ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غالی شیعوں کے ساتھ فرمانے والے ہیں"۔(التصدیقات لدفع التلبیسات ص ۵۳، ۵۴)

لیجئے مفتی صاحب! بڑی محنت سے تیار کئے ہوئے آپ کے سارے ہی منطقی مفروضوں پر اشرفی صاحب نے پانی پھیر کر رکھ دیا۔

سچ ہے کہ ؏ اپنے ہی گراتے ہیں نشیمن پہ بجلیاں

اور اگر بالفرض آپ کی یہ مذکورہ بقراطی تسلیم بھی کر لی جائے کہ ممکن عادی مراد ہے اور اس کیلئے تجربہ کافی ہے تو کیا فرد واحد کا تجربہ کافی ہے؟ نہیں! بلکہ جماعت کثیرہ کے تجربے کی ضرورت ہے اور یہاں تو صرف فرد واحد کچھوچھوی کا اندھی عقیدت کا مارا ہوا غلو پسندانہ ناقص تجربہ ہے دوسرے لوگ تو محض لکیر کے فقیر بن کر اسے نقل کرتے آئے ہیں۔

جبکہ اس کے برخلاف جماعت کثیرہ کا تجربہ یہ ہے کہ خان صاحب موصوف کی تصانیف میں تضاد بیانیوں اور فحش اغلاط کی بھر مار ہے (تفصیل کیلئے مطالعہ بریلویت از علامہ خالد محمود کا مطالعہ کریں) متعدد مثالیں ہماری اس تحریر میں بھی موجود ہیں اس لئے یہاں ممکن عادی کسی بھی صورت مراد نہیں لیا جا سکتا ہے۔

ویسے مفتی صاحب اگر ایک بار اپنے گھر میں ہی اچھی طرح جھانک لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ محدث کچھوچھوی کے اس قول کی شرعی حیثیت کیا ہے، چنانچہ صاحبزادہ حکیم الامت مفتی اقتدار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

"بہت عرصہ غور وخوض کے بعد بھی اس فقرے میں جواز کا کوئی پہلو میں نہیں نکال سکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہرحال یہ پورا فقرہ شرعاً جائز نہیں کیونکہ ناممکن الخطا رب تعالی نے صرف انبیاء علیہم السلام کو بنایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کسی بھی غیر نبی کے لئے یہ الفاظ کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں"۔(تنقیدات علی مطبوعات صفحہ ۱۴۵)

یہ لیجئے! آپ تو منطقی دلائل کے ذریعہ اسے صحیح ثابت کرنے میں لگے ہیں جبکہ آپ کے مفتی اعظم شرعی اعتبار سے اس کی حرمت کے فرمان جاری کر رہے ہیں۔

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

حضرت مدنیؒ کی منقبت والے اشعار پر اعتراض کا جواب

رہے حضرت مدنیؒ سے متعلق اشعار؛ اولاً: تو نثر کو نظم پر قیاس کرنا خود بہت بڑی جہالت ہے، نثر کے قواعد الگ ہیں نظم کے الگ ہیں شعراء کے یہاں شعر کے وزن کو سلامت رکھنا ہر چیز پر مقدم ہے اس کے لئے صرف ونحو جیسے ضروری قواعد کی قربانی بھی ان کے لئے معمولی بات ہے مبنی کو معرب اور معرب کو مبنی بنانے پر بھی ان کی قابلیتوں کی داد دیجاتی اس کے برخلاف یہی کام کوئی نثر نگار کر جائے تو اجهل الجاهلين میں اس کا شمار ہو۔

نیز سیاق وسباق کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان اشعار میں ممکن عادی متعین ہے۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسا موضوع ہی نہیں کہ ذہن میں عقلی وشرعی کا تصور بھی آئے اس لئے عامی سے عامی بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہاں عادتاً طاری ہونے والی کیفیت کا ہی تذکرہ ہے نہ کہ کسی عقلی وشرعی مسئلے کا، اور بغیر کسی وضاحت کے یہ معاملہ خود واضح ہے۔

اور چونکہ آپ کے بقول عادی کیلئے تجربے کی ضرورت ہوتی ہے، تو تجربہ سے ثابت ہے کہ کسی پیر ومرشد کے وصال کے بعد اس کے حقیقی متوسلین ومریدین کو جو صدمہ اور زخم پہنچتا

ہے عادتاً اس کا تدارک ممکن نہیں ہوتا اور یہ تجربہ کسی فرد واحد کا نہیں؛ بلکہ ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کا ہے جو اس صدمے سے دوچار ہو چکے ہیں۔

بریلویوں کی شرمناک تجربہ کاری

ایک طرف تو بریلوی لوگ اپنے اعلیحضرت کے متعلق یہ تجربے بیان کررہے ہیں کہ ان سے نقطہ برابر بھی خطا کا صدور ناممکن ہے دوسری جانب انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق ان کا تجربہ یہ ہے کہ ان سے صرف خطا ہی نہیں کبیرہ گناہ بھی صادر ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ بریلویوں کا حکیم الامت احمد یار گجراتی لکھتا ہے:

"انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد، ہاں! نسیاناً وخطاء صادر ہو سکتے ہیں"۔ (جاء الحق صفحہ ۴۰۷) لیجئے! یہ ہے بریلویوں کا عقیدہ کہ ایک طرف تو خان صاحب ہیں جن سے نقطہ برابر خطا بھی ناممکن ہے دوسری جانب انبیاء ہیں جن سے صرف خطا نہیں؛ بلکہ کبیرہ گناہ کا صدور بھی ممکن ہے، یعنی بریلوی مذہب میں خان صاحب انبیاء سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ (اعاذ نا اللہ منہ)

قولہ:۔ (۵) سجان گڈھ مسجد کے امام جناب ابوحنظلہ صاحب نے بڑی چالا کی سے ہر جگہ اپنی جماعت کو "دیوبندی" یا "وہابی" لکھنے کے بجائے "اہل سنت والجماعت" لکھا ہے، (عربی کا عطف فارسی پر؟) حالانکہ ان کے بزرگ پیشواؤں نے بڑے فخر کے ساتھ اپنے اپنے "وہابی" ہونے کا اعتراف واقرار کیا ہے، چنانچہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس

کے جانشین مولانا محمد یوسف کی سوانح بنام "سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی" ص ۲۰۲ اور ۲۰۴، شائع کردہ مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ میں، مولانا محمد منظور نعمانی کے الفاظ یہ نقل کئے گئے ہیں:

"ہم (مولانا منظور نعمانی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی) خود اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(مولانا زکریا صاحب نے کہا) مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا "وہابی" ہوں"۔

اشرف السوانح حصہ اول ص ۴۵ شائع کردہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون میں مولانا اشرف علی تھانوی کا اقرار واعتراف ان لفظوں میں بیان کیا گیا ہے:

"ایک بار چند عورتیں نیاز دلانے کیلئے جامع مسجد میں کہ اس وقت طلبہ بھی وہیں رہتے تھے جلیبیاں لائیں۔ طالب علم تو آزاد ہوتے ہی ہیں لے کر بلا نیاز دئے سب کھاپی گئے۔۔۔۔۔اس پر بڑی برہمی پھیلی۔۔۔۔۔حضرت والا (مولانا اشرف علی تھانوی) نے ان لوگوں کو سمجھا دیا کہ بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں۔ یہاں فاتحہ نیاز کیلئے کچھ مت لایا کرو"۔

وہابی کون؟

اقول: (۵) ہم نے اپنی تحریر میں علمائے دیوبند کیلئے اہل سنت والجماعت کے لقب کا استعمال کیا تو مفتی صاحب کو بدہضمی ہوگئی، کیوں کہ آج تک مفتی صاحب جیسے لوگ اپنی جاہل عوام کو یہی باور کراتے آئے ہیں کہ یہ لقب ہماری جاگیر ہے، خواہ ہم کتنی ہی خرافات اور شرک وبدعات میں لت پت ہوجائیں یہ لقب ہمارا ہی رہے گا، کوئی دوسرا کتنا بھی بڑا موحد اور شریعت وسنت کا پابند ہو وہ ہرگز ہرگز اس لقب کا استعمال نہیں کرسکتا، اس لقب پر بریلویوں کی اجارہ داری ہے۔

اس کے جواب میں ہم یہی کہیں گے کہ "برعکس نہند نام زنگی کافور" شرک و بدعات اور رسوم وخرافات میں سراپالت پت مگرنام اہل سنت ۔۔۔ایں چہ بوالعجبیست ؟

علمائے دیوبند بحمداللہ لقب "اھل سنت والجماعت" کے صرف مستحق ہی نہیں؛ بلکہ اس کے محافظ اور داعی بھی ہیں ،اس سلسلے میں انکی علمی وعملی خدمات عرب وعجم کی سرحدوں کوعبور کر کے عالمی صحراؤں ، جزیروں؛ بلکہ فضاؤں کو بھی معطر کر چکی ہیں اور اب کوئی کورچشم ، بصیرت وبصارت سے محروم شخص ہی اس کا انکار کرسکتا ہے۔

اہلسنت والجماعت لکھنے پر جاہلانہ طنز

اہل سنت والجماعت لکھنے پر بھی مفتی صاحب نے یوں طنز کیا ہے کہ:

"عربی کا عطف فارسی پر؟"

اس کا مختصر جواب تو صرف یہ ہے کہ:

عربی قواعد کا اجراء اردوزبان میں؟

مزید کچھ لکھنے کے بجائے صرف یہی کہیں گے کہ مفتی صاحب! ہمارے اوپر طنز کرنے سے پہلے ایک بار اپنے گھر میں جھانک لیتے تو شاید اعتراض کی جرأت نہ کرتے۔

مفتی حنیف قریشی، کاشف اقبال، سید تبسم بخاری، غلام مرتضی ساقی ،ظہور احمد جلالی، محمد انوار حنفی وغیرہ جیسے بریلویوں کے مایۂ نازمناظرین وعلّاموں کی زیر تحقیق شائع ہونے والا دو ماہی مجلہ "کلمۂ حق" شمارہ نمبر ۷ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے،اس شمارے کے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے: اہل سنت والجماعت کی فتح عظیم الخ (ص ۳۴) نیز صفحہ ۷۴ پر بریلوی مفتی اعظم ابولبرکات سید احمد قادری خلیفہ احمد رضا کے مضمون میں بھی اہل سنت والجماعت ہی لکھا ہے۔

اسی طرح پیر مہر علی شاہ کے فتاوی مہریہ ص ۵ پر بھی اہل سنت والجماعت لکھا ہوا ہے۔کیا ہی اچھا ہو کہ اب مفتی صاحب طعن و تشنیع کا یہ رخ اپنے گھر کی طرف بھی موڑ دیں۔

ع الزام ان کو دیتا تھا، قصور اپنا نکل آیا

مفتی صاحب کہنا چاہتے ہیں کہ علمائے دیوبند کیلئے لفظ وہابی کا استعمال کرنا چاہیئے: کیوں کہ یہ لوگ خود کو وہابی ہی کہتے تھے، اور اپنی موروثی عادت قدیمہ کے مطابق سیاق وسباق سے کاٹ کر چند حوالے بھی پیش کئے ہیں، ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ آج بریلویوں کے اس فریب کا بھی اچھے طریقے سے پردہ چاک کردیا جائے کہ وہ اہل سنت ہیں اور علمائے دیوبند وہابی ہیں۔

وہابیت کیا ہے؟ وہابی کون ہیں؟ بعض علماء دیوبند نے بعض مرتبہ خود کو کیوں اور کس معنی میں وہابی کہا ہے؟ وغیرہ، اس طرح کے تمام ہی سوالات کے مفصل و دنداں شکن جواب کیلئے ہم اپنے فاضل دوست، محقق العصر مناظر اسلام علامہ ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ کا ایک بہترین و عمدہ مضمون ہدیۂ قارئین کررہے ہیں، جو اس طرح کے تمام ہی اعتراضات و وساوس کے دفعیہ کیلئے کافی وشافی ہے، ملاحظہ فرمائیں!

علمائے اہل السنہ والجماعۃ دیوبند پر وہابیت کا الزام اور اس کا جواب

(یہ مضمون مولانا ساجد خان صاحب کی کتاب ''دفاع اہل السنۃ والجماعۃ'' سے ماخوذ ہے جو بریلوی مولوی کاشف اقبال رضا خانی کی کتاب کے جواب میں ہے، کاشف اقبال کے پیش کئے گئے ہر حوالے کا تفصیلی و مدلل جواب کتاب میں ملاحظہ فرمائیں یہاں صرف اس الزام کا اصولی وعمومی جواب دیا جارہا ہے)

کاشف اقبال رضاخانی نے وہی گھسا پٹا اعتراض کیا ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں، ان کے بڑے خود کو وہابی کہتے رہے، یہی اعتراض آج کل دیگر بریلوی رضاخانی مولویوں کی طرف سے بڑے شد و مد کے ساتھ کیا جارہا ہے؛ اسلئے ہم اس اعتراض پر ذرا تفصیل سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

دراصل ہندوستان کے اہل بدعت کی طرف سے وہابی کا لفظ اپنے مخالفین جن کو یہ لوگ بدمذہب اور بے دین سمجھتے ہیں کیلئے وضع کیا گیا ان کے نزدیک ہر متبع سنت اللہ کی توحید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا پابند اور بدعات وخرافات ورسوم جاہلیت سے منع کرنے والا ''وہابی'' کہلاتا ہے، یہاں میں خود اہل بدعت کے گھر سے ایک حوالہ نقل کرتا ہوں جس سے کافی حد تک وضاحت ہو جائے گی کہ ان کے نزدیک وہابی کسے کہا جاتا ہے؟

اہل بدعت کے سرخیل مولوی احمد رضاخان بریلوی سے سوال کیا گیا:

''بخدمت جناب مجدد ہند مولوی احمد رضا خان صاحب بعد تسلیم کے گزارش حال یہ ہے کہ آپ کے نام پیرڈلیہ سے فتوی لکھا ہے وہ شخص مولوی اشرف کا پیرو ہے اور یہاں پر چہار سو مکان اہلسنت و جماعت کے ہیں اونکو مولوی اشرف علی کے سپرد کرنا چاہتا ہے یعنی ہمارے یہاں پر دستور ہے کہ شادی میں نکاح کے وقت تاشہ بجایا کرتے ہیں اوس کا سبب یہ ہے کہ غیر مقلد ہماری جماعت میں نہ آنے پائیں مگر یہ شخص اشرف علی کے پیرو ہوکر تاشہ بجانا منع کرتا ہے اور جس شے میں گناہ نہ ہو اوسکو بھی منع کرتا ہے اس واسطے آپ اسحاق اللہ کے نام پر لکھنا تا کہ ہم ان شیطانوں کے پھندوں سے بچیں اگر چہ یہاں پر تاشہ بجنا بند ہو جائے تو ہم کو مذہب سے پھر جانے کا خوف ہے''۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اس کا جو جواب دیا اس کا ایک جز کافی دلچسپ ہے جو ہم یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں:

''ناجائز بات کو اگر کوئی بد مذہب یا کافر منع کرے تو اوسے جائز نہیں کہا جاسکتا کل کو کوئی وہابی ناچ کو منع کرے تو کیا اوسے بھی جائز کر دینا ہوگا؟''۔ (فتاوی رضویہ قدیم، ج ۱۰ حصہ دوم ص ۶۵، دار العلوم امجدیہ کراچی)

اس سے اہل بدعت کی سوچ سامنے آجاتی ہے کہ چونکہ تاشہ (تغاری یا تشلہ کی شکل کا کھال منڈھا ہوا چھوٹا باجا جو گلے میں ڈال کر دو پتلی لکڑیوں سے بجایا جاتا ہے اس کی آواز ڈھول سے زیادہ تیز مگر کم گونجدار ہوتی ہے۔ اردو لغت) ناچ گانے سے منع کرنے والا ایک وہابی ہے اس لئے آپ اسے بجانے کی اجازت ہمیں دیں، ورنہ ہمارا سارا محلہ وہابی ہوجائے گا۔ معاذاللہ

اب ہمارے اکابر نے جہاں اپنے لئے وہابی کا لفظ استعمال کیا تو اسے اہل بدعت کے مقابلے میں انہی معنوں میں اپنے لئے استعمال کیا کہ چونکہ رسوم ورواج سے منع کرنے والے کو یہ لوگ وہابی سمجھتے ہیں اس لئے ہم وہابی ہی صحیح۔

چنانچہ فخر المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہندوستان میں لفظ وہابی کا استعمال اس شخص کیلئے تھا جو آئمہ رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے، پھر ایسی وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر عمل کریں اور بدعات سیئہ ورسوم قبیحہ کو چھوڑ دیں یہاں تک ہوا کہ بمبئی اور اس کے نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے؛ بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو''۔ (المہند، ص ۳۱، ۳۲)

فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس وقت ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج۱،ص ۲۸۲)

حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل ھواء کے نزدیک اسی لفظ ''وہابی'' کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ایک مرتبہ حیدر آباد دکن میں ایک شخص وہابیت کے الزام میں پکڑا گیا اور دلیل یہ بیان کی گئی کہ تم کو جب دیکھو مسجد سے نکلتے ہوئے جب دیکھو قرآن پڑھتے ہوئے جب دیکھو نماز پڑھتے ہوئے ایک اور ان کے خیر خواہ شخص نے کہا کہ نہیں یہ وہابی نہیں ہیں میں نے انکو فلاں رنڈی کے مجرے میں دیکھا تھا فلاں جگہ قوالی میں دیکھا فلاں قبر کو سجدہ کرتے دیکھا تب بیچارے کو چھوڑا گیا اور جان بچی''۔ (ملفوظات، ج ۳،ص ۱۰۱، ملفوظ نمبر ۱۶۸)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''میں کہا کرتا ہوں کہ بدعتیوں میں دین نہیں ہوتا اور دین کی باتوں کو وہابیت کہتے ہیں''۔ (ملفوظات، ج ۴،ص ۱۲۳، ملفوظ نمبر ۱۷۸)

ظاہر ہے کہ اگر وہابیت اس کا نام ہے تو ہمیں اس وہابیت پر فخر ہے؛ البتہ اگر وہابیت سے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیروکار مراد لئے جائیں یا غیر مقلدین جیسا کہ ہمارے یہاں اب جماعت اسلامی اور غیر مقلدین اہل حدیث کو وہابی کہا جاتا ہے؛ بلکہ ہمارے بعض علاقوں میں تو ان کو ان کے ان ناموں سے کوئی جانتا ہی نہیں ان دیار میں وہابی ہی کہا جاتا ہے، تو اس معنی میں ہمارے اکابر نے اپنی وہابیت کا انکار پہلے بھی کیا اور اب بھی ہم کرتے ہیں۔ آج کل ہمارے دیار میں وہابی ان کو کہا جاتا ہے جو:

(۱) وہ تصوف اور بیعت طریقت اور اسکے اشغال ذکر مراقبہ توجہ کے سخت مخالف ومنکر ہیں جبکہ الحمدللہ علمائے دیوبندان پرکاربند ہیں۔

(۲) وہ تقلید شخصی کے مخالف ہیں مگر ہمارے اکابر اسے واجب کہتے ہیں اور خود سراج الآئمہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔

(۳) وہ توسل کے منکر ہیں ہم قائل ہیں۔

(۴) وہ بزرگان دین ومحترم شخصیات سے تبرکات کے منکر ہم قائل۔

(۵) وہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہیں جبکہ ہم زور وشور سے اس کے قائل ہیں اب تک اس عقیدے کے ثبوت پر ہمارے علماء کئی مناظرے کر چکے ہیں۔

(۶) وہ روضہ مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سفر کو ممنوع قرار دیتے ہیں جبکہ ہم اسے افضل المستحبات جانتے ہیں۔

(۷) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے سلام وتشفع کے منکر ہیں ہم اس کے قائل ہیں۔

غرض اس معنی میں ہمیں ''وہابی'' کہنا یا سمجھنا تہمت صریح وکذب بیانی ہے اور ہمارے اکابر نے بھی اس معنی میں خود پر وہابیت کی تہمت کی سختی سے تردید کی ہے۔

چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ کتنے غضب اور ظلم کی بات ہے کہ ہمارے بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں اور وہابی کے لقب سے یاد کرتے ہیں ہمارے قریب میں ایک قصبہ ہے جلال آباد وہاں پر ایک جبہ شریف ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہے اس کی زیارت حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شیخ محمد صاحب کیا کرتے تھے اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق میرے خط کے جواب میں تحریر فرمایا

تھا کہ اگر منکرات سے خالی وقت میں زیارت میسر آنا ممکن ہوتو ہرگز دریغ نہ کریں، بتلایئے ! یہ باتیں وہابیت کی ہیں ان بدعتیوں میں دین تو ہوتا نہیں جس طرح جی میں آتا ہے جسکو چاہتے ہیں بدنام کرنا شروع کردیتے ہیں خودتو بددین ہیں دوسروں کو بھی بددین بتلاتے ہیں''۔ (ملفوظات، ج ۴، ص ۲ ۳، ملفوظ ۵۵)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''ایک جماعت ہے جو ہم لوگوں کو وہابی کہتی ہے؛ لیکن ہماری سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی کہ ہمیں کس مناسبت سے وہابی کہتے ہیں کیونکہ وہابی وہ لوگ ہیں جو ابن عبدالوہاب کی اولاد میں سے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو اس کا اتباع کرتے ہیں ابن عبدالوہاب کے حالات کتابوں میں موجود ہیں ہر شخص ان کو دیکھ کر معلوم کرسکتا ہے کہ وہ نہ اتباع کی رو سے ہمارے بزرگوں میں ہیں نہ نسبت کی رو سے البتہ آج کل جن لوگوں نے تقلید چھوڑ کر غیر مقلدی اختیار کر لی ان کو ایک اعتبار سے وہابی کہنا درست ہوسکتا ہے؛ کیونکہ ان کے اکثر خیالات ابن عبد الوہاب سے ملتے ہیں ہم لوگ حنفی ہیں؛ کیونکہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اصول چار ہیں کتاب اللہ حدیث رسول اجماع امت اور قیاس مجتہد سوا ان چار کے اور کوئی اصل نہیں اور مجتہد بہت سے ہیں؛ لیکن اجماع امت سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ چار امام یعنی امام ابوحنیفہ امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمھم اللہ کے مذاہب سے باہر ہوجانا جائز نہیں، نیز یہ بھی ثابت ہے کہ ان چاروں میں جس کا مذہب رائج ہو اس کا اتباع کرنا چاہئے تو چونکہ ہندوستان میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب رائج ہے اس لئے ہم انہیں کا اتباع کرتے ہیں ہم کو جو لوگ وہابی کہتے ہیں قیامت میں اس بہتان کی ان سے باز پرس ضرور ہوگی''۔(اشرف الجواب)

خود رضا خانیوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ وہابی اصل اور آج کل کے عرف کے اعتبار سے غیر مقلدین کو کہا جاتا ہے۔

چنانچہ بریلوی مناظر مفتی حنیف قریشی کہتا ہے:

"اہل حدیث جماعت پر لفظ وہابی کا عمومی اطلاق ہوتا ہے"۔ (مناظرہ گستاخ کون ص ٦٥)

بریلوی حکیم الامت مولوی منظور اوجھیانوی المعروف احمد یار گجراتی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہابی غیر مقلدین کو کہا جاتا ہے۔

چنانچہ لکھتا ہے:

''اسمٰعیل کے معتقدین دو گروہ بنے، ایک تو وہ جنہوں نے اماموں کی تقلید کا انکار کیا جو غیر مقلد یا وہابی کہلاتے ہیں''۔ (جاء الحق، ص ۱۳)

خود کاشف اقبال رضاخانی نے جب اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف کتاب لکھی تو اس کا نام دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف رکھا اور جب غیر مقلدین کے خلاف کتاب لکھی تو اس کا نام وہابیت کے بطلان کا انکشاف رکھا، سوال یہ ہے کہ اگر یہ دونوں ایک ہی ہیں تو دو الگ الگ ناموں سے دو مختلف کتابیں لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

مفتی حنیف قریشی ایک اور مقام پر کہتا ہے:

"آپ کے سرخیل مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب فتاوی ثنائیہ جلد اول ص ۹۹ پر لکھتے ہیں: "یہ بات وہابیت کی تاریخ میں واضح طور پر موجود ہے کہ وہابی کی اصطلاح کا عمومی اطلاق جماعت اہل حدیث پر ہوتا ہے"۔ (مناظرہ گستاخ کون، ص ٦٤)

اپنے گھر کی خبر لو

بریلوی جامع المعقول والمنقول غلام محمد پپلانوی لکھتے ہیں:

''وہابی دو قسم کے پائے جاتے ہیں ایک مسلمان وہابی دوم منافق وہابی'' ۔(نجم الرحمان، ص ۳۶)

بریلوی شمس العلماء مولانا معین الدین اجمیری مرحوم لکھتے ہیں:

''اعلی حضرت نے ایک دنیا کو وہابی کر ڈالا ایسا بدنصیب کون ہے جس پر آپ کا خنجر وہابیت نہ چلا ہو وہ اعلی حضرت جو بات بات میں وہابی بنانے کے عادی ہوں وہ اعلی حضرت جنکی تصانیف کی علت غائیہ وہابیت جنہوں نے اکثر علماء اہل سنت کو وہابی بنا کر عوام کالانعام کو ان سے بدظن کرادیا جن کے اتباع کی پہچان کہ وہ وعظ میں اہل حق سنیوں کو وہابی کہہ کر گالیوں کا مینہ برسائیں جنہوں نے وہابیت کے حیلہ سے علماء ربانیین کی جڑ کاٹنے میں وہ مساعی جمیلہ کیں کہ جن کا خطرہ حسن بن صباح جیسے مدعی امامت ونبوت کے دل میں بھی نہ گذرا ہوگا اور جن کے فتنہ وفساد کے سامنے حسن بن صباح کے فدائی بھی گرد ہوں اگر حسن بن صباح زندہ ہوکر آجاوے تو اس کو اعلی حضرت کے کمالات کے بالمقابل سوائے زانوائے ادب تہ کرنے کے چارہ کار نہوغرض ایسی مقتدر جماعت کا پیشوا جنکی زبانیں سوائے وہابی اور وہبڑے اور لہبڑے کے دوسرے الفاظ سے اثناء وعظ میں آشنا ہی نہیں ہوتیں اگر در پردہ وہابی ثابت ہوجاوے تو پھر تعجب کی کوئی حد نہیں رہتی خلقت کہتی ہے وہ اعلی حضرت جو اپنے آپ کو وہابی کش ظاہر فرماتے ہیں بالآخر خود وہابی ثابت ہوئے اور اس طرح وہ وہابی کش کے درحقیقت خودکش ہیں خلقت اپنے اس جزمی دعوے کے ثبوت میں اعلی حضرت کے چند اقوال پیش کرتی ہے''۔(تجلیات انوار المعین، ص ۴۲)

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں پہلی بات تو یہ کہ احمد رضا خان نے کئی سنی علماء کو وہابی بنا ڈالا دوسرا احمد رضا خان بریلوی خود بہت بڑا وہابی تھا اور یہ بات پوری خلقت میں مشہور تھی۔

بریلوی؛ وہابی کس کو کہتے ہیں؟

مولانا معین الدین اجمیری صاحب لکھتے ہیں:

”خلقت کہتی ہے کہ اعلحضرت صرف وہابی ہی نہیں؛ بلکہ ان کے سرتاج ہیں؛ لیکن ہم کو خلقت کے اس خیال سے اتفاق نہیں اصل یہ ہے کہ وہابیت کے مفہوم سمجھنے میں خلقت نے غلطی کی وہ وہابی اس کو سمجھتی ہے جو اکابر کی شان میں گستاخی اور آئمہ کے دائرہ اتباع سے خارج ہو اور اعلی حضرت صرف اس کو وہابی کہتے ہیں جو ان کی مجددیت کا منکر ہو پھر وہ خواہ خلقت کے نزدیک کیسا ہی زبردست سنی ہو؛ لیکن اعلی حضرت کے نزدیک وہابی ہے اور جو حضرت کی تجدید کا اعتراف کرے پھر وہ وہابی ہی کیوں نہ ہو لیکن وہ اعلی درجہ کا سنی ہے“۔ (تجلیات انوار المعین، ص ۴۴)

اس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) ہندوستان میں عام خلقت کا تاثر یہی تھا کہ احمد رضا خان نہ صرف خود وہابی ہیں؛ بلکہ وہابیوں کے سرتاج ہیں۔

(۲) یہ تاثر اس لئے تھا کہ احمد رضا خان اکابر کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والا اور آئمہ کے دائرہ اتباع سے خارج ہونے والا تھا۔

(۳) حضرت مولانا معین الدین صاحب کا تجزیہ یہ ہے کہ اعلی حضرت اور ان کے ماننے والوں کے نزدیک جو احمد رضا خان کو مجدد نہ مانے ان کی بزرگی کا قائل نہ ہو تو وہ خواہ کتنا ہی پکا سنی ہو ان کے مذہب میں وہ وہابی ہے۔ اور ایک شخص کتنا ہی بڑا وہابی کیوں نہ ہو مگر احمد رضا خان کو مجدد مانتا ہو تو ان کے نزدیک سنی ہے۔

ہم پر رضا خانیوں کی طرف سے وہابیت کا الزام بھی صرف اسی وجہ سے ہے کہ ہم احمد رضا خان بریلوی کی بزرگی کے قائل نہیں اور ہمارے بزرگوں نے بھی جو بعض مقامات پر اہل

بدعت کے مقابلے میں خود کو وہابی کہا تو وہ اس بناء پر کہ وہ خود کو احمد رضا خان کا نہ تو متبع مانتے ہیں اور نہ اس کے دعوی مجددیت کی حمایت کرتے ہیں۔

احمد رضا خان کے نزدیک وہابی؛ ہمارے اپنے ہیں

بریلوی محقق دوراں رئیس القلم سید عبدالکریم سید علی ہاشمی لکھتا ہے:

"اگرچہ احمد رضا خان سید احمد زینی دحلان کے شاگرد اور مرید تھے آپ نے ہندی وہابیوں کی سرکوبی کیلئے اس شدت سے کام نہیں لیا جو علمائے حرمین کا طریقہ تھا کیوں کہ وہ لوگ وہابیوں کو غیر سمجھتے تھے اور احمد رضا کے یہاں وہابیوں کو غیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ سنیوں کی اولاد سمجھتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ وعظ و پند سے وہ سدھر جائیں گے"۔ (المیزان کا امام احمد رضا نمبر، ص ۶۱۴)

وہابیوں کا مذہب؛ صوفیاء کا مذہب ہے

بریلوی فرید ملت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن فرماتے ہیں:

"آپ نے فرمایا کہ بے شک اسی طرح ہے وہابی نہ صحابہ کرام کو برا کہتے ہیں نہ ولایت سے انکار کرتے ہیں ۔۔۔ اس کے بعد فرمایا کہ توحید کے بارے میں وہابیوں کے عقائد صوفیاء کرام سے ملتے جلتے ہیں وہابی کہتے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے بے شک غیر خدا سے امداد مانگنا شرک ہے توحید یہ ہے کہ خاص حق تعالی سے مدد طلب کرے چنانچہ ایاك نعبد و ایاك نستعین (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں) کا مطلب یہی ہے"۔ (مقابیس المجالس، ص ۷۹۷)

علماء حق پر وہابیت کی تہمت کس نے لگائی؟

خرم ملک فاروق ملک صاحبان لکھتے ہیں:

”پنجاب یوپی اور دوسرے تمام صوبوں سے مسلم مجاہدین تواتر سے آرہے تھے اب سکھوں نے مذہبی حربہ استعمال کیا انہوں نے سید احمد شہید کو وہابی مشہور کیا اور عام مسلمانوں کو بھڑکا دیا کہ آپ صحیح اسلامی عقائد کے حامل نہیں سرحد اور پنجاب میں سید صاحب کے مذہبی نظریات کے خلاف شدید ردعمل شروع ہوا فتوے جاری ہونے لگے اور سید صاحب کی سیاسی قوت کو شدید دھچکا لگا“۔(مطالعۂ پاکستان رائج ڈگری کلاسز صدارتی ایوارڈ اعزاز فضیلت ،خرم بکس اردو بازار لاہور، ص ۵۴)

تو کاشف اقبال رضاخانی صاحب آپ بھی تو کہیں ان سکھوں کی روحانی اولاد نہیں جو آباء معنوی کی پیروی میں علمائے حق پر وہابیت کی تہمت لگا رہے ہیں؟

اہل السنۃ والجماعۃ علمائے دیوبند پر وہابیت کا الزام سب سے پہلے احمد رضا خان بریلوی نے لگایا؟

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

”اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصا اس سے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاری سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرض کہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلی درجہ کی عدوات ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہئے وہ لوگ یہود ونصاری سے اس قدر رنج وعدوات نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں چونکہ مجدد المضلین اور اس کے اتباع کو اہل عرب کی نظروں میں خصوصا اور اہل ہند کی نگاہوں میں عموما ان کے بہی خواہ اور دوسروں کو ان کا دشمن دین کا مخالف ظاہر کرنا مقصود ہے اس لئے اس لقب سے بڑھ کر ان کو

کوئی لقب اچھا معلوم نہیں ہوتا جہاں کسی کو متبع شریعت و تابع سنت پایا جھٹ وہابی کہہ دیا تا کہ لوگ متنفر ہوجائیں اور ان لوگوں کے مصالح اور تر لقموں میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں فرق نہ پڑے، صاحبو! شراب پیو داڑھی منڈواؤ، گور پرستی کرو، نذر لغیر اللہ مانو، زنا کاری اغلام بازی کرو، ترک جماعت وصوم وصلاۃ جو کچھ کرو یہ سب علامات اہل السنت والجماعت ہونے کی ہیں اور اتباع شریعت صورۃ وعملا جسکو حاصل ہو وہ وہابی ہوجائے گا، مشہور ہے کہ کسی نواب صاحب نے کسی اپنے ہم نشین سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم وہابی ہوانہوں نے جواب دیا حضور میں تو داڑھی منڈاتا ہوں میں کیسے وہابی ہوسکتا ہوں میں تو خالص سنی ہوں دیکھئے علامت سنی کی داڑھی منڈانا ہوگیا، دجال المجدد دین نے اس رسالہ میں اس غرض خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا تا کہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ وغضب میں آ کر تلملا جائیں اور بلا پوچھے گچھے بغیر تامل تکفیر کا فتوی دے دیویں اور پھر لفظ وہابیت کو متعدد جگہوں میں مختلف عنوانوں سے الفاظ خبیثہ سے یاد کیا حالانکہ عقائد وہابیہ اور ان اکابر کے معتقدات و اعمال میں زمین و آسمان بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے"۔(الشہاب الثاقب ، ص ۱۸۴،۱۸۵)

وہابیت کا ایک خوفناک تصور

بریلوی مجاوروں پیشہ ور واعظوں اور علماء سو کو چونکہ علم ہے کہ ان کی عوام جب تک جاہل رہے گی ان کے نذرانے چلتے رہیں گے اسی لئے جہاں انہوں نے عوام کو یہ باور کرایا ہوا ہے کہ ہر متبع سنت اور بدعات وشرک سے منع کرنے والا وہابی ہے، ان کے ذہنوں میں وہابیت کا ایسا خوفناک تصور بٹھایا ہوا ہے کہ کوئی شخص وہابیت کے اس تصور کے بعد ان کے قریب بھی

نہیں پھٹکے گا ،مولا ابوالکلام آزاد بھی اسی ماحول میں پلے بڑھے اپنے والد مولانا خیر الدین دہلوی جن کا شمار بریلوی اکابر میں ہوتا ہے کی تربیت کا نتیجہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے گھر اور مریدین کے درمیان وہابیت کا کیا تصور قائم کیا ہوا تھا:

"ہمیں اس وقت یقین تھا کہ وہابی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اول تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کے قائل ہی نہیں اگر قائل ہیں بھی تو صرف اتنے جیسے چھوٹے بھائی کیلئے بڑا بھائی، معجزات کے بھی منکر ہیں، ختم نبوت کے بھی قائل نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو ان کو ایک خاص بغض ہے، جہاں کوئی بات ان کی فضیلت ومنقبت کی آئی اور انہیں مرچیں لگیں مجلس میلاد کے اس لئے منکر ہیں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں، درود پڑھنے کو بھی برا جانتے ہیں کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ مت کہو کیونکہ رسول اللہ کی یاد انہیں کیوں پسند آنے لگی جہاں کوئی بات رسول کی فضیلت اولیاء اللہ کی منقبت بزرگان دین کی بزرگی کی کہی جائے یا کی جائے فوراً اسے شرک و بدعت کہہ دیتے ہیں اس لئے کہ انہیں ان سب سے بغض و کینہ ہے اور ان کی توہین وتذلیل ان کو خوش آتی ہے بحیثیت مجموعی وہابیوں کے بدترین خلائق ہونے کافر ہونے کافروں میں بھی بدترین قسم کے کافر ہونے میں کسی ردوکد کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی وہابیت کے متعلق یہ فضا تھی جس میں میں نے پرورش پائی"۔
(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی ،ص ۲۷۸، ۲۷۹)

ظاہر ہے کہ وہابیت کے اس مکروہ تصور کو ادنی سے ادنی مسلمان بھی اپنے لئے قابل قبول تصور نہیں کرسکتا، اہل بدعت کی اسی سوچ اور تصور کے مقابلے میں علمائے اہل السنت والجماعت نے خود پر وہابیت کے الزام جس سے مقصود در پردہ اس قسم کے مکروہ عقائد کی نسبت تھی ہمیشہ سے سخت تردید کی اور ہم اب بھی کرتے ہیں۔

الحمد للہ یہاں تک تو ہم نے کھل کر وضاحت کردی کہ ہماری طرف وہابیت کی

نسبت محض افتراء اور غلط ہے، ہم اہل السنت والجماعت اور فروع میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں، ہمارے اکابر نے اگر بعض مقامات پر خود کو وہابی کہا ہے تو وہ بھی بطور طنزاً تعریضاً ایسا کہا اس کے ہرگز یہ معنی نہ تھے نہ ہیں کہ معروف معنی میں بھی وہ وہابی ہیں معاذ اللہ۔ دیکھیں! امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک معروف شعر ہے:

ان کان الرفض حب آل محمد فلیشھد الثقلان انی رافض

(اگر آل محمد کی محبت رافضیت ہے تو اے جن وانس گواہ رہو میں رافضی ہوں)

اب کوئی اس شعر کی بنیاد پر کہہ سکتا ہے کہ کیا معاذ اللہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ رافضی تھے، حالانکہ وہ اپنی رافضیت پر گواہ بھی قائم کررہے ہیں؟ ہرگز نہیں! بلکہ امام صاحب تو تعریضاً ایک بات کہہ رہے ہیں کہ اگر تم نے اہل بیت سے محبت کو رافضیت کا نام دے دیا ہے تو ٹھیک ہے مجھے رافضی سمجھو، مگر اہل بیت کی محبت نہیں چھوڑ سکتا، یہی ہمارے اکابر کا مقصود تھا کہ اگر تم نے سنت کی دعوت بدعات رسومات وخرافات سے منع کرنے کو ''وہابیت'' سمجھ لیا ہے تو ہم وہابی ہی سہی مگر دعوت توحید وسنت نہیں چھوڑ سکتے۔

بریلوی علماء کا اقرار کہ: دیوبندی؛ وہابیت کے مخالف ہیں

مولوی غلام مہر علی لکھتا ہے:

''اگر وہابیوں کو برا کہنا ہی پیٹ پرستی ہے اور دنیا پرستی کی دلیل ہے تو پھر فیروز الدین صاحب کے سب اکابر دیوبندی مولوی بھی حرام خور ثابت ہوں گے''۔ (دیوبندی مذہب، ص ۱۳۷)

ظاہر ہے کہ یہ حرام خوری اسی صورت میں ثابت ہوسکتی ہے جب اکابر دیوبند نے

وہابیوں کو برا بھلا کہا ہو۔

مولوی حسن علی رضوی آف میلسی لکھتا ہے:

"علاوہ ازیں جس طرح علماء اہلسنت کو علماء نجد کے ساتھ اعتقادی اختلافات ہیں اسی طرح علماء دیوبند کو بھی علماء نجد و محمد بن عبدالوہاب سے شدید اختلاف و نفرت ہے، لہذا اگر علماء اہلسنت کا نجدی سعودی مکتب فکر سے اختلاف کوئی گناہ ہے تو خود اکابر علماء دیوبند بھی اس گناہ کے مرتکب ہیں۔۔۔ علماء دیوبند علماء نجد کے ساتھ اپنے اکابر دیوبند کا شدید اختلاف و نفرت ملاحظہ کریں"۔ (رضائے مصطفی، جمادی الاخری ۱۴۰۷ھ، ص ۲، ۳)

مولانا ساجد خان صاحب کی تحریر مکمل ہوئی۔

قولہ :(٦) مسجد سجان گڑھ راجستھان کے امام جناب ابوحنظلہ صاحب، امام احمد رضا کے ایمان وکفر کے متعلق آج دعوی اور چیلنج کرتے پھرتے ہیں، مگر ان کو معلوم نہیں کہ ان کے بڑے بزرگوں نے ہمیشہ امام احمد رضا کو مسلمان سمجھا اور مانا ہے، مسلمان ہی نہیں ان کے متبعین تک کو اپنی نماز کا امام قرار دیا ہے، سر دست صرف دو حوالے "الافاضات الیومیہ ج ۷ ص ۱۳۱ اور ص ۳۹ شائع کردہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان" اور ایک حوالہ "مجالس الحکمۃ" ص ۲۱۵ شائع کردہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون سے ملاحظہ ہوں:

(الف) (مولانا اشرف علی تھانوی نے کہا) ایک بدعتی مولوی (امام احمد رضا) تمام بڑے بڑے اکابرین اور بزرگوں (مولانا قاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی وغیرہ) کی تکفیر کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہم کو کافر کہتا ہے ہم اس کو کافر نہیں کہتے۔

(ب) ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں میں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے، میں نے کہا ہماری طرف سے تو کوئی جنگ نہیں، وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے

ہیں، ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے، تو ان کو آمادہ کرو۔

(ج) ایک شخص نے (مولانا اشرف علی تھانوی سے) پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں؟ فرمایا: ہاں! ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سچ ہے کہ ع الفضل ما شهدت به الاعداء کمال تو یہ ہے کہ دشمن گواہی دیں۔

مناظر اعظم ہمارا دعوی بھی نہ سمجھ سکے

اقول: (٦) بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اتنی طویل بحث وتمحیص وحجت بازی کے باوجود مناظر اعظم صاحب تاحال ہمارے دعوے کو سمجھنے سے قاصر ہیں؛ کیونکہ اگر سمجھ لیتے تو اس طرح کا جاہلانہ اعتراض نہ کرتے، موضوع تو تھا "احمد رضا خان بریلوی خود اپنی واپنے ہم مسلک بریلوی علماء کی عبارات اصول وفتاوی جات کی روشنی میں مسلمان نہیں" مفتی صاحب نے اس موضوع کو چھیڑے بغیر ایک دوسرے موضوع "احمد رضا علماء دیوبند کے نزدیک مسلمان ہے" پر دلائل دینے شروع کر دیئے۔

واہ مفتی صاحب! اسی کو کہتے ہیں کہ ع سوال از آسماں جواب از ریسماں۔

جو آدمی دعوی ہی سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو وہ مناظرہ کیا خاک کرے گا؟

مفتی صاحب! پہلے آپ اپنے گھر کے اصولوں پر تو خان صاحب کو مسلمان ثابت کر دیں اس کے بعد ہم خود بتا دیں گے کہ ہمارے نزدیک وہ کیا ہیں؟

اگر آپ کے اپنے خانہ زاد اصولوں پر ہی خان صاحب کے ایمان کا جنازہ نکل رہا ہو تو

علماء دیوبند کے فتوے کیوں کر مفید مطلب ہو سکتے ہیں، اگر بالفرض ہمارے علماء نے کافر نہ بھی کہا ہوتب بھی آپ کے اصولوں پر ایمان کیسے ثابت ہو گیا؟

بھلا جو آدمی خود اپنے خنجر سے ہی خودکشی پر آمادہ ہو کوئی عقلمند کیونکر اس پہ وار کرے گا؟ جب احمد رضا خود اپنے گھر کے اصولوں کے مطابق ہی کافر ٹھہرتا ہے تو کیا ضرورت پڑی ہے کہ اب علماء دیوبند بھی اس پر کفر کے لمبے چوڑے فتوے داغیں؟ سچ ہے

ع جو خود مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا

چونکہ مفتی صاحب کی یہ باتیں موضوع ہٰذا سے بالکل غیر متعلق ہیں؛ اس لئے ضرورت تو نہیں تھی کہ ان باتوں کا جواب دیا جائے؛ لیکن اگر انہوں نے چھیڑ دیا ہے تو ہم بھی کیوں چھوڑیں؟

لیجئے! اس موضوع پر بھی انکی غلط فہمیاں دور کر دیتے ہیں۔

مفتی صاحب نے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دو حوالے ذکر کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ:

(۱) اکابر علماء دیوبند کے نزدیک خان صاحب نہ صرف مسلمان؛ بلکہ امامت نماز کی شرائط (تقوی، طہارت، زہد، ورع، علم وفضل) کے حامل ہیں۔

(۲) جب اکابر علماء دیوبند احمد رضا کو مسلمان مانتے ہیں تو اب بعد والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے اکابر کے برخلاف خان صاحب کو کافر کہیں۔

ہم ان دونوں غلط فہمیوں کا نمبروار ازالہ کرتے ہیں:

(۱) کیا اکابر علماء دیوبند کے نزدیک احمد رضا خان مسلمان ہے؟

اکابر علماء دیوبندؒ؛ فاضل بریلوی کے عقائد ونظریات سے کما حقہ واقف نہیں تھے

(واقف کیوں نہیں تھے؟ اسکی وضاحت آگے آئیگی) اس لئے ان اکابرین کی شان للّٰہیت سے بعید تھا کہ یہ حضرات صحیح صورتحال سامنے آئے بغیر ہی محض اس بنیاد پر تکفیر کردیں کہ وہ ہمارے مخالف ہیں اور ہماری تکفیر کرتے ہیں، اسی لئے یہ حضرات عموماً خاموش رہے؛ بلکہ بعض حضرات تو محض حسن ظن کی بنیاد پر احمد رضا خان صاحب کو مسلمان بھی سمجھتے رہے؛ لیکن جب ان کے حقیقی نظریات ومعتقدات ان اکابر کے سامنے پیش کئے گئے تو انہوں نے بغیر کسی مداہنت کے حکم کفر بھی عائد کردیا۔

حضرت تھانویؒ کا فتویٔ کفر

مولوی احمد رضا خان کی کتاب "حدائق بخشش" میں ایک شعر یہ ہے کہ:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(حدائق بخشش حصہ اول ص ۲)

کسی نے حضرت تھانویؒ کے سامنے یہ شعر پیش کرکے حکم شرعی دریافت کیا تو حضرت نے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے صاف صاف فتوی دیا کہ یہ شعر کفریہ ہے اور اس کا بنانے والا کافرو مشرک ہے، فتوی ملاحظہ فرمائیں!

"اس صورت میں اس شعر کا بنانے والا مشرک اور خارج از اسلام سمجھے جانے کے قابل ہے، دوسرے شعر میں لفظ مالک خدا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس صورت میں شعر کا

مطلب صاف لفظوں میں یہ ہوا کہ حضرت شیخ محبوب الٰہی ہیں اور محبوب ومحب میں کوئی فرق نہیں ہوتا، لہذا حضرت شیخ بھی معاذ اللہ خدا ہوئے اور میں تو خواہ کچھ ہی ہو خدا ہی کہوں گا اس اصرار علی الشرک کی وجہ سے بھی اسی فتوے کے مستوجب ہیں جو شعر اول کے متعلق دیا جا چکا ہے اور کسی تاویل سے یہ حکم بدل نہیں سکتا؛ اس لئے کہ یہ الفاظ بالکل صاف ہیں کوئی ان کی تاویل کرنا بھی چاہے تو کیا کر سکتا ہے''۔(امداد الفتاوی، ج ۴،ص ۷۶، ۷۷)

حضرت فرما رہے ہیں کہ جو حکم اس سے پہلے شعر کے متعلق دیا جا چکا ہے وہی حکم اس شعر کا بھی ہے، شعر اول کے متعلق کیا حکم ہے؟ ملاحظہ فرمائیں!

''یہ صریحاً شرک ہے اور اس صورت میں اس شعر کا بنانے والا مشرک اور خارج از اسلام سمجھے جانے کے قابل ہے''۔(فتاوی امدادیہ ج ۶ ص ۷۶)

یہی حکم حضرتؒ نے احمد رضا کے شعر کا بھی بیان کیا ہے یعنی شعر صریح شرک اور احمد رضا مشرک وخارج از اسلام سمجھے جانے کے قابل ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ کفر

حضرت تھانویؒ کے پیرو مرشد قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے سوال ہوا کہ:

''سوال: حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو وہ کافر ہے حضرت جی آج کل تو بہت آدمی ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں، وظائف بکثرت پڑھتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کا میلاد میں حاضر رہنا و حضرت علی کا ہر جگہ موجود ہونا، دور کی آواز کا سننا مثل مولوی احمد رضا خاں بریلوی کہ جنہوں نے رسالہ علم غیب لکھا ہے کہ نمازی اور عالم بھی ہیں، کیا ایسے شخص کافر ہیں،

ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنی اور محبت و دوستی رکھنی کیسی ہے؟

جواب :۔ جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالی کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے، اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت ومودت سب حرام ہیں۔ فقط واللہ اعلم"۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۷۴)

دیکھئے! یہاں سوال کرنے والے نے خان صاحب کا نام لیکر سوال کیا؛ لیکن حضرت گنگوہیؒ نے کوئی رعایت نہیں کی اور صاف حکم کفر عائد کردیا۔

یہ ہم نے نمونے کے طور پر صرف دو فتوے نقل کئے ہیں ورنہ اور بھی متعدد اکابرین کے فتوے پیش کئے جاسکتے ہیں جنہوں نے باقاعدہ نام لیکر خان صاحب یا بریلویوں کی تکفیر کی ہے، حضرت مولانا عبدالرؤف خان جگن پوریؒ نے فاضل بریلوی وان کے متبعین کے کفرو ضلالت پر تین سو سے زائد اکابر علماء دیوبند کے فتوے نقل کئے ہیں، ملاحظہ ہو! "خنجر ایمانی برحلقوم رضاخانی"۔

یہ تو نامزد کفریہ فتووں کی بات تھی؛ لیکن اگر بریلویوں کے عقائد: علم غیب، حاضر وناظر، نور وبشر، مختار کل، نداء ما فوق الاسباب وغیرہ کے متعلق گفتگو کی جائے تو علماء دیوبند کے اکابر واصاغر کی مطبوعہ کتب فتاوی میں شاید ہی کوئی کتاب ملے جس میں ان مذکورہ عقائد کو صراحت کے ساتھ کفریہ وشرکیہ عقائد نہ کہا گیا ہو؟

اگر پہلوں نے تکفیر نہیں کی تو کیا بعد والوں کو بھی نہیں کرنی چاہئے؟

مفتی صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ جب تمہارے فلاں اور فلاں اکابر نے فاضل بریلوی کی تکفیر نہیں کی تو تم بھی نہیں کرسکتے۔

اولاً: اگر یہ اصول درست ہے تو سارا فساد ہی ختم ہو جائیگا، پھر تو آج مفتی صاحب وان کے ہمنواؤں کو بھی چاہئے کہ وہ علماء دیوبند کی تکفیر سے توبہ کرلیں؛ کیوں کہ بریلویوں کے بہت سارے مانے جانے اکابر علماء نے نہایت صاف ستھرے انداز میں نہ صرف علماء دیوبند کی تکفیر سے انکار کیا؛ بلکہ ان سے اپنی عقیدت ومحبت کا کھلے انداز میں اظہار بھی کیا ہے۔

چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

پیر مہر علی شاہ صاحب بریلویوں کے اعلیحضرت ثانی اور ایک مسلمہ صاحب حیثیت اکابرین میں سے ہیں، احمد رضا خان کے ہمعصر ہیں، پیر صاحب علماء دیوبند کے بڑے معتقد تھے نیز انکی تکفیر سے بھی منع کیا کرتے تھے۔

چنانچہ گولڑوی سلسلے کے مشہور بریلوی عالم عطاء محمد چشتی بندیالوی لکھتے ہیں کہ:

"یہ بات اعلی حضرت (پیر صاحب) کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ کسی مولوی کو تکفیر کا مشورہ دیں، مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ کے سوا اعلی حضرت نے کسی کی تکفیر نہیں کی، دیوبندیوں اور بریلویوں میں تکفیر تک اختلاف ہے۔۔۔۔۔۔لیکن سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اس پر خاموش رہے اور کسی کی تکفیر نہیں کی"۔(سیف العطاء ص ۱۱۴)

بریلویوں کے معتمد اور بریلوی شیخ الاسلام قمر الدین سیالوی کا محبوب ادارہ دار العلوم مجددیہ مانکی کے شیخ الحدیث مولانا غریب اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ موضع سالارگاہ میں حضرات علمائے دیوبند کے کفر وایمان کے متعلق مولوی بہادر دین امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خان صاحب کے مابین تنازعہ رونما ہوا، تنازعہ نے مناظرے کی صورت اختیار کرلی اور دونوں طرف کے علماء مقرر شدہ دن پر موضع سالارگاہ میں پہنچ گئے، مناظرے سے پہلے چند معززین اہل دیہہ نے تجویز پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑا میں حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کو ثالث مان لیں، چنانچہ اس بات

پر دونوں فریق کا اتفاق ہوگیا اور دونوں طرف کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے، وہاں حضرت پیر صاحب کی خدمت میں مسئلہ رکھا کہ اشرف خان کہتا ہے کہ جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۴) حضرت مولانا خلیل احمد انبیہٹوی اور (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

حضرت پیر صاحب (قدس سرہ) کو یہ بات ناگوار گذری، فرمایا: کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، چنانچہ یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی، یہ تحریر آج بھی مولانا بہادر دین کے پاس موضع سالارگاہ میں موجود ہے"۔(ضرب شمشیر بر فتنہ پنج پیر ص ۵۱)

مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ بھاولپور پیر مہر علی شاہ صاحب کے اخص الخاص فیض یافتگان میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ:

"مولانا محمد قاسمؒ صاحب، مولانا رشید احمدؒ صاحب کا زمانہ میں نے نہیں پایا، مولانا خلیل احمدؒ و مولانا محمود حسنؒ صاحب کی ایک دفعہ زیارت کی ہے مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا، مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی ایک دفعہ زیارت اور ایک دفعہ وعظ سنا ہے اس سے زیادہ "ان حضرات (علماء دیوبند) کے ساتھ کسی مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا، مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب علماء ربانیین اور اولیائے امت محمدیہ سے تھے، احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر اعتقاد یہی ہے اور اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصانیف کا مطالعہ ہے اور استفادہ اور قبول عام ہے، بالخصوص حضرت مولانا اشرف علی تھانوی دامت برکاتہم کے خدمات طریقت پر نظر کر کے شبہ ہوتا ہے کہ شائد وہ اس صدی کے

مجدد ہیں، فقط"۔(۱۲/ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ (ضرب شمشیر صفحہ ۵۵)

پیر مہر علی شاہ کے صاحبزادے سید غلام محی الدین گولڑوی سے علماء دیو بند کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے مولانا غلام محمد گھوٹوی سے یہ لکھوایا کہ:

"میرا مذہب یہ ہے کہ علمائے دیو بند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرے میں ہے میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (پیر مہر علی شاہ) کا بھی یہی مذہب تھا"۔ (ڈھول کی آواز صفحہ ۹۹ مؤلفہ مولانا کامل الدین رتوکالوی)

بریلویوں کے سیبویہ زماں علامہ غلام محمود گولڑوی پپلانوی نے دارالعلوم دیو بند کے صدرالمدرسین شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیو بندیؒ کو بڑے خوبصورت انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے، لکھتے ہیں کہ:

"امام العلوم واستاذ الرسوم النحریرالاعظم والبحر المطیطم سرسور الماہرین وقمقام الفاضلین السابح فی درر المغلقات رئیس المحدثین وتاج المفسرین مولانا محمودحسن دیوبندی ادام اللہ الطافہ علی رؤوسنا "(تحفۂ سلیمانی حاشیہ عبدالغفور ص ۱۱۵ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: علوم کے امام اور رسمی فنون کے استاذ بہت بڑے عالم اور ٹھاٹھیں مارنے والے ناپیدا کنار سمندر ماہرین کے دانائے بزرگ، فاضلین کے سردار، مغلق موتیوں میں تیرنے والے، رئیس المحدثین، تاج المفسرین مولانا محمود الحسن دیو بندی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، اللہ تعالی ان کی نوازشوں کو ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے"۔

سلسلۂ خیرآبادیہ کے مشہور عالم جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر کے صدرالمدرسین، قمرالدین سیالوی کے استاذ علامہ معین الدین اجمیری کے سامنے جب فاضل بریلوی کی وہ عبارات آئی

جن میں علماء دیو بند بالخصوص حضرت تھانویؒ کے خلاف فحش زبان استعمال کی گئی تھی اورانہیں مؤنث بنا کر مخاطب کیا گیا تھا (وقعات السنان کی عبارت) تو علامہ صاحب خاموش نہ رہ سکے اور خان صاحب کو کچھ اس انداز میں پھٹکار لگائی کہ:

"(خان صاحب کے کلام میں) فحش اور سوقیت کے علاوہ حضرات علمائے کرام کی نہایت درجہ تحقیر وتوہین بھی ہے کہ ایسے حضرات کو جو عباد الرحمن اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے وارث ہیں صاف لفظوں میں مؤنث کہا گیا ہے کہ جس کو سن کر بازاری اور اوباش تک کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں ہیں الخ"۔ (تجلیات انوار المعین صفحہ ۳۶)

یہاں علامہ اجمیری نے علماء دیو بند کو عباد الرحمن اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے وارث بتایا ہے اور انکی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے کی وجہ سے خان صاحب کی اچھی خاصی کھنچائی بھی کی ہے۔

بریلوی محدث اعظم کچھوچھوی نے بمبئی میں دیو بندی امام کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کی اور باوجودیکہ ساتھ والے بریلویوں نے اعتراض کیا اور بتایا کہ یہ امام دیو بندی ہے محدث اعظم نہیں مانے اور نماز ادا کر کے ہی لوٹے اس سے بریلویت میں ایک قسم کی آگ لگ گئی اور اسی کے نتیجے میں ناراض ہو کر حشمت علی خاں نے ان کے خلاف "ستر باادب سوالات" نامی کتاب لکھی۔

بطور نمونہ یہ چند حوالے بریلوی اکابرین کے ہم نے پیش کئے اور مزید بیشمار ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

مفتی صاحب! یہ چند حوالے پیش خدمت ہیں! پڑھئے اور سر دھنئے! اور اب ہم بھی آپ سے یہی کہیں گے کہ مناظر اعظم صاحب آج علمائے دیو بند کی تکفیر کا ادھار کھائے بیٹھے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ان کے بڑے بزرگوں نے ہمیشہ علمائے دیو بند کو نہ صرف مسلمان

بلکہ اعلیٰ درجے کے اولیاء اللہ تسلیم کیا ہے اور انکی اقتداء میں نمازیں تک ادا کی ہیں۔

مسئلۂ تکفیر؛ تقلیدی نہیں تحقیقی ہے

یوں تو مفتی صاحب کو اپنے منصب افتاء وقضاء پر بڑا ناز ہے؛ لیکن دارالافتاء ودارالقضاء کے سب سے زیادہ اہم مسئلے "مسئلہ تکفیر" کے اصول وقواعد سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو اس طرح کا عامیانہ اعتراض نہ کرتے کہ "جب بڑوں نے تکفیر نہیں کی تم کیوں کرتے ہو" ویسے علمائے دیوبند کے متعلق اپنے اکابر کا درج بالا موقف پڑھنے کے بعد سارے اصول وقواعد مفتی صاحب کو یاد آنے شروع ہو گئے ہوں گے، اس لئے انہیں تو ہم اتنا ہی کہیں گے کہ جو جواب اپنے اکابرین کی طرف سے آپ دیں گے وہی ہمارے اکابرین کی طرف سے بھی سمجھ لیں؛ لیکن عام قارئین کے افادہ کیلئے عرض ہے کہ تکفیر کا مسئلہ تقلیدی نہیں ہے تحقیقی ہے، یعنی کوئی مفتی محض اپنے بڑوں کے فتووں کی بنیاد پر کسی کی تکفیر وعدم تکفیر کا فتوی جاری نہیں کرسکتا؛ بلکہ اس پر ضروری ہے کہ وہ ازخود تحقیق کرکے مسئول عنہ کے اقوال ونظریات کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد کوئی رائے قائم کرے، عین ممکن ہے کہ تحقیق کے بعد اس کے سامنے کوئی ایسی بات آجائے جو اس کے بڑوں کے سامنے نہ آئی ہو اور اس بنیاد پر اسکے لئے اپنے بڑوں کے فتووں سے اختلاف کی گنجائش نکل آئے۔

تاریخ اسلام میں اس کی بیشمار مثالیں موجود ہیں کہ بڑوں نے کسی پر کفر کا حکم جاری کردیا؛ لیکن بعد والوں نے مزید تحقیق کرنے کے بعد اس حکم سے اختلاف کیا۔

مثلاً: منصور حلاج پر ان کے زمانے کے چار سو اہل حق علماء نے کفر کا فتوی جاری کیا جس کے نتیجے میں انہیں موت کی سزا ہوئی؛ لیکن بعد کے بہت سے اہل حق نے اس فتوے

سے اختلاف کیا اور منصور کو نہ صرف مسلمان بلکہ "ولی اللہ" قرار دیا، خود بریلوی لوگ بھی منصور پر لگے کفریہ فتوے سے متفق نہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ پر علماء کی ایک بڑی جماعت کفر کے فتوے دیتی آئی ہے اور انکی مشہور کتاب فصوص الحکم کو قبیح ترین کفر قرار دیا ہے حتی کہ امام ذہبیؒ تو یہاں تک لکھ گئے کہ:

ومن ارداء توالیفه کتاب :الفصوص : فان کان لا کفر فیه فما فی الدنیا کفر ۔(سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۴۸)

ترجمہ: ابن عربی کی سب سے گھٹیا تصنیف "فصوص" ہے اس لئے کہ اگر اس میں کفر نہیں تو دنیا میں کوئی بھی چیز کفر نہیں۔

لیکن ایک دوسری جماعت انہیں اولیائے کاملین میں سے شمار کر کے شیخ اکبر کا لقب دیتی آئی ہے جن میں بریلوی حضرات بھی شامل ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ پر انکے ہمعصر؛ بلکہ بعد کے بھی بہت سے علماء نے کفر کا فتوی دیا؛ لیکن جمہور علماء نے ان کی بہت سی آراء سے اختلاف کے باوجود انہیں امت کا جلیل القدر عالم وحَبر اعظم قرار دیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ پر بقول بریلوی مناظر اعظم جنید زماں عمر اچھروی تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر کفر کا فتوی دیا (مقیاس حنفیت ص ۵۶۳) لیکن ان تمام علمائے اسلام کے فیصلے کے برعکس احمد رضا خان اور انکی ذریت نے شاہ صاحبؒ کو مسلمان قرار دیا (علمائے دیوبند کے نزدیک متفقہ فتوئ کفر کا یہ دعوی کذب خالص ہے)

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ پر ان کے ہمعصر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جیسے متعدد علماء نے کفر کا فتوی دیا؛ لیکن دوسرے علماء نے اس فتوے کے برخلاف شیخ سرہندیؒ کو اعلی درجے کا مبلغ اسلام، داعی کبیر، مجاہد وقت، اور مجدد الف ثانی جیسے عظیم خطاب سے نوازا۔

خود بریلویوں کے یہاں دیکھ لیں! علامہ فضل حق خیرآبادی نے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے متعلق فتوی دیا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر؛ لیکن فاضل بریلوی نے شاہ صاحبؒ کی تکفیر کو سلامت روی واحتیاط کے خلاف قرار دیا۔

بریلویوں کے سب سے مشہور ومعروف مناظر، احمد رضا خان کے معتمد حشمت علی لکھنوی نے اپنی جماعت کے محدث اعظم ہند کچھوچھوی پر کفر کا فتوی لگایا (دیکھئے! ستر باادب سوالات) لیکن مناظر اعظم سمیت دوسرے بریلوی علماء اس سے متفق نہیں۔

بریلویوں کے آنجہانی اشرف العلماء اشرف سیالوی پر ان کے اپنے ہی علماء کی ایک بڑی جمعیت نے کفر کا فتوی دیا (دیکھئے! کتاب: نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ) جبکہ دوسری بڑی جماعت نے ان کی تائید وحمایت کی۔

خلاصہ یہ کہ تکفیر کا مسئلہ اگر تقلیدی ہوتا تو ان مذکورہ تمام اکابرین کو کافر تسلیم کرنا پڑتا؛ لیکن بعد کے علماء نے اس سلسلے میں اپنے پہلوں کی باتوں کو کسی غلط فہمی، عدم تحقیق، یا ان کے خلاف کئے گئے پروپیگنڈے کو نہ سمجھنے پر مبنی قرار دیا اور اسی بنیاد پر مسئلہ تکفیر میں ان سے اختلاف کیا اور اس اختلاف کی وجہ سے بعد والے پہلوں کے باغی یا نافرمان نہیں کہلائے؛ بلکہ ان کے متبع ومعتقد ہی کہلائے۔

اس مسلمہ قاعدے واصول کی روشنی میں یہ کہنا کہ علماء دیوبند کے پہلوں نے فاضل بریلوی کی تکفیر نہیں کی اس لئے بعد والے بھی نہیں کر سکتے، بالکل غلط اور عقل ونقل کے خلاف ہے۔

مسئلہ تکفیر کے تحقیقی ہونے سے متعلق مفتی خلیل خان نے اپنی کتاب "انکشاف حق" میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ من شاء فلیطالع ثمہ

اگر موجودہ دور کے مفتیان کرام کے سامنے خان صاحب کے ایسے عقائد ونظریات

آجائیں جو پہلوں کے سامنے نہ آسکے ہوں اوران کی وجہ سے ضروریات دین ونصوص قطعیہ کا صریح انکارلازم آرہاہوتو کیا پھر بھی تکفیرنہیں کریں گے؟ یقیناً کرنی پڑیگی۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند حوالے بریلوی علماء کے نقل کردئے جائیں تاکہ مفتی صاحب کو معلوم ہوجائے کہ کسی کی کفریات پر مطلع نہ ہونے کی صورت میں کسی مفتی کا کسی شخص پر حکم کفر جاری نہ کرنا اس کے ایمان کی سند نہیں ہوتا۔

جس وقت یہ لوگ ہمارے اکابرین کی عبارتیں احمد رضا کے اسلام وایمان کی سند کے طور پر پیش کرتے ہیں تو سب اصول وقواعد بالائے طاق رکھ کراس بات پر بضد ہوتے ہیں کہ جب تمہارے اکابر مسلمان سمجھتے ہیں تو تم بھی سمجھو؛ لیکن جب ہم بھی ان کے اکابرین کے اقوال علمائے دیوبند کے ایمان واسلام کے متعلق پیش کرکے تقاضا کرتے ہیں کہ تمہارے اکابرین نے مسلمان مانا ہے تو تم بھی تسلیم کرو، اتنا سنتے ہی سارے قاعدے ضابطے ان کی نظروں کے سامنے آنے شروع ہوجاتے ہیں اور اپنے اکابر کی طرف سے عذر پیش کرنے شروع کردیتے ہیں، چنداعذار ملاحظہ فرمائیں:

بریلوی غزالی زماں احمد سعید کاظمی لکھتا ہے کہ:

”(علماء دیوبند کی) تکفیر نہ کرنے والے حضرات (بریلوی اکابرین) میں بعض تو وہ ہیں جن کے زمانے میں علماء دیوبند کی عبارات کفریہ موجود ہی نہ تھی۔۔۔۔۔۔۔اور بعض حضرات وہ ہیں اگرچہ وہ عبارات شائع ہوچکی تھی مگر ان کی نظر سے نہیں گزریں، اس لئے انہوں نے تکفیر نہیں فرمائی۔۔۔۔۔۔۔علاوہ ازیں یہ کہ جن اکابر امت مسلم بین الفریقین کی عدم تکفیر کو اپنی برأت کی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے، ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہو اور وہ منقول نہ ہوئی ہو کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی ہر بات منقول ہوجائے۔(الحق المبین صفحہ ۳۷)

یہی سب تو ہم بھی کہتے ہیں؛لیکن افسوس آپ کو اپنی باری میں ہی یہ باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

بریلوی محقق غلام نصیر الدین سیالوی لکھتے ہیں کہ:

"بعض سنی علماء سے اگر تحریری تکفیر منقول نہیں ہوئی اس کی وجہ بھی یہی ہو سکتی ہے کہ ان لوگوں کو نہ دیوبندیوں کے اردو رسائل دیکھنے کی ضرورت تھی نہ فرصت تھی نہ ان کا کوئی مسئلہ ان رسائل پر موقوف تھا لہذا اگر انہوں نے تکفیر نہیں کی تو وہ معذور ہیں"۔(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج ۲ صفحہ ۴۱۴)

یہی تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ہمارے اکابرین کو نہ تو خاں صاحب کے رسائل دیکھنے کی ضرورت تھی نہ فرصت تھی نہ ان کا کوئی مسئلہ ان رسائل پر موقوف تھا لہذا اگر انہوں نے تکفیر نہیں کی تو وہ معذور ہیں۔

ایک اور بریلوی علامہ حسن علی رضوی لکھتا ہے کہ:

"سیدنا اعلی حضرت امام اہل سنت اور دیگرا کابرین اہلسنت نے کبھی بھی اور کہیں بھی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی عبارات کو ایمان واسلام قرار نہیں دیا اور نہ ان کتب کے مصنفین کو مسلمان قرار دیا (یہ دونوں جھوٹ ہیں،خاں صاحب نے ان مذکورہ کتب کی عبارات کو اسلام کا احتمال رکھنے والی اور ان کے مصنف کو مسلمان کہا ہے،دیکھئے! سبحن السبوح) تکفیر سے سکوت اور کف لسان کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو مسلمان مان لیا اور اس کی گستاخانہ عبارات عین اسلام وایمان بن گئیں"۔(محاسبہ دیوبندیت ج ا ص ۲۸۱)

یہی ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اکابرین کے کف لسان کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ خان صاحب کے گستاخانہ عقائد عین اسلام وایمان بن گئے۔

ایک اور بریلوی علامہ کوکب نورانی لکھتا ہے کہ:

"اگر کوئی عالم دین کسی کے کفریہ قول وفعل پر شرعی حکم جاری نہ بھی کرے (تو کیا کسی عالم دین کے شرعی حکم جاری نہ کرنے سے) کفر کیا عین اسلام ہوجائیگا ؟ کفر تو ہر حال میں کفر ہے"۔(سفید وسیاہ صفحہ ۵۴)

ہم بھی تو یہی کہ رہے ہیں کہ اگر ہمارے اکابرین نے حکم کفر جاری نہیں کیا تو کیا خان صاحب کے کفریہ نظریات عین اسلام بن گئے؟ کفر تو بہر حال کفر ہی رہے گا۔

ان تمام بریلوی علماء نے اپنے اُن اکابرین کی طرف سے (جنہوں نے علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی) جو اعذار پیش کئے ہیں ہمارے اُن اکابرین کی طرف سے (جنہوں نے خان صاحب کی تکفیر نہیں کی) بھی یہی قبول کرلیں۔

اکابر علمائے دیوبند؛ خان صاحب کے حقیقی عقائد ونظریات سے واقف نہیں ہوسکے!

واقعہ یہی ہے کہ ہمارے اکابرین (حضرت نانوتویؒ،حضرت گنگوہیؒ،حضرت سہارنپوریؒ، حضرت تھانویؒ،حضرت شیخ الہندؒحضرت کشمیریؒ وغیرہ) فاضل بریلوی کے حقیقی عقائد ونظریات سے کما حقہ واقف نہیں تھے؛ کیونکہ کسی کے عقائد ونظریات کی صحیح واقفیت اس کی تصنیفات وغیرہ کے مطالعہ یا بالمشافہ گفتگو کے بعد ہی حاصل ہوسکتی ہے اور یہ دونوں باتیں ہی وجود میں نہیں آئیں ،کبھی بھی ایسی نوبت نہیں آئی کہ دونوں فریق باہم بیٹھ کر ایک دوسرے کے عقائدونظریات سمجھتے ،اور یہ نوبت نہ آنے کی وجہ خود خان صاحب کی ذات گرامی ہے کیونکہ انہوں نے جھوٹی الزام تراشیاں کرکے فضا ہی ایسی بنادی تھی کہ دونوں فریق کا یکجا بیٹھ پانا ناممکن تھا۔

اور کتابوں سے بھی واقفیت نہ ہوسکی ؛ کیوں کہ

اولاً: تو ہندوستان کے علمی حلقوں میں خان صاحب اور ان کے خاندان کا کوئی ایسا علمی مقام ہی نہیں تھا کہ ان حضرات کو ان کی کتابوں کے مطالعے کا شوق پیدا ہوتا۔

ثانیاً: اگر محض تحقیق حال کیلئے یہ لوگ ان کی تصنیفات وتالیفات کا مطالعہ کرنا بھی چاہتے تو بھی تقریباً ناممکن تھا، اولاً اس لئے کہ ان اکابرین کے زمانے میں احمد رضا خان کی ہزار تصنیفات (بریلویوں کا دعوی ہے کہ خان صاحب نے ہزار سے زائد کتابیں لکھیں) میں سے معدودے چند کے علاوہ کوئی کتاب زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوسکی تھی ،نوے فیصدے کتابیں ان مذکورہ اکابرین کے وصال ؛ بلکہ خود خان صاحب کے بھی وصال کے بعد چھاپی گئی، اور اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ فاضل بریلوی کے علم وکمال کا سب سے بڑا شاہکار سمجھا جانے والا ان کا مجموعۂ فتاوی بنام "فتاوی رضویہ" ان کے انتقال کے تقریباً ستر سال بعد ۱۹۹۴ء میں ۱۲ جلدوں میں مکمل ہوکر مارکیٹ میں آیا (اگر چہ اب انہیں بارہ جلدوں کو پیسے کی ریل پیل کی وجہ سے تیس بنادیا گیا ہے) اور ان کی چھپی ہوئی کتب میں سے تقریباً نصف تو انہیں بیس بائیس سال کی دین ہیں، اب خود اندازہ کرلیں کہ جب کتابیں ہی نہیں چھپی تھی تو کس طرح اس کے عقائد ونظریات سے واقفیت حاصل کی جاتی، اور محض دو چار کتابیں پڑھ کر کسی کے متعلق حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔

ثالثاً: جو چند کتابیں چھپی تھیں وہ بھی ہرکس وناکس کی دسترس سے باہر تھی ، ان مذکورہ اکابرین کو تو چھوڑیں جو حضرات فن مناظرہ سے شغل رکھنے کی وجہ سے ان کی کتابیں خریدنا چاہتے تھے اور اس کے لئے مسلسل کوشاں بھی تھے انہیں بھی سوائے حسرت ویاس کے کچھ دستیاب نہ ہوا، حضرت مولانا مرتضی حسن چاندپوریؒ سے موافق ومخالف میں کون ناواقف ہے ،حضرت بادیکہ خان صاحب سے مسلسل آخر تک برسرپیکار رہے اور خاص اسی مقصد کیلئے

بریلی بھی پہنچ گئے؛ لیکن اتنی جد وجہد اور تلاش بسیار کے بعد بھی خان صاحب کی کتب دستیاب نہ ہوسکیں، سنئے خود مولانا کی زبانی۔

خان صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ:

" آپ جو اپنی تصنیفات میں اکثر جگہ اپنے فتاوی کا حوالہ دیتے ہیں میں ان جلدوں کا نہایت مشتاق ہوں اور بہت کوشش کی مگر دستیاب نہ ہوئیں اگر یہ فرضی کتاب نہیں تو عنایت کر کے اس مجموعہ فتاوی کی تمام جلدیں اور علم غیب میں جو آپ کا رسالہ ہے ضرور وی پی کر دیجئے"۔(رسائل چاند پوری ج۱ ص۳۲۹)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

"اطلاع:۔خان صاحب! آپ کے یہاں کے اشتہار، رسائل مخالفین سے چھپائے جاتے ہیں، یہ بڑی بے جا حرکت ہے، مخالفین کے پاس رسائل اشتہار نہ گئے تو طبع ہی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بڑا ناخلف ہے وہ شخص جو باپ کے کفر کا جواب نہ دے سکے اور فضول لوگوں کے خطوط چھاپے، مولوی حامد رضا خان اس طرف توجہ کریں"۔(رسائل چاند پوری ج ۲ ص ۵٦٦)

علمائے دیوبند میں سے ایک اور بزرگ حضرت مولانا عبدالواحد فاروقی تھانویؒ ہیں انہوں نے خاں صاحب کی مشہور بدنام زمانہ کتاب "سبحن السبوح" (جسے کتاب کے بجائے گالی نامہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا) کا خان صاحب کی زندگی میں ہی "تنزیہ الالہ السبوح عن نقصان العجز والقبوح" کے نام سے بہت ہی عمدہ و دندان شکن جواب لکھا، انہوں نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں اپنا جو واقعہ لکھا ہے اس سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ خان صاحب کی کتابوں کا حصول کتنا دشوار تھا۔

چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

"۲۴/فروری ۳۰۳ء کا اخبار "روزافزوں" دیکھا گیا تواس میں اس بریلوی بزرگوار (خاں صاحب) نے اپنے رسالۂ واہیہ "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" کی بے انتہا تعریف لکھ کر دعوی کیا تھا کہ ۱۳۰۷ھ سے آج تک کوئی سنی المذہب عالم اس کا جواب نہیں لکھ سکا، لہذا اس رسالے کی تلاش شروع کی گئی، خود مؤلف صاحب اور ایڈیٹر صاحب "روزافزوں" کوخطوط لکھے گئے اور دوسرے احباب کوبھی تکلیف دی گئی، مگر رسالہ دستیاب نہیں ہوا؛ بلکہ بعض احباب نے یہاں تک لکھا کہ ایسی کتابیں کانفیڈنشل تحریرات کی طرح صرف انہی لوگوں کومل سکتی ہیں جومؤلف صاحب کے گروہ میں شامل ہوں، چنانچہ مجبوراً انہی کے ایک معتقد سے وہ رسالہ مستعار منگانا پڑا"۔(تنزیہ الالہ السبوح عن نقصان العجز والقبوح ص ۳)

علماء دیوبند میں مناظرانہ مزاج کے ایک اور شخص حضرت مولانا عبدالرؤف خان جگن پوریؒ نے بھی ان کی کتابیں حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی؛ لیکن نتیجۃً انہیں بھی یہ کہنا پڑا کہ:

"رضاخانی مذہب وملت کی کتابیں سوائے حسنی پریس بریلی کے اور کہیں نہیں ملتی ہیں، اور جب کسی کو ان کی کتابوں کی عبارتوں میں کوئی شک وشبہ واقع ہوتا ہے تو رضاخانی لوگ اس کے نیست ونابود کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں، اور حسنی پریس بریلی سے جب کوئی کتاب طلب کی جاتی ہے تو اس کو یہ کہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ کتاب ختم ہوچکی اور نایاب ہے، حالانکہ بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ کتابیں موجود ہیں، اگر کچھ دال میں کالا نہیں ہے تو حیلہ وحوالہ سے کیوں ٹالا جاتا ہے؟ بخلاف علمائے دیوبند کے کہ ان کی تصنیف کردہ کتابیں دہلی، لاہور، کانپور، لکھنؤ، کلکتہ، بمبئی، رنگون بلکہ ہرجگہ کے کتب فروشوں کے یہاں سے مل سکتی ہیں جہاں سے چاہو طلب کرو، علماء دیوبند کا عین مقصود ہے کہ ہماری کتابیں دیکھی جائیں اور لوگوں کو ہدایت ہو"۔(براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار صفحہ ۵۰۷)

اس سلسلے میں ان کے اپنے گھر کا ہی ایک حوالہ لکھ کر بات ختم کرتا ہوں، بریلویوں کے مشہور سلسلہ خیرآبادیہ سے تعلق رکھنے والے معروف عالم مولانا سید حکیم برکات احمد فرماتے ہیں کہ:

"آج تک میں نے مولانا احمد رضا خان صاحب کی تصانیف نہیں دیکھیں ؛البتہ یہ سنتا ہوں کہ یہ اس عقیدے میں مشہور ہیں، تفصیل ان کے عقیدے کی آج تک مجھکو معلوم نہیں اور نہ معلوم کرنا چاہتا ہوں"۔(سیرت وعلوم از محمود احمد برکاتی صفحہ ۱۸۵ مطبوعہ برکات اکیڈمی کراچی)

اندازہ کریں کہ جب گھر کے لوگوں تک بھی خان صاحب کی تصنیفات اور عقائد کی تفصیل نہیں پہنچ سکی تو اکابر علمائے دیوبند تک کیسے پہنچ گئی ہوگی؟

یہ ان علماء کے حوالے ہیں جو مناظرانہ ذوق رکھتے تھے اور مناظرین حضرات اپنے مخالف کی تحریرات کو حاصل کرنے کیلئے کیا کچھ کرسکتے ہیں اس کا اندازہ تو وہی حضرات لگا سکتے ہیں جو مناظرانہ ذوق رکھتے ہوں یا ذوق رکھنے والوں کو قریب سے دیکھا ہو۔

اندازہ کرلیں کہ جب خان صاحب کے ہمعصر علمائے دیوبند کے مناظرین کو بھی ہزار کوششوں کے باوجود انکی کتابیں دستیاب نہ ہوسکیں تو حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت سہارنپوریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت شیخ الہندؒ حضرت کشمیریؒ جیسے درس وتدریس ،فقہ وفتاوی، سلوک وارشاد اور جہاد آزادیٔ وطن جیسی عظیم خدمات میں ہمہ تن مصروف رہنے والے مشائخ کو کیوں کر دستیاب ہوسکتی تھیں؟

اس پوری بحث کا نچوڑ یہ ہے کہ متحدہ ہندوستان میں خان صاحب کا کوئی علمی مقام تو تھا نہیں کہ کوئی ان کی کتابوں کی جانب مراجعت کا مشتاق ہوتا؛ اس لئے ان کے گنتی کے چند مریدین کے علاوہ کسی کے پاس بھی ان کی کتابیں نہیں تھی۔

اس لئے ہم پورے یقین سے کہ سکتے ہیں کہ خان صاحب کی جو سینکڑوں کتابیں آج چھپ رہی ہیں، ہمارے اکابرین نے ان کتابوں کے نام بھی نہیں سنے چہ جائیکہ انہیں پڑھا ہو (من ادعی فعلیه البیان) جب کتابیں نہیں پڑھیں تو عقائد بھی سامنے نہیں آئے اور جب عقائد سامنے نہیں آئے تو تکفیر کس بنیاد پر کرتے؟ خان صاحب کی طرح تو یہ حضرات تھے نہیں کہ تھوڑی سی بات مزاج کے خلاف کسی کی زبان سے نکلی اور جھٹ سے فتوی کفر داغ دیا، اس لئے اگر کسی نے خان صاحب کو مسلمان لکھ بھی دیا تو وہ ان کا حسن ظن ہے اور کسی بھی محتاط وسنجیدہ مزاج مفتی کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب تک کسی کے صحیح کفریہ عقائد ونظریات سامنے نہ آجائیں تب تک اسے کافر قرار نہ دیا جائے، گویا ان اکابرین کا خان صاحب کی جانب سے ہزاروں الزام تراشیوں واتہام بازیوں ودشنام طرازیوں کے باوجود اسے کافر نہ کہنا ان کے تقوی طہارت زہد وورع اور احتیاط وسلامت روی کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

ہاں! اگر جزوی طور پر کسی نے خان صاحب کی کوئی گستاخانہ عبارت ان کے سامنے پیش کی تو پھر انہوں نے بھرپور غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے پوری ایمان داری کے ساتھ اپنے فرض منصبی کو سمجھ کر فتوی کفر بھی دیا، جیسا کہ ہم نے نقل کر دیا ہے۔

پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ عمومی طور پر تو تقریباً تمام ہی علمائے دیوبند نے خان صاحب کے مخصوص امتیازی عقائد (علم غیب، حاضر وناظر، مختار کل، نور وبشر، پکار فوق الاسباب) پر صاف صاف کفر کے فتوے لگائے ہیں، اس کے علاوہ جن اکابر کے سامنے خان صاحب کے حقیقی عقائد ونظریات پیش کر کے فتوی طلب کیا گیا انہوں نے بھی صاف صاف حکم کفر عائد کر دیا؛ لیکن جن حضرات کے سامنے بریلوی کتب ورسائل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اصل حقیقت نہ آسکی تو وہ معذور ہیں ان کے سکوت کو موجودہ زمانے کے ان لوگوں کیلئے دلیل نہیں بنایا جا سکتا جن کے سامنے بریلوی کتب ورسائل کثیر تعداد میں چھپ جانے

کی وجہ سے حقائق کھل کر آ چکے ہیں، اس لئے اب جو حضرات اس کے حقیقی عقائد پر صحیح طور پر مطلع ہو گئے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ ان نظریات پر وہ حکم عائد کریں جس کے وہ شرعی طور پر مستحق ہیں خواہ حکم کفر ہی کیوں نہ ہو اور اس سلسلے میں کسی بھی مداہنت یا رورعایت کا معاملہ نہ کریں۔

اس سلسلے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی ایک فیصلہ کن عبارت پر اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت لکھتے ہیں کہ:

"شیعہ اثنا عشریہ قطعاً خارج از اسلام ہیں، ہمارے علمائے سابقین کو چونکہ ان کے مذہب کی حقیقت کما ینبغی معلوم نہ تھی، بوجہ اس کے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں، اور کتابیں بھی ان کی نایاب تھیں، لہذا بعض محققین نے بناء براحتیاط ان کی تکفیر نہیں کی تھی، مگر آج ان کی کتابیں نایاب نہیں رہیں اور ان کے مذہب کی کیفیت منکشف ہوگئی، اس لئے تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہو گئے ہیں، ضروریات کا انکار قطعاً کفر ہے"۔ (امداد الفتاوی ج ۴ ص ۵۸۷)

اگرچہ یہ عبارت شیعوں سے متعلق ہے؛ لیکن مسئلہ تکفیر میں اصول کی حیثیت رکھتی ہے اور رضاخانیوں کے متعلق ہمارے علماء کے نظریے پر بالکل صادق آتی ہے۔

قولہ: (۷) یہ اس سلسلے کی میری آخری تحریر ہے۔ ہاں! دیوبندیت کے نمائندہ حضرات میں سے کسی صاحب کی خود اپنی یا ان کے وکیل کی کوئی تحریر آتی ہے تو فقیر رضوی جواب و مناظرہ ہر ایک کیلئے تیار ہے، خواہ یہ مناظرہ اندور ہی میں کیوں نہ ہو، مگر واضح رہے کہ اندور میں اہل سنت کے علما مثلاً مولانا حبیب یار خان صاحب "دار العلوم نوری" مولانا انوار

احمد صاحب" جامعہ غوثیہ غریب نواز" سے بات چیت کر کے موضوع ،شرائط ،اور تاریخ کا تعین کرالیا جائے۔فقط فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ

مناظرے سے صاف انکار

اقول: (۷) ہم نے اپنی دوسری تحریر میں صرف اتمام حجت کیلئے مفتی صاحب کی ایک لایعنی وبیہودہ شرط کو بھی (اس شرط کے ساتھ کہ دونوں مناظر اس کی پابندی کریں گے) قبول کر کے اپنے دعوے پر مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی تائید وتصدیق حاصل کر کے پیش کردی تھی ،اب مفتی صاحب کا فرض بنتا تھا کہ وہ بھی اپنی اس شرط کی پابندی کرتے ہوئے اپنے جواب دعوی پر بریلی کی تائید پیش کر کے ہمت وجرأت کا مظاہرہ کرتے ؛لیکن انہوں نے نہایت ہی ڈھٹائی کے ساتھ مختلف حیلے بہانوں کے ذریعہ اس تائید وتوثیق کو ہی شہید کرنے کی ٹھان لی کہ" یہ دارالعلوم کے لیٹر پیڈ پر نہیں ،اس پر دارالعلوم کی مہر نہیں ،اس میں صرف تائید ہے وکالت کی وضاحت نہیں ،وغیرہ وغیرہ "اور آخر میں تو یہ لکھ کر پورا معاملہ ہی ختم کردیا کہ" یہ اس سلسلے کی میری آخری تحریر ہے،ہاں !دیوبندیت کے نمائندہ حضرات میں سے کسی صاحب کی خود اپنی یا ان کے وکیل کی کوئی تحریر آتی ہے تو فقیر رضوی جواب ومناظرہ ہر ایک کیلئے تیار ہے"۔انتہی بلفظہ

پہلے اقرار پھر انکار

یعنی مفتی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نہ تو ابوحنظلہ کی کسی آئندہ تحریر کا جواب دوں گا نہ اُس سے مناظرہ کروں گا؛ کیوں کہ اس نے میری شرط پوری نہیں کی ،ہاں دیوبند سے کوئی

نمائندہ یا وکیل آئیگا تو مناظرہ کیلئے تیار ہوں ،آپ کو یاد ہوگا کہ سابقہ تحریر میں مناظر اعظم صاحب وعدہ کرآئے ہیں کہ اب ابوحنظلہ نے مجھے چھیڑ دیا ہے اس لئے میں بھی نہیں چھوڑوں گا اور مناظرہ کر کے رہوں گا۔

چنانچہ اپنی دوسری تحریر کی آخری سطروں میں لکھتے ہیں کہ:

"ہم اپنے بزرگوں کے ارشاد "چھیڑو مت چھڑ جائے تو چھوڑو مت" پر عمل کرتے ہوئے ابوحنظلہ صاحب کا چیلنج قبول کرتے ہیں"۔

اوراب انہی مفتی صاحب کی آخری تحریر کی مذکورہ آخری سطریں بھی پڑھ لیں اور اس تضاد بیانی ووعدہ خلافی کیلئے انہیں جی بھر کر داد سے بھی نوازیں۔

سچ ہے ؎ دروغ گورا حافظہ نہ باشد

مفتی صاحب! کیا وجہ ہے کہ دوسری تحریر میں اکابر کے ارشاد کی دہائی دیکر آپ نے ابوحنظلہ کو نہ چھوڑنے کا عہد و پیمان باندھ کر، مناظرے کا چیلنج قبول کر کے جس جوش وجذبے کا مظاہرہ کیا تھا وہ اتنی جلدی ٹھنڈا کیسے پڑ گیا؟ اوراب سارے عہد و پیمان بھول کر مناظرے سے صاف انکار کیسے کر دیا، وہ بزرگوں کے ارشاد پر عمل کا جذبہ اب کہاں دفن ہو گیا؟ فیا للعجب

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا ،تو ایک قطرۂ خوں نہ نکلا

اصل میں موضوع مناظرہ کی حساسیت نے آپکو یہ بزدلانہ ومنافقانہ قدم اٹھانے پر مجبور کیا؛ کیوں کہ آپ بخوبی واقف تھے کہ آج تک جس کذب وخیانت کے ریکارڈ قائم کر کے احمد رضا کو اعلی حضرت ثابت کرتے آئے ہیں اور پھر اسی کے سہارے آج تک جس شکم پروری کا گھناؤنا کاروبار جاری ہے اس مناظرے کے بعد کذب وخیانت وبطن پرستی کی

وہ عمارت زمین دوز ہونے کو تھی، پیٹ کے کاروبار کو شدید خطرہ لاحق ہونے والا تھا، اس لئے عافیت اسی میں نظر آئی کہ میدان سے فرار اختیار کیا جائے ،فرار کے بعد اپنے آباء واجداد کی سنت قدیمہ پر عمل کرتے ہوئے جھوٹ وفریب کے سہارے اپنے حوارین کو مطمئن کرنا آسان ہے؛ لیکن مناظرے میں اعلی حضرت کا کچا چٹھا سامنے آنے کے بعد مطمئن کرنا ناممکن ہے۔

ہمیں چونکہ مناظر اعظم صاحب کے اس جرأتمندانہ فرار کی مفصل داستان بھی مرتب کرنی تھی اس لئے ان کی اس تحریر میں کئے گئے تمام اعتراضات ووساوس کے مفصل ودنداں شکن جواب داستان میں شامل کرنے کے وعدے کے ساتھ فرار کی مبارکباد کا ایک مختصر خط ہم نے علی الفور مفتی صاحب کی خدمت میں ارسال کیا۔ جوحسب ذیل ہے:

مناظر اعظم کے فرار پر مبارکباد کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفتی مطیع الرحمن جیسے لوگوں کیلئے علماءحق پر کفریہ الزامات واتہامات کی بارش کرنا بڑا آسان ہے؛ لیکن جب وہی کفر خود پر عود کرے تو خاموشی کے ساتھ میدان سے فرار ہوجانا بھی ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

مفتی صاحب بلاکسی تحقیق وثبوت اس بات پر مصر ہیں کہ چیلنج کی شروعات ہماری جانب سے ہوئی، تو لیجئے! بغیر کسی لاگ لپیٹ کے ہم بھی واضح کردیتے ہیں کہ آپ کو چیلنج ہم نے کیا اور بار بار کیا؛ لیکن آپ کے جیسے مناظر اعظم ایک بار بھی ہمارے چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ کرسکے، اور کرتے بھی کیسے؟ بھلا موضوع تو دیکھو! مولوی احمد رضا کا کفر وایمان۔ اور وہ بھی

اپنے خانہ زاد اصولوں کی روشنی میں، مناظر اعظم کا دماغ تو چکرانا ہی تھا، اور دنیائے بریلویت کو سانپ بھی سونگھنا تھا؛ کیونکہ کفر کے سوداگروں کے سامنے آج اپنے ہی آقا و مولا اعلی حضرت کے ایمان کو ثابت کرنے کا چیلنج تھا جو یقیناً ان کے لئے لوہے کے چنے چبانے سے کم نہ تھا۔

آج تک علمائے دیوبند کو خوب دشنام طرازیاں کی ،خوب جی بھر کر کفریہ تہمتیں باندھیں، لعن طعن میں بریلوی ملّوں نے عورتوں کو بھی پچھاڑ دیا؛ لیکن جب اپنے اعلی حضرت کو مسلمان ثابت کرنے کا وقت آیا (اور وہ بھی انہی اصولوں کی روشنی میں جنہیں یہ لوگ علمائے دیوبند کے خلاف استعمال کر کے کفر وشرک کے فتوے لگایا کرتے تھے ،تو چونکہ بریلوی مولویوں کو خوب اندازہ تھا کہ یہ اصول محض ضد تعصب اور عداوت کی روشنی میں ترتیب دئے گئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان اصولوں کو درست ماننے کی صورت میں دنیا کا کوئی بھی بریلوی اعلی حضرت تو درکنار ادنی درجے کا مسلمان بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا) تو بیچاروں کو دم دبا کر بھاگنے میں ہی عافیت نظر آئی۔

مفتی صاحب! وہ دن چلے گئے جب نام نہاد بریلوی ملا نہایت بے حیائی کے ساتھ علمائے دیوبند پر فرضی، جھوٹے اور محض بناوٹی قسم کے گستاخانہ وکفریہ الزامات لگا کر اپنے خبث باطنی کا علی الاعلان مظاہرہ کیا کرتے تھے اور یہ بیچارے اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے نہایت ہی متانت وسنجیدگی کے ساتھ اپنے اوپر لگائے گئے الزامات سے برأت وتحاشی کا اظہار کیا کرتے تھے؛ لیکن بریلویوں کو شرافت کی زبان کہاں سمجھ آنی تھی، اس لئے اب ہمیں ان کے مزاج کے مطابق ان سے مخاطب ہونا پڑا اور ان کے اعلی حضرت کو چوراہے پر لاکر اسکی نقاب کشائی کیلئے مجبور ہونا پڑا۔

آج ہم دنیائے بریلویت کو للکار کر بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر ہمارے اکابر پر بھونکنے سے اپنی زبانوں کو لگام نہ دی گئی تو پھر تمہارے بھی اعلی حضرتوں کی برسر عام قبر کشائیاں کر کے

ایسے ایسے شرمناک حقائق سے پردے اٹھائے جائیں گے کہ یہ زمین ہزار وسعت کے باوجود بریلویوں کیلئے تنگ ہوکر رہ جائیگی اور کوئی آڑ انہیں منھ چھپانے کیلئے پناہ دینے کو تیار نہ ہوگی۔ ان شاء اللہ اگر یقین نہ ہو تو تجربہ کرلیں۔

مفتی صاحب! ہمیں پہلے دن سے یقین تھا کہ کوئی بریلوی مناظر اس موضوع کو قبول کرسکا ہے اور نہ قیامت تک کرسکے گا اور اگر بدقسمتی سے کبھی ایسی غلطی کربھی گیا تو یہ اس کی زندگی کی بھاری بھول ہوگی جس کا خمیازہ اسے مذہبی خودکشی کی صورت میں برداشت کرنا پڑے گا۔

باقی رہے آپ کے یہ بہانے کہ اندور کے حبیب نوری یا فلاں نوری سے بات کرو، تو عرض ہے کہ مناظرے کے انتظام وانصرام کیلئے آپ کو اپنے کن آدمیوں سے بات کرنی ہے یہ آپ کا مسئلہ ہے ہم انہیں کیا جانیں؟ اور ان سے کیوں بات کریں؟ بھلا جب مناظر اعظم ہی میدان چھوڑ گیا تو بیچارے یہ نوری وناری کس کھیت کی مولی ہیں؟ اس لئے ان کے سر پر جوتے رکھ کر بھاگنے سے آپ کا فرار نہیں چھپ سکتا۔

مفتی صاحب نے چونکہ آخری تحریر لکھ دی ہے اس لئے اب ہمیں بھی کسی شکست خوردہ وہزیمت زدہ کا مزید تعاقب کرنے میں دلچسپی نہیں ہے، اب ہماری طرف سے مفتی مطیع الرحمن صاحب کو مناظرے سے جرأتمندانہ فرار کی ڈھیر ساری مبارکباد! خدا کرے کہ بریلویت اپنے مناظرین کے ہاتھوں یوں ہی خوار ہوتی رہے

ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

نوٹ: عنقریب ہی بریلویت کے اس فرار کی دلکش داستان شائع ہوکر عوام وخواص کے ہاتھوں میں ہوگی اور مفتی صاحب نے اپنی آخری تحریر میں جو بعض اعتراضات کئے ہیں انکے

تفصیلی و دنداں شکن جواب بھی قارئین وہیں ملاحظہ فرما سکیں گے۔

فقط

ابوحنظلہ عبد الاحد قاسمی

نوٹ: مفتی صاحب کی جانب سے کئے گئے تمام اعتراضات ووساوس کا مفصل و دنداں شکن جواب قارئین گذشتہ اوراق میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

یہ خط بتاریخ ۸ / اکتوبر ۲۰۱۶ کو ہم نے مفتی صاحب کے صاحبزادے احمر رضوی تک پہنچا دیا تھا۔

یہ تھی مکمل داستان؛ جسے پڑھنے کے بعد ہر منصف شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ دن رات علمائے دیوبند پر بدزبانی کرنے والے اور اپنی جاہل عوام کے درمیان مناظروں کے لمبے چوڑے چیلنج اور بلند وباگ دعوے کرنے والے وقت پڑنے پر کس طرح میدان سے دم دبا کر بھاگتے ہیں، یہی ان کی حقیقت ہے۔

مناظروں کے نام پر جاہل عوام کو آگے کر کے فتنہ وفساد کرنا، مناظرہ ہونے سے پہلے ہی اپنے فریق کی شکست کا اعلان کرنا اور فتح مبین کے اشتہارات چھپوا دینا، مناظرے کی طے شدہ جگہ کے علاوہ فریق ثانی کو مطلع کئے بغیر اپنی من پسند جگہ پر اسٹیج لگا دینا، علمی تیاری کے بجائے غنڈوں وشریروں کا جمع کرنا، بلاوجہ عمومی اعلانات کر کے عوام کو مشتعل کرنا، اور پھر اس پوری شرارت وبے حیائی کو مناظرے کا نام دینا ان کا آبائی وقدیمی وطیرہ رہا ہے۔

لیکن اگر فتنے وفساد اور شرارت واصول شکنی کے راستے نظر نہ آئیں اور حقیقت میں علمی مناظرے کا ماحول بنتا نظر آ رہا ہو تو پھر یہ صاحب جبہ ودستار نقلی پیر وعلامے جہنم میں گرنا پسند کر لیں گے؛ لیکن کسی بھی صورت میدان مناظرہ میں آنے کو تیار نہ ہوں گے۔

سجان گڈھ کا ایک افسوس ناک مناظرہ

اس ناچیز پر یہ تمام حالات آچکے ہیں اس لئے مسلسل تجربوں کے بعد یہ تمام باتیں کہی ولکھی گئی ہیں۔خود پر بیتے ایک افسوس ناک واقعہ کونقل کرنے کے بعد میں اس سلسلے کو ختم کرتا ہوں۔

آج سے تقریباً پانچ سال قبل بریلویوں کی جانب سے ایک اشتہار چھپوایا گیا جس میں عبارات کو کانٹ چھانٹ کر علمائے دیوبند کی طرف بعض غلط وگستاخانہ عقائد منسوب کئے گئے تھے اور آخر میں کسی بھی حوالے کو غلط ثابت کرنے پر پچاس ہزار انعام کا وعدہ بھی تھا ۔بریلویوں کے بعض نوجوان جواب کیلئے وہ پمفلٹ احقر کے پاس لیکر آئے جسے پڑھنے کے بعد ہماری طرف سے ایک تحریر لکھ دی گئی کہ اگر اپنے پمفلٹ میں دئے گئے تمام حوالجات کی عبارتیں اصل کتابوں سے بعینہ دکھادی جائیں تو ہماری طرف سے ایک لاکھ روپئے انعام دیا جائیگا۔جب ہماری یہ تحریر بریلوی مولویوں کے پاس پہنچی تو انہوں نے خوب عوامی میٹنگیں بلائی ،مشورے کئے،آخر میں اپنے چند نمائندہ افراد کے ذریعہ ہمارے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہم اپنے پمفلٹ میں پیش کئے گئے حوالے اصل کتابوں سے دکھانے کو تیار ہیں ؛لیکن شرط یہ ہے کہ یہ حوالے آپ خود دیکھیں گے اس کے لئے دیوبند وغیرہ سے علماء کو نہیں بلائیں گے،ہم نے کہا بہت اچھا چشم ماروشن دل ماشاد،ہمیں آپ کی شرط منظور ہے؛لیکن حوالے دکھانے کیلئے آپ بھی باہری علماء کو زحمت نہیں دیں گے بلکہ مقامی علما ہی یہ کام کریں گے(اگرچہ بعد میں انہوں نے خود ہی دور دراز کے اپنے بڑے بڑے مولویوں کی بھیڑ جمع کرلی تھی)وقت بعد نماز جمعہ طے کرلیا گیا ،جب جمعہ کا دن آیا تو صبح دس بجے کے قریب بریلویوں کی طرف سے کئی بڑے ذمہ دار وعہدے دار لوگ جن میں قاضی شہر وامام عیدگاہ وغیرہ بھی تھے احقر کی رہائش گاہ پہنچے اور آنے کا سبب یہ بتایا کہ حسب وعدہ آج جمعہ کے بعد مناظرہ ہے(صرف حوالے

دکھانے تھے؛لیکن ان لوگوں نے اسے بھی مناظرے کا نام دیا) اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ نہایت امن وامان کے ساتھ عوام کو مطلع کئے بغیر یہ کام ہوجائے تاکہ کسی بھی قسم کا فتنہ نہ ہوسکے،ہم نے اس جذبے کا احترام کر کے انہیں یقین دہانی کرائی کہ ہماری طرف سے بالکل بھی عوام کو جمع نہیں کیا جائیگا اور حسب وعدہ طے شدہ دس افراد ہی مقام مناظرہ (عبدالکریم غوری نام کے ایک صاحب کا مکان جو نہایت ہی مناسب جگہ پر واقع تھا اس کام کیلئے فریقین نے باہم رضامندی سے منتخب کیا تھا) پر پہنچیں گے اس لئے آپ حضرات بھی عوام کو مطلع کئے بغیر اپنے طے شدہ دس افراد لیکر طے شدہ مقام پر پہنچیں، اس پر انہوں نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ وعدہ کیا کہ ہم عوام تو کیا اپنے منتخب دس افراد کو بھی وقت سے پہلے جائے مناظرہ کا پتہ نہیں دیں گے، اپنی اس گفتگو میں یہ لوگ بظاہر سنجیدہ نظر آرہے تھے؛لیکن جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ دراصل ہمیں دھوکہ دینے اور کسی بھی قسم کی تیاری سے باز رکھنے آئے تھے تاکہ ان کی شرارتیں اور مکاریاں یکطرفہ کامیاب ہوسکیں اور ہم ان کی طرف سے بالکل غافل رہیں؛ کیونکہ انہیں لوگوں نے جمعہ کی نماز کے بعد اپنی تمام مسجدوں کے لاؤڈ اسپیکر سے اعلانات کر کے عوام کو جمع کرلیا اور طے شدہ جگہ کے بجائے اپنی ایک مشہور مسجد کے باہر اسٹیج لگا کر نہایت زہریلی اور فحش تقریریں اور فتح کے اعلانات شروع کردئے، جبکہ اس پوری کاروائی کی ہمیں کانوں کان بھی خبر نہیں تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ شہر میں ایک قسم کی آگ لگ گئی، فساد برپا ہوگیا، بریلوی فرقے کے شریر قسم کے نوجوانوں نے ہماری مسجد کا محاصرہ کرلیا، قتل وغارتگری کے اعلان ہونے لگے، اگر اس دن ہماری عوام نے صبر وتحمل اور سنجیدگی کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو حالات بد سے بدتر ہوسکتے تھے، بالآخر اسی ماحول میں ہماری مسجد سے عصر کی اذان شروع ہوگئی اور اذان ختم ہونے سے پہلے ہی شریروں کا پورا مجمع غائب ہوچکا تھا، آج تک حدیث میں ہی پڑھا تھا کہ اذان سن کر شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے؛

لیکن اس دن آنکھوں سے اس کا مشاہدہ بھی ہوگیا کہ اذان سنتے ہی بریلوی شیطان کیسے بھاگ کھڑے ہوئے؟

یہ تھا بریلویوں کا مناظرہ، جن لوگوں نے یہ پوری شرارت اور بے حیائی و بدمعاشی کی تھی وہ عام آدمی نہیں تھے؛ بلکہ ان کے بڑے صوفی اور پیر فقیر لوگ تھے عوام تو بیچاری اصل حقیقت سے بھی ناواقف تھی؛ لیکن قدرت باری تعالی کی تکوینی مصلحت کے تحت اس کا پورا فائدہ ہمیں پہنچا اور اس پوری شرارت بازی کے بعد جب غبار چھٹا تو ہمارا ایک بچہ بھی بریلوی نہیں بنا تھا جبکہ بریلویوں کے کئی لوگ ہمارے قریب آئے حقیقت معلوم کی اسکے بعد اپنے مولویوں کو ایسی طلاق مغلظہ دی کہ آج تک ادھر کا رخ نہیں کیا۔ **فالحمد للہ علی ذلک**

موضوعِ مناظرہ پر چند دلائل!

اب ہم بطور "مشتے نمونہ ازخروارے" اپنے موضوع سے متعلقہ چند دلائل بھی ہدیہ قارئین کرتے ہیں تاکہ اہلِ حق کیلئے کسی بھی طرح کا ابہام باقی نہ رہے، نیز احمد رضا خان کی اصل حقیقت کھل کر سامنے آجائے اور اس کی ذات دنیا کیلئے عبرت بن کر رہ جائے، کہ اپنے اولیاء سے عداوت ودشمنی کے نتیجے میں اللہ رب العزت نے موافق حدیث قدسی "من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب" خان صاحب کیلئے خود اس کے گھر سے ہی ایسے کفر کا انتظام کردیا کہ دنیا ٹل سکتی ہے؛ لیکن یہ کفر کسی بھی صورت نہیں ٹل سکتا۔

اور اس لئے بھی تاکہ اہل باطل پر حجت تام ہوجائے نیز انہیں موضوع کے متعلق کسی بھی قسم کی مغالطہ دہی کا موقع میسر نہ آئے۔

(۱) شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی زندہ کرامت: احمد رضا کفر کی زد میں!

احمد رضا خان نے حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے خلاف سب سے زیادہ لکھا، سب سے زیادہ زہر پھیلایا، کوئی غلیظ سے غلیظ تہمت یا ناپاک سے ناپاک الزام ایسا نہیں جو اس نے شاہ شہیدؒ پر نہ لگادیا ہو، ہم مختصراً ان بہتانوں کی فہرست ذکر کئے دیتے ہیں جو احمد رضا نے شاہ شہیدؒ پر باندھے۔

(۱) اللہ رب العزت کی شان میں گستاخانہ نظریہ رکھنا مثلاً: اللہ جھوٹا ہے۔ بھول جاتا ہے۔ ظالم ہے۔ پیشاب پاخانہ کرتا ہے۔ ناچتا ہے۔ مرسکتا ہے۔ سوجاتا ہے۔ سبوح وقدوس نہیں خنثیٰ مشکل ہے۔ ربڑ کی طرح پھیلتا اور سمٹتا ہے۔ عورتوں سے جماع کرسکتا ہے۔ لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہے۔ وغیرہ (نعوذ باللہ من ذلک) (فتاوی رضویہ ج ۱ ص

۵۴۷ قدیم) صرف احمد رضا کی حقیقت واضح کرنا مقصود ہے ورنہ اللہ رب العزت کے متعلق اس طرح کی خرافات کا تصور بھی ایک ادنی درجے کے مسلماں کیلئے محال ہے، فتاوی رضویہ میں بڑے سائز کے تقریباً دو صفحات پر اللہ تعالی کے بارے میں اس طرح کے بے حیائی بھرے خبیث جملے درج ہیں، ہم نے بڑی مشکل سے دل پر جبر کر کے اللہ سے معافی چاہتے ہوئے ان میں سے چند جملے نقل کئے جو کُل کا عشر عشیر بھی نہیں، یہ رضا خانیوں کا ہی کلیجہ ہے جو بے جھجک؛ بلکہ شوق کے ساتھ مزے لے لے کر اللہ تعالی کے بارے میں اس طرح کی خرافات بکنے کے عادی ہیں۔

(۲) انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخانہ نظریہ، مثلاً: انبیاء کو چماروں کی طرح ذلیل سمجھنا۔ انہیں خبیث و ناپاک قسم کی گالیاں بکنا۔ انہیں صریح دشنام طرازیاں کرنا۔ ان کے علم کا انکار کرنا۔ انکی نبوت کا انکار کرنا۔ انکی شان میں ایسے گھٹیا و گندے الفاظ استعمال کرنا جو آج تک کسی پادری یا پنڈت نے بھی استعمال نہیں کئے۔ وغیرہ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "الکوکبۃ الشہابیہ")

(۳) ضروریات دین کا انکار کرنا۔

(4) ملائکہ کا انکار کرنا۔

(۵) جنت و نار کا انکار کرنا۔

(۶) غیر نبی کو نبی ماننا۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرنا۔

(۸) قرآن عظیم کی تلاوت کو شرک قرار دینا۔

(۹) قرآن عظیم کی تغلیط و تکذیب کرنا۔

(۱۰) نماز کو شرک قرار دینا۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے "الکوکبۃ الشہابیہ")۔

یہ ہم نے ان الزامات واتہامات کی محض ایک ادنی سی جھلک دکھائی ہے جو احمد رضا نے شاہ شہیدؒ پر لگائے ،اندازہ لگائیں کہ کیا اس طرح کے غلیظ ،ملعون،اور ناپاک عقائد رکھنے والا مسلمان ہوسکتا ہے؟نہیں! ہرگزنہیں !اس طرح کے عقائد تو انسان کو فرعون وابوجہل سے بھی بڑا کافر ثابت کرتے ہیں ؛لیکن شاہ شہیدؒ کی زندہ کرامت اور احمد رضا کی شقاوت دیکھئے کہ اس طرح کے گھناؤنے الزامات لگانے کے بعد بھی کہتا ہے کہ:

"ائمۂ محققین وعلماء محتاطین انہیں (شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور انکے متبعین کو) کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے،وھو الجواب ،وبه یفتی وعلیه الفتوی وھو المذھب وعلیه الاعتماد وفیه السلامة وفیه السداد"۔(سبحن السبوح ص ۱۱۳ وغیرہ)

اگر ایسے عقائد رکھنے والا بھی کافر نہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی کافر نہیں،اگر احمد رضا کے ان الزامات میں ذرہ برابر بھی سچائی تھی تو اسے بغیر کسی رورعایت کے کفر کا فتوی لگانا چاہئے تھا؛ لیکن اس کا یہ منافقانہ طرز عمل دوحال سے خالی نہیں:

(۱) شاہ شہیدؒ کا دامن ان گندے الزامات سے بالکل پاک ہے اور یہ سب حسد وعداوت کی وجہ سے احمد رضا نے خود گھڑ کر ان کے سر تھوپے ہیں (حقیقت بھی یہی ہے)،چونکہ خود جانتا تھا کہ یہ الزامات جھوٹے ہیں اس لئے حکم کفر عائد کرنے سے منع کردیا۔

(۲) شاہ شہیدؒ کے (بالفرض) یہی عقائد تھے؛ لیکن احمد رضا کے نزدیک ایسے گندے، گستاخانہ وگھناؤنے عقائد رکھنے والا کافر نہیں مانا جاتا۔

دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی لے لیں احمد رضا کفر سے نہیں بچ سکتا،اگر کوئی اس کا حواری بچا سکتا ہو تو آئے میدان کھلا ہے،بسم اللہ کریں اور نتیجہ دیکھیں۔

(۲) دوسرے انداز سے

مولانا فضل حق خیرآبادی نے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے متعلق فتوی دیا کہ: جو شخص اس کے (شاہ شہیدؒ کے) کفر میں شک وتر دد لائے یا استخفاف کو معمولی جانے کافر وبے دین اور نامسلمان ولعین ہے (شفاعت مصطفی ۲۴۷) اس فتوے پر ۱۷ علماء کے دستخط ہیں اور ان سب کو بریلوی اپنے اکابرین میں شمار کرتے ہیں۔

جبکہ احمد رضا خود بھی کافر نہیں کہتا اور دوسروں کو بھی کہنے سے منع کرتا ہے، اس لئے علامہ فضل حق خیرآبادی ودیگر سترہ علماء کے فتوے کی رو سے احمد رضا کافر وبے دین اور غیر مسلم ولعین ہے۔

مولانا فضل حق خیرآبادی کو احمد رضا سمیت تمام بریلوی اپنے اکابرین میں شمار کرتے ہیں اس لئے ان کا فتوی بریلویوں کیلئے حجت ہوگا۔

نوٹ :۔ ہمارے نزدیک مولانا فضل حق خیرآبادی نے آخری عمر میں اپنے اس فتوے رجوع کرلیا تھا، جیسا کہ جزیرۂ انڈمان میں انکے آخری عمر کے رفیق عنایت احمد کاکوری کا بیان ہے کہ انہوں نے ہمارے سامنے شاہ شہید کی تکفیر سے نہایت ندامت کے ساتھ توبہ کی اور بتایا کہ یہ سب مخالفت میں نے دوسروں کے بہکاوے میں آکر کی ہے۔ ملخصاً (خیرآبادیات ص ۱۴۶ بحوالہ برصغیر پاک وہند کے چند تاریخ حقائق ص ۱۶۱) لیکن بریلوی رجوع کے اس واقعے کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اسید الحق قادری کی کتاب "خیرآبادیات" ص ۱۴۷) اس لئے انہیں رجوع کے اس واقعے سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں۔

(۳) تیسرے انداز سے

احمد رضا خان نے "حسام الحرمین" میں اکابر علماء دیو بند (حضرت نانوتویؒ ،حضرت گنگوہیؒ ،حضرت سہار نپوریؒ ،حضرت تھانویؒ) پر چار الزام لگائے (۱) ختم نبوت کا انکار (۲) خدا کو بالفعل جھوٹا سمجھنا (۳) شیطان کا علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ماننا (۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو جانوروں سے تشبیہ دیکر توہین و گستاخی کرنا۔

ان چار جرائم کے مرتکبین (احمد رضا کے زعم فاسد کے مطابق) پر اس نے فتوی لگایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ۔(حسام الحرمین مع تمہید ایمان ص ۳۲)

اور یہی چار الزامات؛ بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ لگائے شاہ شہیدؒ پر، دیکھئے!

لکھتا ہے کہ:

"یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی ماننا ہے"۔(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۲۷)

ایک جگہ لکھتا ہے کہ:

"یہ صراحۃً غیر نبی کو نبی بنایا ہے کہ صریح کفر ہے اور نبی بھی کیسا؟ صاحب شریعت!"۔(سل السیوف الہندیہ ص ۱۲)

ظاہر ہے کہ آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننے کا صاف مطلب ہے ختم نبوت کا انکار، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ پر تو صرف ختم نبوت کے انکار کا الزام لگایا کسی کو نبی بنانے کا تو نہیں، یہاں تو ختم نبوت کے صراحۃً انکار کے ساتھ ساتھ ایک مستقل صاحب شریعت نبی تجویز کرنے کا بھی الزام ہے۔

شاہ شہیدؒ پر ایک الزام یہ لگایا کہ:

"یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹی ہو جانے میں تو حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں"۔(الکوکبۃ الشہابیہ ص ۱۷)

ایک دوسری جگہ لکھا کہ:

" قولہ: ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے۔ اقول: یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد ناپائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز وقوعی ہوا جیسا کہ تمہارے امام (شاہ شہیدؒ) کا مشرب"۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۴۳۶)

یعنی شاہ صاحبؒ نے خدا کو بالفعل جھوٹا مان لیا ہے، یہی الزام وقوع کذب باری تعالی کا خان صاحب نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ پر لگایا۔ (دیکھئے حسام الحرمین مع تمہید ص ۲۲)

ایک الزام یہ لگایا کہ:

" وہابی صاحبو! تمہارے پیشوا (شاہ شہیدؒ) نے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی (الکوکبۃ الشہابیہ ص 33) ایک جگہ لکھا کہ: اس نے (شاہ شہیدؒ نے) کس جگر سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب ودشنام کے لفظ لکھ دئے"۔ (الکوکبہ الشہابیہ ص ۳۷)

یعنی شاہ صاحبؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں صریح گستاخی کی، یہی الزام حسام الحرمین میں حضرت تھانویؒ وحضرت سہارنپوریؒ پر لگایا کہ انہوں نے صریح گستاخی کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ "حسام الحرمین" میں جن تین الزامات (ختم نبوت کا انکار، وقوع کذب باری اور توہین نبوت) کی بنیاد پر علماء دیوبند پر فتویٰ لگایا کہ "من شك فی کفره وعذابه فقد کفر" جو انکے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر، انہیں تین الزامات (بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ) کے باوجود شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے متعلق لکھا کہ:

"میں انہیں کافر نہیں کہتا، علماء محتاطین بھی کافر نہ کہیں"۔

اب خان صاحب خود ہی حسام الحرمین کے فتوے میں پھنس کر کفر کے گھاٹ اتر

گئے۔سچ ہے ع من حفر بئراً لاخیہ وقع فیہ

یہ شاہ صاحبؒ کی زندہ کرامت ہی تو ہے کہ خان صاحب بیچارے خود ہی اپنے تکفیری تانوں بانوں میں الجھ کر رہ گئے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ☆ لو آپ ہی اپنے دام میں صیاد آ گیا

(۳) چوتھے انداز سے

احمد رضا خان نے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی طرف منسوب کر کے فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۷۴۵ (قدیم) پر اللہ تعالی کو جو گالیاں بکی ہیں (جن میں سے چند ہم نے نقل بھی کر دی ہیں اور تمام کی تمام کو نقل کرنا ہمارے بس سے باہر ہے) وہ شاہ صاحب کی کسی بھی کتاب میں موجود نہیں ہیں، اگر کوئی بریلوی مائی کا لال شاہ صاحبؒ کی کسی بھی کتاب سے وہ گالیاں نکال کر دکھا دے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اسی وقت شاہ صاحبؒ کو دنیا کا بدترین کافر قرار دیدیں گے، آخر ہمیں بھی خدا کو منہ دکھانا ہے، اگر انہوں نے واقعی ایسی گالیاں بکی ہیں تو انکی حمایت کر کے ہم اپنی عاقبت کیوں خراب کریں، ثابت کرنے کے بعد انکی مخالفت میں ہم تم سے آگے ہوں گے۔

لیکن اگر یہ گالیاں شاہ صاحبؒ کی کسی بھی کتاب سے نہ دکھا سکو، اور ہرگز نہیں دکھا سکتے، تو وعدہ کرو کہ احمد رضا پر کفر کا فتویٰ لگاؤ گے، ورنہ ہمارے اس یقین میں اور پختگی آجائیگی کہ بریلوی لوگ اپنے خان صاحب کیلئے اللہ رب العزت کی عظمت وشان کی بھی قربانی دیدیں گے؛ لیکن احمد رضا کو نہیں چھوڑیں گے۔

ظاہر ہے کہ اگر شاہ صاحب کی کتاب میں یہ گالیاں نہیں ملتی تو پھر یہ بریلوی خان صاحب کے ہاتھ کا کمال ہے، اور شاہ صاحبؒ کی آڑ لیکر خان صاحب نے یہ اپنے دل کی

بھڑاس نکالی ہے۔

جیسا کہ بریلوی مفتی اعظم مفتی مظہراللہ شاہ لکھتے ہیں کہ:

”کسی کی اہانت کرنے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے اور بڑا خوبصورت کہ اپنے کو اس کا خیرخواہ اور غمخوار ظاہر کرتے ہوئے اور دوسرے شخص پر تہمت لگاتے ہوئے یوں کہتا ہے کہ فلاں شخص آپ کو ایسی ایسی فحش گالیاں دیتا ہے۔اس طریقہ سے وہ گالیاں دیکر اپنا دل بھی ٹھنڈا کرلیتا ہے اور ظاہر ہے اس کا خیرخواہ بھی بنا رہتا ہے“۔(فتاوی مظہریہ ص ۳۹۷)

یہی خوبصورت طریقہ (بقول بریلوی مفتی اعظم) خان صاحب نے بھی اپنایا اور شاہ صاحب کے نام سے اللہ تعالی کو گالیاں دیکر اپنا دل ٹھنڈا کرلیا۔

اب بریلوی بتائیں کہ وہ دونوں کاموں میں سے کسے اپنے لئے موزوں سمجھ کر منتخب کرتے ہیں؟

من نہ گویم کہ ایں مکن وآں کن ☆ مصلحت بیں وکار آساں کن

بریلوی حضرات دونوں باتوں میں سے جسے چاہے اختیار کرلیں نتیجہ ایک ہی آئیگا۔ احمد رضا کافر، تجربہ کرلیں۔

ممکن ہے کہ خان صاحب کی عقیدت کا مارا ہوا کوئی بریلوی یہ کہے کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے کہا تھا کہ ”جن چیزوں پر بندہ قادر ہے وہ تمام مقدورات باری کے تحت آتی ہیں“ اس بات سے خان صاحب نے نتیجہ نکال کر یہ تمام باتیں لکھ دی کہ ان تمام باتوں پر بندہ قادر ہے اس لئے اللہ بھی قادر۔

اس اعتراض سے اتنی بات تو صاف ہوگئی کہ یہ تمام خرافات نتیجہ کی آڑ میں خان صاحب کے دماغ کا شاخسانہ ہیں اور یہ تمام گستاخانہ نتیجہ خیزی انہیں کی محنت وعرق ریزی کے بعد وجود پذیر ہوئی۔

دوسری بات: جس طرح خان صاحب نے شاہ صاحبؒ کے قول سے نتائج اخذ کر کے یہ خرافات گھڑ لیں اگر اسی طرح کوئی اور خان صاحب کے اس فرمان کہ "یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب اور اس کے علاوہ نا متناہی اشیاء پر مولی عزوجل قادر ہے"۔ (سبحن السبوح ص ۱۴۲) سے یہی تمام نتائج اخذ کر کے تمہیں ہدیہ کر دے تو کیا کافر بننے کو تیار ہو؟ سچ ہے:

بد نہ بولے کوئی گر میری سنے ☆ یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

یہ شاہ صاحبؒ کی زندہ کرامت ہے کہ بریلوی خان صاحب کو کفر سے نکالنے کے جتنے حربے استعمال کریں گے وہ بیچارہ اتنا ہی دھنستا چلا جائیگا۔

ویسے بریلویوں نے لزوم التزام، فقہی وکلامی، متبین ومتعین جیسے کچھ گورکھ دھندوں کا استعمال کر کے خان صاحب کو بچانے کی تو پوری کوشش کی ہے؛ لیکن بیچاروں کو کسی نے شاید یہ نصیحت نہ دی کہ:

سمندروں کا سفر چھلنیوں میں طے نہ کرو ☆ کہ ایک جزرو مد مشکلات راہ میں ہے

احمد رضا کی زندگی میں ہی بریلی پہنچ کر ابن شیر خدا حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے یہ چیلنج کر دیا تھا کہ جب تک "تمہید ایمان" اور "الکوکبۃ الشہابیہ" جیسی کتابیں دنیا میں موجود ہیں تب تک خان صاحب کو مسلمان ثابت نہیں کیا جا سکتا، اور اس موضوع پر حضرت چاند پوریؒ نے متعدد رسائل بھی لکھ کر خان صاحب کو پہنچائے؛ لیکن افسوس کہ تقریری وتحریری کسی بھی طرح کے مناظرے کیلئے خان صاحب سامنے نہ آ سکے۔

(۵) مسئلۂ مغفرت ذنب اور خان صاحب کفر کی زد میں

قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذنب کی نسبت جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب کی ہے، جب اہل حق علماء نے قرآن کریم کی تفاسیر وتراجم شروع کئے تو انہوں نے بھی قرآن کی ترجمانی کرتے ہوئے اس نسبت کو برقرار رکھا ساتھ ہی ذنب کی تفسیر میں خلاف اولیٰ، اجتہادی خطا، یاحسنات الابرار سیئات المقربین جیسی جائز وقرآنی مزاج سے مطابقت رکھنے والی تاویلات پیش کرکے عقیدہ عصمت انبیاء کی بھی حفاظت کی، چودہ سو سال کے جتنے بھی اہل حق مفسرین ومترجمین۔خواہ کسی بھی زبان کے ہوں۔کو پڑھیں گے سب کا یہی نظریہ وعقیدہ ملے گا؛لیکن آخری زمانے میں بریلی کے ایک خان صاحب نے اپنے مخصوص عقائدونظریات کی اشاعت کیلئے گذشتہ تمام اہل حق مفسرین ومترجمین کے علی الرغم ایک جدید ترجمۂ قرآن بنام" کنزالایمان" ترتیب دیا، اوراس میں تمام تر دلائل وشواہد کے برخلاف ذنب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے امت کی جانب کردی، یہ ایک فحش وغلیظ قسم کی غلطی تھی اس لئے رضا خانیوں نے بجائے اس کے کہ اپنے اعلی حضرت کے ترجمہ کو درست کرتے۔چور بھی کہے چور چور۔والی مثال پوری کرتے ہوئے اہل حق کے تراجم کو ہی غلط وگستاخانہ قرار دینا شروع کردیا؛ کیوں کہ انہیں معلوم تھا احمد رضا نے نہایت صریح غلطی کی ہے اور اب اہل حق اس پر گرفت کرنے والے ہیں تو قبل اس کے کہ وہ خان صاحب کے ترجمہ پر اعتراض کریں ہم ہی ان کے صحیح تراجم پر اعتراض شروع کردیتے ہیں۔

یہ ترجمہ اصول تفسیر سے کتنا ہم آہنگ ہے، نظم قرآنی کے کتنا مطابق ہے، عربی قواعد سے کتنی مطابقت رکھتا ہے؟ یہ مستقل ایک موضوع ہے اوراس پر علماء کی متعدد چھوٹی بڑی تصانیف بھی منصۂ شہود پر آچکی ہیں، مثلاً:" رضاخانی ترجمہ وتفسیر پر ایک نظر" از: مفتی جمیل احمد نذیری، " کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ" از: مولانا الیاس گھمن " نرالا مجدد" از: مولانا اسرائیل قاسمی، " حضرت شیخ الہند اور فاضل بریلوی کے ترجمۂ قرآن کا تقابلی جائزہ" از: مولانا

عبدالرشید صاحبؒ، "ترجمۂ کنزالایمان نمبر" از: ادارہ نورسنت کراچی، اس ترجمہ کے غلط وگمراہ کن ہونے کی وجہ سے متعدد اسلامی ممالک نے اپنے ملکوں میں اس کے داخلے پر ہی پابندی عائد کردی ہے۔

فی الوقت ہمیں اس ترجمے پر بحث نہیں کرنی صرف مسئلۂ مغفرت ذنب پر مختصر کلام کرنا ہے۔

خان صاحب نے اگرچہ کنزالایمان میں تو ذنب کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے امت کی جانب کردی؛ لیکن اپنے والد کی کتاب "فضائل دعا" میں سورۂ محمد آیت ۱۹ "واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات" کا ترجمہ یوں کیا ہے: "مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کیلئے"۔ (فضائل دعا ص ۸۶)

ایسے ہی سورۂ مومن آیت ۵۵: "فاصبر ان وعدالله حق واستغفر لذنبك" کا ترجمہ یہ کیا ہے "تو اے محبوب تم صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اپنے گناہوں کی معافی چاہو" (کنزالایمان مع نورالعرفان ص ۷۵۴ مطبوعہ: فرید بکڈپو دہلی وکنزالایمان مع خزائن العرفان مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

ہم نے نمونے کے طور پر صرف دو مثالیں ذکر کی ہیں جہاں احمد رضا خان نے ترجمہ کرتے وقت ذنب کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف برقرار رکھی ہے ورنہ اور بھی متعدد حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں؛ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی ذنب کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے خان صاحب نے اپنی تصانیف میں ان تمام آیتوں کے ترجموں میں اس نسبت کو برقرار رکھا ہے۔ (ثبوت بذمہ مدعی)

جبکہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ ترجمہ کرتے وقت ذنب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب

منسوب کرنا توہین، گستاخی، عصمت رسول کا انکار اور کفر ہے۔

چند حوالجات ملاحظہ فرمائیں!

بریلوی حکیم الامت احمد یار نعیمی کے صاحبزادے مفتی اقتدار احمد خان نعیمی نے ان تراجم کے متعلق مفصل بحث کی ہے جن میں ذنب کی نسبت جناب نبی ﷺ کی جانب کی گئی ہے اور ان تراجم پر جو حکم لگائے ہیں، وہ ملاحظہ فرمائیں:

"یہ کفریہ گستاخی باری تعالی ہے۔۔ابلیسی نرغ میں آکر یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔۔۔ابلیسی ترجمہ ہے۔۔۔بدبخت وہابی ترجمہ ہے۔۔۔شیطانی ترجمہ ہے۔۔۔گستاخ ترجمہ ہے۔۔۔شیطان ،قرن شیطان اور نجدیوں کو خوش کرنے والا ترجمہ ہے۔۔۔اللہ رب العلمین، صحابہ کرام، اولیاء عظام، اور تمام عاشقان نبوت اہلسنت کو ناخوش کرنے والا ترجمہ ہے۔وغیرہ ملخصاً (فتاوی نعیمیہ ج ۴ ص ۲۴۶ تا ۲۵۱)

بریلویوں کا ایک اور مشہور عالم غلام مہر علی، مصنف "دیوبندی مذہب" لکھتا ہے کہ:

"ذنب کا معنی آپ کے گناہ۔۔۔آپ کی عصمت پر حملہ آور ایک نہایت زہریلا سانپ ہے (معرکۃ الذنب ص ۸) ایک جگہ لکھتا ہے کہ: یہ ترجمہ کہ اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے سراسر عصمت رسول سے بغاوت وجہالت وشقاوت ہے نبوت کا انکار اور کفر ہے"۔ (معرکۃ الذنب ص ۲۰)

بریلویوں کا ایک اور علامہ مفتی عبدالواحد قادری لکھتا ہے کہ:

"غیر تلاوت قرآن واحادیث خانی میں کسی بھی نبی ورسول علیھم السلام کی طرف ذنب وعصی وظلم وضل وغیرہا الفاظ ذم کی نسبت حرام وگناہ اور لائق تعزیر وسزا ہے؛ بلکہ علماء رحمھم اللہ کی ایک جماعت نے اسے کفر بتایا اور اختلاف علماء سے بچنے کیلئے اس کے قائل پر تجدید ایمان ونکاح (اگر بیوی رکھتا ہو) کا حکم لگایا ہے"۔ (فتاوی یوروپ ص ٦٢)

ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف تین فتوے نقل کئے ہیں اگر ضرورت پڑی اور بریلویوں کی جانب سے **ھل من مزید** کا مطالبہ ہوا تو اور بھی بیسیوں فتوے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

بریلوی مفتیوں کے تجدید ایمان ونکاح نیز عصمت رسول سے بغاوت اور کفر وضلالت کے یہ تمام فتوے احمد رضا پر جا لگے؛ کیوں کہ یہی ترجمہ اس نے بھی کیا ہے، دیکھتے ہیں کہ اب بریلوی حضرات انصاف کے تقاضہ پر عمل کرتے ہوئے احمد رضا کو کافر قرار دیتے ہیں یا اپنے جاہلانہ واحمقانہ فتووں سے رجوع کرتے ہیں ؛لیکن جب تک رجوع نہیں کرتے تب تک احمد رضا کو مسلمان سمجھنے کی غلطی نہ کریں۔

(٦) کسی نبی کی طرف خطا کی نسبت اور احمد رضا کفر کی زد میں

خان صاحب نے سورۂ شعریٰ آیت ۸۲ "**والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین**" کا ترجمہ کیا ہے کہ "اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا" (کنزالایمان) اس ترجمہ میں خان صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب خطاؤں کی نسبت کی ہے، جبکہ بریلویوں کے نزدیک کسی بھی نبی کی طرف خطا کی نسبت گستاخی وکفر ہے اور ایسا کرنے والا کافر و گستاخ ہے، خطا کی نسبت والا یہی ترجمہ جب حضرت تھانویؒ نے کیا تو بریلویوں کی ایک جماعت نے اس ترجمے کو گستاخانہ تراجم میں شمار کر کے کفر کے لمبے لمبے فتوے ٹھونک دئے، مذکورہ ترجمے پر بریلویوں کے کفر وگستاخی کے فتوے درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی، از صاحبزادہ صدرالشریعہ قاری رضاء

المصطفی اعظمی۔

(۲) قرآن مجید کے غلط و گستاخانہ تراجم، از یحیٰ انصاری اشرفی خلیفہ سید مدنی میاں۔

(۳) معرکۃ الذنب، از غلام مہر علی چشتیاں، مصنف "دیوبندی مذہب"۔

(۳) النجوم الشہابیہ از محبوب الملت محبوب علی خاں برکاتی برادر حشمت علی خان۔

(۴) تسکین الجنان از شیخ الحدیث قاضی عبدالرزاق بھترالوی۔

(۵) کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن، از ڈاکٹر مجید اللہ قادری۔ وغیرہ

اگر اس ترجمہ کی وجہ سے حضرت تھانویؒ پر فتوی کفر لگ سکتا ہے تو تمہارے اعلی حضرت پر کیوں نہیں؟

(۷) کسی نبی کی جانب "عصیان" یا "معصیت" کی نسبت اور احمد رضا کفر کی زد میں

خان صاحب نے سورۂ طٰہٰ آیت "وعصیٰ اٰدم ربه فغویٰ" کا ترجمہ کیا ہے کہ "آدم نے اپنے رب کی معصیت کی" (فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۱۱۱ قدیم)

سچ ہے ع دروغ گورا حافظہ نہ باشد

فتاوی رضویہ کی گیارہویں جلد میں تو معصیت کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف کر دی، جبکہ خود ہی پہلی جلد میں فتوی دے آئے ہیں کہ ایسا کرنا حرام و کفر ہے۔

ملاحظہ فرمائیں خان صاحب کی زبانی!

"غیر تلاوت میں میں اپنی طرف سے سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف نافرمانی و گناہ کی نسبت حرام ہے، ائمۂ دین نے اس کی تصریح فرمائی؛ بلکہ ایک جماعت علماء کرام نے اسے کفر بتایا۔۔۔ اللہ عزوجل کی ریس کر کے انبیاء علیہم السلام کی شان میں ایسے الفاظ کا بکنے

والا کیوں کر سخت شدید و مدید عذاب جہنم و غضب الٰہی کا مستحق نہ ہوگا ، **العیاذ باللہ تعالیٰ**"۔ (فتاوی رضویہ ج۱ ص ۲۳۳ و ۲۳۴ قدیم)

یہاں خان صاحب خود اپنے فتوے کی زد میں آ کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی کہنا اور احمد رضا کفر کی زد میں

احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔ (فتاوی رضویہ قدیم ج۶ ص ۲۶۵، جدید ج۱۵ ص ۴۳۰)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اللہ کا محبوب امت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا۔الخ" (فتاوی رضویہ ج۱۵ ص ۷۰۲)

ان مذکورہ دونوں مقامات پر خان صاحب نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعی کہا ہے، حالانکہ بریلویوں کے یہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے لفظ راعی کا استعمال توہین، گستاخی و کفر ہے۔

بریلوی دعوت اسلامی کے امیر الیاس قادری لکھتے ہیں کہ:

"سوال:۔ اگر کوئی شخص سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کا چرواہا کہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب:۔ یہ توہین آمیز لفظ ہے، کہنے والا توبہ و تجدید ایمان کرے"۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۰۴)

راعی کہے یا چرواہا، بات ایک ہی ہے کیونکہ "راعی" عربی میں چرواہے کو کہتے ہیں۔
(دیکھئے! کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۰۵ تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۷۵۳)

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ:

"ان کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے جو راعنا کہ کر محبوب پاک کے قلب کو ایذا پہنچاتے ہیں، انہوں نے زبان سے تکلیف دی ہم انہیں تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کریں گے۔۔۔۔ ہمارا یہ حکم کان کھول کر سن لو اب اس کی خلاف ورزی نہ ہو، اب جو کوئی راعنا کہے گا وہ کافر ہوگا، کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے"۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۷۵۳)

بریلویوں کے غزالی زماں احمد سعید کاظمی لکھتے ہیں کہ:

"راعنا" کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیت توہین کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعنا کہتا تو وہ **واسمعو وللکافرین عذاب الیم** کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے"۔ (گستاخ رسول کی سزا قتل ص ۵)

اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اس لفظ کے استعمال سے صحابی رسول بھی کافر ہوجاتا تو احمد رضا کیوں نہیں؟

ویسے بریلویوں نے بےخبری ہی میں سہی؛ لیکن کفر کا فتوی تو خان صاحب پر ٹھونک ہی دیا۔

(۹) بغیر القاب سادہ الفاظ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لینا اور احمد رضا کفر کی زد میں

احمد رضا خان صاحب نے قرآن کا ترجمہ کرتے وقت متعدد جگہ بنا القاب کے سادہ

الفاظ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف لیا ہے۔مثلاً:

سورۂ رحمن آیت ۲ "خلق الانسان" ترجمہ: انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔(کنزالایمان)

سورۂ احزاب آیت ۴۰ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم" ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔(کنزالایمان)

سورۂ محمد آیت ۲ "اٰمنوا بما نزل علی محمد" ترجمہ: اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا۔(کنزالایمان)

وغیرہ اور بھی متعدد ایسے مقامات ہیں جہاں احمد رضا نے بغیر کسی لقب کے محض سادہ انداز میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا ہے، حالانکہ بریلوی مفتیوں کے مطابق بنا القاب سادہ انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لینا گستاخی و کفر ہے۔

بریلوی علامہ فیض احمد اویسی لکھتے ہیں کہ:

"سادہ لفظوں میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا اسم گرامی لینا بے ادبی اور گستاخی ہے؛ بلکہ اس سے پہلے سیدنا و مولانا کا اضافہ ضروری ہے"۔(شہد سے میٹھا نام محمد ص ۱۵۷)

مزید لکھتے ہیں:

"سادہ الفاظ میں آپ کا اسم گرامی لینا بے ادبوں اور گستاخوں کا کام ہے"۔(ایضاً)

ایک اور بریلوی علامہ اشرف سیالوی لکھتے ہیں کہ: لفظ محمد کے ساتھ حضرت لکھنے کی توفیق نصیب نہ ہوئی ---------نہ لفظ محمد کے بعد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا پسند کیا---------ایسے القابات واوصاف ذکر کرنے سے گستاخی مانع ہوتی ہے اور اس کے یہاں بیشمار خزانے موجود ہیں اسی لئے مقدور بھر بے ادبی و گستاخی کی اور دائرۂ ادب و نیاز سے نکل کر ویرانہ ضلالت میں جا پہنچا۔(کوثر الخیرات ص ۴۰۴ و ۴۰۵)

اتنا تو معلوم ہوگیا کہ بنا القاب سادہ الفاظ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھ کر خان صاحب نے آپ کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی کا ارتکاب کیا لیکن اس ارتکاب پر حکم کیا لگے گا وہ بھی سن لیں تاکہ بالکل بھی کوئی ابہام نہ رہے۔الیاس قادری لکھتا ہے۔سوال: نبی کی گستاخی کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟ جواب: نبی کی ادنی سی گستاخی کرنے والا بھی کافر و مرتد ہے ۔۔۔۔۔علماء کا اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(کفریہ کلمات کے بارے میں وسال جواب ص ۱۹۹)

لیجئے! گھر سے ہی فیصلہ ہوگیا کہ گستاخ کا حکم کیا ہے، ہم عرض کرتے تو شکایت ہوسکتی تھی۔

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام بننا اور احمد رضا کفر کی زد میں

احمد رضا خان صاحب اپنے پیر بھائی برکات احمد کے جنازے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں، عرض کی یا رسول اللہ! حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں، فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا"۔(الملفوظ حصہ دوم ص ۲۲)

خان صاحب کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ برکات احمد کے جنازے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے شرکت کی اور وہ جنازہ خان صاحب نے پڑھایا، یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیں گے کہ برکات احمد کے جنازے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدی تھے اور خان صاحب امام۔

جبکہ خود خان صاحب و دیگر بریلویوں کے نزدیک صرف حقیقت میں ہی نہیں خواب میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کرنا گستاخی ہے۔

خان صاحب لکھتے ہیں:

”فلاں شخص معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی امام و شیخ ہے اور یہ صراحۃً کفر ہے“ (فتاوی رضویہ ج۲۱ ص ۳۵۰)

فتاوی رضویہ کی فہارس میں لکھا ہے کہ:

”کسی کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام و شیخ ماننا صراحۃً کفر ہے“۔ (فہرست فتاوی رضویہ ج ۲۱ ص ۳۶)

بریلوی نام نہاد علامہ حسن علی رضوی ایک خواب کے ذکر میں (جس میں حضرت مدنیؒ کی اقتدا میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے جمعہ ادا کرنے کا ذکر ہے) لکھتا ہے کہ:

”بتاؤ یہ صریح بے ادبی و گستاخی ہے یا نہیں؟“ (برق آسمانی ص ۶۵)

یہی علامہ صاحب ”گستاخانہ خوابوں کی فہرست“ کا عنوان دیکر لکھتے ہیں کہ:

”ہم دیوبندی خوابوں کی ایک تفصیلی فہرست پیش کر رہے ہیں جس میں متعدد خواب انتہائی شدید گستاخی پر مبنی ہیں اور نہ صرف مسلمان؛ بلکہ کوئی غیر مسلم بھی ایسی خرافات سنے تو اس کا سینہ شق ہو جائے، کس قدر خبیث و ذلیل زبان و قلم تھی جس نے ایسے شرمناک حیا سوز خواب بیان و قلمبند کیے کہ تہذیب و شرافت اور انسانیت کا جنازہ نکال دیا“۔ (ایضاً ص ۶۵)

پھر اس علامہ نے ان گستاخانہ خوابوں میں سب سے پہلے نمبر پر جو خواب بیان کیا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا ذکر ہے اس پر یہ عنوان لگایا ”معاذ اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدی"۔(ایضاً ص ٦٥)

قارئین! انصاف فرمائیں کہ اگر علماء دیو بند کیلئے خواب میں حضرت مدنیؒ کی اقتدا میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نماز کا ادا کرتے دیکھ کر بیان کر دینا انتہائی خبیث و ذلیل قسم کی شدید گستاخی ہے،تو خان صاحب کا عین حالت بیداری میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کا دعوٰی کیونکر خبیث و ذلیل گستاخی نہ ہوگا؟

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کا دعوی کر کے خان صاحب نے شدید قسم کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور گستاخ و گستاخی کا حکم بیان کر دیا گیا۔

(۱۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ"تُو" سے خطاب اور احمد رضا کفر کی زد میں

مولوی احمد رضا خان نے متعدد جگہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ"تُو" سے خطاب کیا ہے۔چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

سورۂ بقرہ آیت ۲۷۳ " تعرفهم بسيماهم " کا ترجمہ: تُو انہیں انکی صورتوں سے پہچان لے گا۔(کنز الایمان)

سورۂ یونس آیت ۱۰٦"فان فعلت فانك اذاً من الظالمين" کا ترجمہ: پھر اگر ایسا کیا تو اس وقت تُو ظالموں میں سے ہوگا۔(کنز الایمان)

سورۃ السبا آیت ۵۱"ولو ترى اذ فزعوا " کا ترجمہ: کسی طرح تُو دیکھے جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں۔(کنز الایمان)

وغیرہ،اور بھی لاتعداد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جہاں احمد رضا نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو"تُو" سے خطاب کیا ہے۔

جبکہ بریلویوں کا اصول یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو کہہ کر خطاب کرنا سخت قسم کی گستاخی اور ابولہب وابوجہل جیسے کفار وخبثاء کا طریقہ ہے۔

مولانا نقی علی خاں والد احمد رضا لکھتے ہیں کہ:

"عرب میں باپ اور بادشاہ سے کاف کے ساتھ (جس کا ترجمہ تُو ہے) خطاب کرتے ہیں، اور اس ملک میں یہ لفظ کسی معظم بلکہ ہمسر سے بھی کہنا گستاخی اور بیہودگی سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ اگر ہندی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو تُو کہے گا شرعاً بھی گستاخ وبے ادب اور تعزیر وتنبیہ کا مستوجب ٹھہرے گا"۔ (اصول الرشاد ص ۲۲۸)

مفتی حنیف خاں رضوی بریلوی لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے دیار میں کسی معظم وبزرگ بلکہ ساتھی وہمسر کو بھی تُو کہنا خلاف ادب اور گستاخی قرار پائیگا"۔ (مقدمہ اصول الرشاد ص ۳۵)

مفتی اقتدار خان نعیمی نے تو سارے ابہام ختم کر کے فیصلہ ہی کر دیا کہ:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف نام لیکر یا تُو تا کر کے یا بشر انسان کہہ کر ہی پکارنا ہے تو تجھ میں اور ابوجہل اور ابولہب و دیگر کفار وخبثاء میں کیا فرق رہے گا"۔ (فتاوی نعیمیہ ج ۵ ص ۱۵۸)

شاہ اسمعیل شہیدؒ پر بریلوی الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم صرف بڑے بھائی کے برابر کرنے کا حکم دیا ہے؛ لیکن آج اگر بریلوی اپنے خاں صاحب پر کفر وگستاخی کا فتوی نہیں لگاتے تو فیصلہ ہوجائیگا کہ ان کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اپنے ہمسر کے برابر بھی نہیں؛ کیوں کہ انہوں نے اصول بنایا کہ اپنے ہمسر کو بھی تُو کہنا گستاخی ہے اور احمد رضا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تُو سے خطاب کیا ہے اس لئے ہم بریلویوں سے کہتے ہیں کہ اب بغیر کسی مداہنت کے احمد رضا کو کافر کہو ورنہ ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ تمہارے نزدیک نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کسی ہمسر (ساتھی، یا دوست) کے برابر بھی نہیں کیجاتی کہ جو لفظ اپنے ہم پلہ انسان کو بولنا تمہارے یہاں گستاخی ہے وہی لفظ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بولنا گستاخی نہیں۔

ہم نے اپنے موضوع کی وضاحت کیلئے اختصار کے پیش نظر صرف گیارہ انداز سے احمد رضا کو خود اس کے اپنے یا اس کے ہم مسلک بریلوی علماء کے فتووں کی روشنی میں کافر ثابت کیا ہے اس رسالے میں ہمیں صرف نمونے دکھانا مقصود تھا استیعاب و احاطہ نہیں ورنہ اگر فرصت میں اس موضوع پر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، اور ہم نے گیارہ کا عدد اس لئے اختیار کیا کہ بریلویوں کو گیارہ کی زبان زیادہ سمجھ میں آتی ہے، عموماً فاتحہ و میلاد کے عوض نذرانوں کے مطالبے یہ لوگ، گیارہ سو یا گیارہ ہزار کی شکل میں ہی کرتے ہیں، اور گیارہویں شریف کا زمانہ تو ان کی سال بھر کی آمدنی کا سب سے بڑا سیزن ہوتا ہے۔

اب ان بیچاروں کو اس موضوع کی اہمیت کا احساس ہو گیا ہے اسی لئے مناظر اعظم سے لیکر مناظر اصغر تک سب اس موضوع کو سنتے ہی فرار کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔

ویسے امید تو نہیں؛ لیکن اگر اب بھی مفتی مطیع الرحمن یا کسی اور معتمد بریلوی مولوی کی جانب سے ہمارے دلائل پر کچھ رد و قدح ہوئی تو ہم بھی انہیں انجام تک پہنچانے کیلئے دوبارہ حاضر ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ

لیکن خیال رہے کہ محض اپنی پہچان بنانے کیلئے غیر معتمد و فرضی قسم کے جاہل ملّوں کو منھ لگا کر بالکل بھی شہرت کا کوئی موقع فراہم نہیں کیا جائیگا۔

فقط

ابو حنظلہ عبد الاحد قاسمی سہارنپوری

مرکزی مسجد سجان گڈھ راجستھان

۲۹/صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۳۰/نومبر ۲۰۱۶ء

یوم الاربعاء بعد العشاء

مصنفِ کتاب کی دیگر مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف

(۱) رکعاتِ تراویح بیس یا آٹھ؟ تحقیقی جائزہ — مطبوعہ

(۲) مسئلہ رفع الیدین؛ ہم اس لئے نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے — مطبوعہ

(۳) مسجد میں عورتوں کی نماز: تحقیقی جائزہ — مطبوعہ

(۴) ایامِ قربانی تین یا چار؟ — مطبوعہ

(۵) مسئلہ قرأت خلف الامام کے مسئلہ پر غیر مقلدین کے کتابچہ کا جواب — مطبوعہ

(۶) مفتی مطیع الرحمن کی داستانِ فرار — مطبوعہ

(۷) تسہیل وتخریج کتاب، الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات للعلامہ عبدالحی لکھنویؒ — غیر مطبوعہ

(۸) تعلیق وتسہیل کتاب، تنبیہ الضالین فتاویٰ علماء دہلی دررد غیر مقلدین — غیر مطبوعہ

(۱۰) تعلیق وتسہیل کتاب، کشف الحجاب للعلامہ المحدث عبدالرحمن پانی پتیؒ — غیر مطبوعہ

(۱۱) فتحِ سجان گڑھ کا دلکش نظارہ: فاروق رضوی بریلوی کے مناظرۂ سجان گڑھ سے فرار کی روئیداد — غیر مطبوعہ

(۱۲) مناظرۂ جوگی والا؛ جوگی والا نامی بستی میں مولانا قاسمی کے سامنے غیر مقلدین کی شرمناک شکست کی روئیداد — غیر مطبوعہ

(۱۳) مسئلہ وضع الیدین؛ نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟ تحقیقی وتفصیلی جائزہ — غیر مطبوعہ

(۱۴) رفع الیدین فی الصلوۃ؛ تحقیقی وتفصیلی جائزہ — غیر مطبوعہ

(۱۵) مغالطے ہی مغالطے: مسئلہ تراویح پر غیر مقلدین سے تحریری مناظرہ کی روئیداد — غیر مطبوعہ

(۱۶) فتوحات قاسمیہ؛ مولانا قاسمی کے مختلف مناظروں کی روئیداد — غیر مطبوعہ

(۱۷) علماء احناف اور آٹھ تراویح کا مغالطہ؛ غیر مقلدین کے کتابچہ کا جواب غیر مطبوعہ

(۱۸) منصفانہ جائزہ یا کذب وخیانت کا مجموعہ؛ رضاء اللہ غیر مقلد کی
کتاب منصفانہ جائزہ پر ایک نظر۔ غیر مطبوعہ

(۱۹) ضعیف وموضوع روایات کی نشر واشاعت میں غیر مقلدین علماء کا شرمناک کردار۔
غیر مطبوعہ

(۲۰) تصوف اور ابن تیمیہؒ غیر مطبوعہ

(۲۱) فضائل اعمال پر اعتراضات کا تحقیقی و تفصیلی جائزہ۔ غیر مطبوعہ

کتاب ہذا اکابرین کی نظر میں

اہل سنت علماء دیو بند کی طرف سے مناظرِ اہلسنت مولانا عبدالاحد قاسمی اور بریلوی مناظر مفتی مطیع الرحمٰن رضوی کے درمیان جو مکاتبت ہوئی وہ بڑی معلومات افزا ہے۔ جو اہل علم اور عوام کیلئے بھی مفید اور معلومات افزا ہے۔

مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلہ العالی مہتمم دارالعلوم دیوبند

مولانا عبدالاحد قاسمی نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی ناکامیوں اور الجھی طبیعت کے دلچسپ پہلوؤں کو ''داستان فرار'' کی شکل میں قارئین کے سامنے کر دیا ہے، جس کا حرف حرف مولانا عبدالاحد قاسمی کی صداقت کی گواہی دینے کیلئے کافی ہے۔

مولانا سید طاہر حسین گیاوی مدظلہ

راہ حق کی طلب کی طلب رکھنے والے حضرات اس تحریر کو غور سے پڑھیں ان شاء اللہ جاء الحق وزھق الباطل کا سماں نگاہوں کے سامنے آجائے گا۔

مفتی راشد اعظمی مدظلہ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

مولانا موصوف نے مکاتبت کی کاروائی کو ''داستان فرار'' کے نام سے مرتب کر کے موضوع کی نزاکت اور اپنے حریف کی کمزوری کو طشت از بام کر دیا ہے۔

مولانا سید محمد سلمان صاحب مدظلہ ناظم اعلیٰ مظاہر العلوم سہارنپور

بہت اچھا ہوا کہ یہ کاروائی مرتب ہوگئی اور لوگوں کے پاس حقیقت حال مرتب اور منضبط صورت میں پہنچ جائے گی۔

مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ

یہ کتاب تحقیقی مواد پر مشتمل علمی اور موضوع سے متعلق اپنی نوعیت کی منفرد اور دلنشیں ایک شاہکار کتاب ہے۔

مولانا محمد اسرائیل قاسمی صاحب مدظلہ استاذ حدیث مرقاۃ العلوم مئو